Pyala Darpan
By Akali Agency G.E.V.

پٹیالہ درپن

اخبار اکالی میں شائع شدہ

پٹیالہ مظالم کی خونچکاں داستان

پبلشرز

اکالی ایجنسی ڈپرانا تار گھر امرتسر

قیمت ۶ر

ایک ہزار

ایک اونکار ست گور پرساد

پٹیالہ درپن

یعنی

"اکالی" میں شایع شدہ
پٹیالہ کے مظالم کی خونچکان داستان

پبلشر

اکالی ایجنسی امرتسر
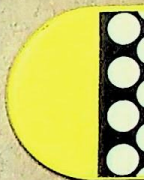
اونکار پریس (پرانا تارگھر) امرتسر میں
باہتمام سردار اندر سنگھ پرنٹر
چھپا

تمہید

اس کتاب میں جو حالات دئے گئے ہیں وہ پیشتر ازیں "اکالی" میں شائع ہو چکے ہیں۔ "اکالی" میں تو اور بھی بہت سے حالات اور ثبوت شائع ہوئے ہیں لیکن ہم نے ان میں سے چند حالات لے کر بصورت کتاب اس لئے شائع کئے ہیں تاکہ عوام الناس کو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ مہاراجہ پٹیالہ نے کس قدر مظالم بیگناہوں پر کئے ہیں۔ اس کتاب میں صرف قتل سردار لعل سنگھ۔ سازش قلعہ بہادر گڑھ۔ بی بی بچتر کور کو سخت اذیتیں پہنچا کر ہلاک کرنے۔ سردار امر سنگھ کی بیوی کے اغوا اور سردار ردھا سنگھ پر ڈھائے گئے مظالم کے حالات درج کئے گئے ہیں +

ناظرین سے دست بستہ درخواست ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ صرف اپنے تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ اپنے دوستوں اور رفقاء کو پڑھنے کے لئے دیں +

اس وقت ریاست پٹیالہ کی مظلوم رعایا کا بچاؤ اسی میں ہے کہ یہ مہاراجہ گدی سے علٰحدہ ہو جائے۔ ٹکہ صاحب کو گدی نشین کر دیا جاوے +

"پبلشر"

S. Sewa Singh ji Thikriwala,

An unconceited servant of Malwa.

Recently released from Patiala Jail.

پاپ والی بیڑی ایہدی وچ تے آئی ہے

پتے کداں گھر کئی بچے پٹا لے والے
گدّی اُتے بیٹھ اپنے کویں اُت چائی اے
انہیاں ٹبّیاں نے جو جو ایس کیتیاں
تے کویں پتاں والیاں دی اپنی پت لائی اے
عام لوکیں آکھدے سی ٹھیک نہیں آچار ایہدا
کئی آکھ چھڈ دے سی ایویں ایہہ اُڈائی اے
جدوں توں "اکالی" نے وکھائی گل بھیڑ والی
لوکاں من لیا ایہہ ادائی نہیں سچائی اے
چھپیاں نے فوٹو چھاپ سستی تصویر کھچ
ایس توں ودھ کے ہور کی گواہی اے
جنہاں توں کرئیے پاپ اوہ چھپائے نیں
ڈِس پئے کھول کھول کیتی جو برائی اے
ٹاپیں ٹاپیں ہے جو وی شے سرکیے سچائی نال
پاپاں نوں لکان بہت کہن سُکھ بھائی اے
پکھ چھڈ کے حال جو وچار سی اوہ آکھ دیسی
بھائی نہیں، قصائی اے! قصائی اے! قصائی اے!
بھوگ نفانی رہت، اچھیا شیطانی رہت

کُٹیاں دی جوانی سِروں مُڈھوں ہی مکائی اے
سُندری جوان مُٹیار کِتے دِس پئی ہے
تکیا نہ پھیر ایہہ کنواری کہ ویاہی اے
پیسے دیاں پُتاں ایہناں گُنتیاں الجھیاں راہیں
روندی دھوندی زوروزوری پکڑ منگائی اے
بہتا کوئی پٹیا تاں کڈھ کے خزانے وچوں
موہراں والی موہر اوہدے موہنہ اُتے لائی اے
آنکھ آن والے کِسے کھولی جاں زبان پھیر
سازشاں دے وِچ اوہدی جندڑی پھسائی اے
کیہڑی گل چھڈیئے تے کیہڑی کھول دس دیئے
پاپاں والی پاپی نے تاں انّھی پا دکھائی اے
کیہڑے پیچ پاپی نے کرایا خُون لعل سنگھ ؟
ایس دا جواب دین وچہ کی اوکھیائی اے
جِنّھے بدمعاشی لئی سامھنے دلیپ کور
محلاں وچہ رکھ رانی اپنی بنائی اے
دلیپ کور سندھی خوبصورتی ہی جا لو پھیر
لعل سنگھ واسطے پیغام صورت لیائی اے
اپنے ہی تاں بس نہیں جِتھوں تیک بس لگا
سوچی گل ہوسکے جو پنجھ دی تباہی اے

قوم نوں مٹان ہت۔ تا پھے نوں مکان ہت
قلعے وچہ بیٹھ ڈونگھی گوند گنڈوائی اے
سنگھ بخشش نے جاں کھول تا پاج سارا
ساری گل سچ سچ پنتھ نوں بتائی اے
اوسدی پیاری سنتکار لوگ سنگھنی جو
کیہڑے اوہ تیہئے ڈے دے اننت مروائی اے
ہائے! اوس ایلہ دا حال سارا لکھنوں ایہہ
لیکھنی رو آئی۔ گھبرائی۔ شرمائی اے
حالت پرسونگی چہ اوہنوں کہ ننگی اُف!
پنچاں کھیہہ کھائی اے تے لائی موںہہ سیاہی اے
شاباشے بچیتر کور کیہنا توں بچیتر کم
اپنی جان وتی جان کتیاں دی بچائی اے
چنگا اُتشاہ دے کے۔ پتی نوں سلاح دے کے
پنتھ شان اُتے جان اپنی گھمائی اے
سُن کے بچیتر سارچار چوسیچدا نہ
پتھر دا بوٹا اوہدا دل۔ ایہہ سچائی اے
اک نہیں دو نہیں۔ ترن نہیں۔ چار نہیں
ایہدی رگ رگ وچہ بھری ہی برائی اے
گھٹ ہے شیطانی ایہہ کہانی امر کور دی

لکھ سکے اُکائی نہ جو سمجھاں سُنائی اے؟
پنتھ دے پیارے سیوادار سیوا سنگھ نال
جانڈے ہو سارے اپنے کیتی جو بھلائی اے؟
رہناں ہی قصوروں دکھ قید جیلخانے وچہ
بھُکھاں دُکھاں نال اوہدی جندڑی اُسکائی اے
سمے سمے اُتے کئیاں موقعاں تے شانتی نال
ساری گل بات ایہوں گئی سمجھائی اے
ہُن تاں بیماری لاعلاج ایہدی جاپدی اے
پاپ والی بیڑی ایہدی ڈُبن لگائی اے

S. Sewa Singh ji Thikriwala,

An unconceited servant of Malwa.

سردار لعل سنگھ کے قتل

کی

دلچسپ مفصل اور سلسلہ وار کہانی

— سردار نانک سنگھ کے قلم سے —
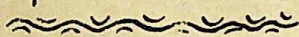
حالات مندرجہ ذیل کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سردار لعل سنگھ و دلیپ کور کے متعلق چند کلمات شروع میں ہی تحریر کر دوں۔

سردار لعل سنگھ ولد سردار ہیرا سنگھ جٹ سکنہ موضع رجو مرغز ریاست پٹیالہ رشتہ میں سردار گورنام سنگھ صاحب ہوم سیکریٹری ریاست پٹیالہ کا بھائی تھا۔ اوائل عمر میں ہی سردار گورنام سنگھ صاحب نے فوج سنگرور میں بہ عہدہ ٹیلچی بھرتی کرا دیا تھا۔ مگر اصل میں اس کو اپنی خدمت میں اردلی کے طور پر گھر پر رکھا ہوا تھا جب سردار گورنام سنگھ کی دختر کی شادی مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ سے ہوئی۔ اُس وقت سردار لعل سنگھ کو پٹیالہ ملازم کرا دیا گیا۔ جب مہارانی صاحبہ سنگرور کے دختر تولد ہوئی۔ اُس وقت سردار لعل سنگھ کو بھی مصاحب کی خدمت سپرد ہوئی

بعد میں فوج میں لفٹننٹ کر دیئے گئے۔ بوقت ہونے قتل بہ عہدہ
لفٹننٹ پر تھے۔ مگر اصل میں سردار گور نام سنگھ صاحب کی غیر
حاضری میں چونکہ وہ جنگ کو گئے ہوئے تھے۔ اُن کے گھر کی بھی
حفاظت سردار لعل سنگھ کے سپرد تھی +

دلیپ کور صوبیدار سردار جگت سنگھ سکنہ ابو وال
ریاست پٹیالہ کی دختر تھی سردار جگت سنگھ ریاست سنگرور کی فوج میں بہ عہدہ صوبیداری
کام کرتا تھا۔ وہاں ہی سردارنی بچن کور زوجہ سردار گور نام سنگھ
صاحب کی واقفیت سردار جگت سنگھ صاحب کے خاندان سے ہو گئی۔
سردار لعل سنگھ صاحب کی پہلی عورت فوت ہو گئی۔ پھر سردار
لعل سنگھ صاحب کی شادی دلیپ کور سے ہو گئی۔

میرے ریاست میں ملازم ہونے سے پہلے سمت ۱۹۶۸ یا سمت ۱۹۶۹
کے موسم گرما میں جس سال مہاراجہ کشن گڑھ مہاراجہ صاحب بہادر
پٹیالہ کی کوٹھی میں شملہ اترا ہوا تھا۔ مہاراجہ پٹیالہ خود کوٹھی
(Mount Everest) چوٹی پہاڑ پر رونق افروز تھے۔ اسی
سال سردار لعل سنگھ صاحب دلیپ کور کو شملہ لائے اور
دلیپ کور سیدھی مہاراجہ صاحب کے پاس (Mount Everest)
پہنچادی گئی۔ سرکار حضور پہلی ہی نظر میں فدا ہو گئے۔ اور تمام
موسم گرما اپنے پاس شملہ میں ہی رکھی +

شروع شروع میں تو مہارانی صاحبہ سنگرور والی نے اس

بات کا کچھ خیال نہ کیا۔ کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ دیگر عورتوں کی
طرح مہاراجہ اس کو بھی چند یوم رکھکر دل سے اُتار دینگے۔ مگر جب
محبت بڑھتی دیکھی تو مہارانی صاحبہ نے اپنی والدہ سے اس
کی شکایت کی۔ چنانچہ موسم سرما میں جب پٹیالہ پہنچے۔ سردار نول سنگھ
کو کہکر دلیپ کور کو راجو ماجرا بھجوا دیا گیا۔ مگر مہاراجہ صاحب کو کب چین
آتا تھا۔ تین چار مہینہ بعد مہارانی صاحبہ کی منت سماجت کر کے
پھر انکو ہی دلیپ کور کو محلات میں بلانے کے لئے رضامند کر لیا
بلکہ مہارانی صاحبہ سنگرور والی کی مصاحبوں میں بشاہرہ ۱۵ روپیہ
ماہوار پر دلیپ کور کو ملازم کر دیا گیا۔ اسی طرح سے کبھی خوشی
کبھی غصہ دو تین سال گذر گئے۔ اس اثناء میں دلیپ کور کے
ہاں ایک لڑکی پیدا ہو گئی۔ اب مہاراجہ صاحب کو زیادہ الفت
ہو گئی۔ مگر مہارانی صاحبہ سنگرور چین نہیں لینے دیتی تھی۔
پھر دوسری دفعہ دلیپ کور حاملہ ہو کر راجو ماجرا چلی گئی۔
مہاراجہ صاحب کو شک ہوا کہ کہیں دلیپ کور کے دشمن اُس کو
وہاں ہی زہر وغیرہ دلوا کر ختم نہ کر دیں۔ سردار کشن سنگھ صاحب
کو موٹر دیکر راجو ماجرا بھیجا۔ وہ جا کر دلیپ کور کو پٹیالہ موتی
باغ میں لے آیا۔ اور یہاں آ کر ایک اور لڑکی پیدا ہوئی۔ سمت ۱۹۷۱
میں پٹیالہ میں ملازم ہوا۔ مجھے سمت ۱۹۷۳ تک اس کا کچھ علم نہ تھا۔
سمت ۱۹۷۳ میں جس سال سر حضور مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ موسم

گرما میں منصوری پہاڑ پر لے گئے ہوئے تھے۔ وہاں انہوں نے پہلی
دفعہ اس معاملہ کا مجھ سے ذکر کیا۔ بلکہ سردار گورنام سنگھ کی اس
بات کی شکایت کی کہ پہلے تو دلیپ کور کو میرے پاس بھجوا دیا۔ اب
دلیپ کور کے بغیر میں ایک گھڑی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور
سردار گورنام سنگھ اس کو محلات میں رہنے سے روکتے ہیں
اس طرح کوئی دو گھنٹہ تک بات چیت ہوتی رہی۔ آخر مہاراجہ
صاحب نے اپنے دل کی بات ظاہر کر دی کہ جب تک لعل سنگھ
زندہ ہے میں آرام سے زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ میں سُن کر
سُن ہو گیا۔ دو تین منٹ بعد سری حضور نے پھر یہی الفاظ
فرمائے اور میری خاموشی کا سبب بھی دریافت فرمایا۔ میں
نے عرض کی۔ آپ بڑے بھاری ہستی ہیں۔ آپ اس معاملہ کو
سرسری طریق سے سرانجام نہ فرماویں۔ اس میں بڑے بھاری
خطرات ہیں۔ مگر صدا طوطی کی سُنتا کون ہے نقار خانے میں۔
مجھے فرمانے لگے کہ میں کسی طرح یہ پتھر اس کے راستے سے دُور
کرنے کا انتظام کروں۔ پہلے تو میں نے حیل و حجت کی مگر
پھر اس خیال سے کہ مہاراجہ اس وقت بضد ہے۔ اگر میں نے
جواب دے دیا کسی نہ کسی اور سے اس معاملہ کا ذکر ضرور کریگا۔
اور اگر لعل سنگھ کا قتل ہو گیا قیامت آجاوے گی۔ مجھے کیا
خبر تھی جس بات سے میں ڈرتا تھا وہ خود ہی میری معرفت

سرانجام پاتا تھا۔ میں نے محض وقت گذارنے کے لئے عرض کر دی کہ اچھا مہاراج میں کوشش کرونگا۔ مگر اتنا کہنا تھا کہ جھٹ چیک بک منگوا کر الائنس بنک آف شملہ کی انبالہ چھاؤنی شاخ پر مجھے مبلغ سات ہزار روپیہ کا چیک کاٹ دیا۔ میں لیکر چلا آیا۔ مہاراجہ نے چیک سیلف (Self) کو ادا کرنا تحریر کیا تھا۔ میں نے چیک کی پشت پر دستخط کرکے بنک سے مبلغ ۷۰۰۰ ہزار روپے وصول کرکے اپنے پاس رکھ لئے۔ الائنس بنک آف شملہ کی انبالہ چھاؤنی برانچ میں اب تک اس کا ثبوت موجود ہوگا۔ چونکہ میرا ارادہ یہ تھا کہ اسی طرح مہاراجہ کو ٹال دیا جاوے۔ مہاراجہ مستقل مزاج کبھی بھی نہیں تھا۔ جس وقت بیبی کو اس کے دل سے اتر گئی اس وقت خود ہی مجھے روک دیگا۔ میں نے ٹال مٹول میں دو ڈول گذار دئے۔ جنوری ۱۹۱۸ء میں خدا معلوم مہارانی صاحبہ سنگرور والی نے یہ الفاظ فرمائے یا دلیپ کور نے خود ہی بنا کر مہاراجہ صاحب کو کہہ دئے کہ مہارانی صاحبہ سنگرور نے مجھے طعنہ دیا ہے کہ دلیپ کور جتنی مدت چاہے محلات میں رہے وہ کونسی مہارانی بن جائے گی۔ مہاراجہ صاحب اس طعنہ کو سنتے ہی طیش میں آگئے۔ فوراً مجھے بلا بھیجا اور دریافت فرمایا کہ لال سنگھ کے معاملہ کا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کی غریب پرور میں پردیسی آدمی ہوں۔ میں نے بہتیری کوشش کی ہے۔ مگر میں ناکامیاب

رہا ہوں سخت مایوس ہو کر مہاراجہ صاحب نے مجھے واپس بھیج دیا۔
اسی سال پرنس کانفرنس کا اجلاس پٹیالہ میں ہوا۔ محض مہاراجہ
صاحب جام نگر باقی تھے۔ جس رات مہاراجہ جام نگر نے پٹیالہ سے
روانہ ہونا تھا۔ مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے سردار گورنام سنگھ کو
اندر موتی باغ میں لیجا کر دست بستہ عرض کی۔ چونکہ ان کی محبت
دلیپ کور سے بہت زیادہ ہو چکی ہے وہ سردار لعل سنگھ سے
کہکر اسے طلاق دلا دے۔ مگر سردار گورنام سنگھ صاحب نے
اس بات میں دخل دینے سے صاف انکار فرما کر مہاراجہ صاحب
کو ہمیشہ کے لئے اپنے سے ناراض کر لیا۔ دوسرے روز مجھے پھر
بلایا گیا کہ اب کے فہمائش ہوئی کہ اگر قتل کا انتظام نہیں
ہو سکتا تو کم از کم لعل سنگھ صاحب سے طلاق حاصل کر لیجائے۔
اس بات کی کوشش کرنے کا اقرار کر کے میں واپس آ گیا اور اس
بات کے لئے میرا دلی ارادہ تھا کہ اگر سردار لعل سنگھ اس بات کو
مان لے تو کوئی ہرج نہیں۔ میں نے دو آدمیوں کی معرفت
سردار لعل سنگھ سے دریافت کیا مگر اُس نے صاف جواب
دے دیا۔ میں نے مہاراجہ سے عرض کر دی۔

پھر یہ تجویز ہوئی کہ دھوری کے مجسٹریٹ سے مصنوعی طلاق
نامہ تیار کرا لیا جاوے۔ چنانچہ اس مطلب کے لئے سردار سکھدیو سنگھ
صاحب مجسٹریٹ کو نارنول سے دھوری کو تبدیل کرایا گیا۔ میں

نے بازار سے منو لعل اشٹام فروش سے طلاق نامہ کے حاصل
کرنے کے لئے اشٹام کا بندوبست کیا۔ اِدھر مہاراجہ صاحب
نے دیوان دیاکشن کول سے اپنی تکلیف بیان فرمائی۔ اُس کو
خدا خدا کر کے موقعہ ہاتھ لگا۔ پہلے تو اُس نے سردار گورنام سنگھ
صاحب کو جنگ میں روانہ کرا دیا۔ بعد سردار لعل سنگھ صاحب
کو بُلا کر طلاق کے لئے خود کہا۔ مگر سردار لعل سنگھ نے دیوان
دیاکشن کول سے پُوچھا کہ اگر مہاراجہ کل تمہاری عورت پر عاشق
ہو گیا تو کیا اس کے کہنے پر تم اپنی عورت کو طلاق دے دو گے؟
دیوان بہادر اس کا کچھ جواب نہ دے سکا۔ دو تین بار پھر سردار
لعل سنگھ صاحب کو بُلا کر مجبور کیا۔ بلکہ اس کو ایک دفعہ
دھمکی بھی دی مگر وُہ نہ مانا۔ اِدھر دلیپ کور کا نام رجسٹر ملازمت
محلات سے سردار سندر سنگھ کروڑہ اندرون کی معرفت نکلوا
کر مہاراجہ صاحب نے ایک روز ہی) ناز کو۔ انور اور دلیپ کور
کو محلات خود کا اعزاز بخشکر سردار سی کی معرفت بارہ دری میں
رسم ادا فرمائی اور سردار لعل سنگھ کی بغیر رضامندی اور بغیر
طلاق دینے کے زبردستی دلیپ کور کو مہارانی بنا لیا گیا۔ جب
سردار لعل سنگھ کو معلوم ہُوا وہ بہت گھبرایا اور اُس نے
صاف صاف ظاہر کر دیا کہ وہ گورنمنٹ عالیہ کی معرفت اپنی
عورت واپس لے گا۔ جب مہاراجہ کو اسبات کی خبر ہوئی تو

مہاراجہ نے پھر مجھے بُلا کر کہا کہ جس طرح سے بھی ہو سکے۔ لعل سنگھ کا خاتمہ ہونا چاہیئے۔ میں نے وہی پہلے والی ٹال مٹول کر دی۔ ایک دن مہاراجہ صاحب ہاتھ میں دو پستول لئے بیٹھے تھے اور کرنل جوگندر سنگھ صاحب پاس کھڑے تھے۔ مجھے اندر بُلا کر مہاراجہ صاحب نے دونوں پستول مجھے دیکر فرمایا کہ ان کو اپنے پاس رکھو۔ جب جس کو میں حکم دُوں۔ تم نے دے دینے۔ میں پستول لیکر گھر کو آ گیا۔ چند روز کے بعد مہاراجہ صاحب نے مجھے حکم دیا کہ ان پستولوں میں سے ایک پستول میں سردار اوجاگر سنگھ صاحب انجنیئر بجلی کو دے دُوں۔ چنانچہ میں نے کوتوالی پٹیالہ میں رپورٹ درج کرا کے وُہ پستول سردار اُجاگر سنگھ صاحب کے حوالے کر دیا۔ مورخہ ۸ بیاکھ کو سویرے ہی سوار میرے مکان پر آیا کہ سری حضوُر یاد فرماتے ہیں۔ میں فوراً موتی باغ پہنچا۔ سری حضوُر میرا انتظار فرما رہے تھے۔ سردار اوجاگر سنگھ صاحب بھی وہاں موجُود تھے۔ آتے ہی سری حضوُر نے مجھے حکم دیا کہ دھوری پہنچکر سردار غمدور سنگھ صاحب کو ملوُں اور اُن سے پٹیالہ رہنے کی اجازت حاصل کرنے کے واسطے عرضی دستی لے آؤں۔ چونکہ گورنمنٹ انگریزی سردار غمدُور سنگھ کو پٹیالہ میں رہنے کی اجازت دلانے میں ناکامیاب رہی۔ میں حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ سری حضوُر نے الگ لے جاکر مجھے بتلایا کہ سردار غمدور سنگھ

صاحب کا سردار لعل سنگھ سے بہت تعلق ہے اور اُمید ہے کہ
سردار عمدور سنگھ سردار لعل سنگھ کو طلاق کے لئے راضی
کر لیگا۔ مجھے سردار اوجاگر سنگھ نے یقین کرا دیا ہے۔ حسب الحکم
میں دہوری پہنچا۔ وہاں سردار عمدور سنگھ صاحب پہلے ہی کھل
سے آئے ہوئے موجود تھے۔ باہر ایک باغ میں بیٹھکر عرضی تحریر کرا کے
میں واپس پٹیالہ آگیا۔ دوسرے روز عرضی مہاراجہ صاحب کے
پیش کی گئی۔ فوراً اجازت بخشدی گئی۔ ۱۲ بیساکھ سمت ۱۹۷۵ کو
سردار عمدور سنگھ پٹیالہ آگیا اور اس بات پر مصر ہوا کہ
مہاراجہ صاحب ملکراُن کو خود حکم دیں۔ میں نے سری حضور سے
عرض کردی۔ ۱۶ بساکھ سمت ۱۹۷۵ کو سری حضور نے سی۔ آئی۔
ڈی کا تمام حساب ملاحظہ فرماکر مجھے میرے عمدہ کام ہونے اور
حسابات درست ہونے کا سرٹیفکیٹ بخشدیا اور مجھے حکم دیا
کہ Room House کے سامنے مجھہ سردار عمدور سنگھ صاحب
شام کے ۸ بجے جاؤں۔ رات کے ۸½ بجے ایجنٹ صاحب وغیرہ کا
کھانا موتی باغ میں تھا کیونکہ مہاراجہ صاحب کی روانگی ولایت
کی غرض سے کھانا دیا جا رہا تھا۔ عین ۸ بجے سری حضور کی موٹر
آئی۔ اور ہمارے پاس سے گذر کر رسالہ کی جانب چلی گئی۔ مگر
جاتے جاتے مہاراجہ صاحب اونچی آواز سے کہہ گئے کہ سی۔ آئی۔
ڈی یہاں ہی ٹھہرو۔ ہم ابھی آتے ہیں۔ سردار بھگوان سنگھ کی

کوٹھی سے ہو کر چند ہی منٹوں میں مہاراجہ صاحب ہمارے پاس آ گئے۔ موٹر میں سری حضور کے ہمراہ ٹکہ رام سنگھ شہزادپور والے کنور رام نرائن سنگھ پٹیالہ اور کنور پرا ندر سنگھ بیٹھے تھے سری حضور موٹر کھڑی کر کے نیچے اُتر آئے اور تھوڑی دُور جا کر ہم کو اپنے پاس بُلا لیا۔ وہاں گمدور سنگھ نے نذر پیش کی۔ نذر منظور فرما کر مہاراجہ صاحب اصل معاملہ کی طرف رجوع ہوئے۔ پہلے تو طلاق حاصل کرنے کی باتیں ہوتی رہیں۔ مگر پھر سری حضور نے گمدور سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ نانک سنگھ ڈرتا ہے اگر تم سے ہو سکے لعل سنگھ کا خاتمہ ہی کرا دو۔ میں نے وہی باتیں عرض کیں کہ اس میں نقصان ہی نقصان ہے مگر سری حضور نے جھڑک دیا اور پھر سردار گمدور سنگھ کو میرے سے بھی الگ لے گئے جب دس پندرہ منٹ باتیں کرنے کے بعد میرے پاس واپس آئے تو مجھے سُنا کر مہاراجہ صاحب نے فرمایا کہ گمدور سنگھ تم کو نانک سنگھ طلاق نامہ کا مسودہ دیگا۔ اس کے بموجب طلاق حاصل کرنی۔ آخر موٹر میں سوار ہونے لگے مگر چونکہ مہاراجہ صاحب کے خیال میں قتل لعل سنگھ کا منصوبہ سمایا ہُوا تھا پھر گمدور سنگھ کو سب کے سامنے فرمایا کہ میری واپسی تک کانٹا نکل جانا چاہیئے۔ گمدور سنگھ نے جواب میں کہا بہت اچھا حضور۔

مندرجہ بالا بات چیت کو ہونے مہاراجہ کے ہمراہ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا اور آخری حکم کو خود اپنے کانوں سے سنا۔ اس طرح قتل سردار لعل سنگھ کی سازش ہوئی۔

اگرچہ مہاراجہ نے نہایت ہوشیاری سے کام لیا مگر پھر بھی
سازش کے گواہ اس وقت تک موجود ہیں۔ اور کسی وقت مہاراجہ
کے لئے نہایت خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ رات کو مہاراجہ صاحب
کھانا کھانے کے بعد شملہ کو روانہ ہو گئے اور مجھے انبالہ آکر تیسرے روز
فیلع کا حکم فرما گئے۔ دوسرے روز سردار عمدور سنگھ نے مجھے بتلایا
کہ طلاق کا تو محض بہانہ ہی بہانہ ہے۔ مہاراجہ صاحب صاف طور
سے لعل سنگھ کے قتل کا حکم دے گئے ہیں۔ میں نے اُس کو کہدیا کہ تم جانو
اور تمہارا کام۔ میں معاملہ قتل میں تمہارا ہرگز شریک نہیں ہو سکتا
اُسنے مجھے کہا کہ جب تم مہاراجہ صاحب کے ساتھ بمبئی جاؤ۔ وہاں
مہاراجہ صاحب سے سردارنی نہال کور کی بابت کرنل گوربخش سنگھ
صاحب کے خلاف مہاراجہ صاحب سے براہ راست حکم تحریر کرانا کہ
تمام جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا نصف حصہ سردارنی نہال کور کو
دلا دیا جاوے بلکہ گذشتہ پانچ چھ سالوں کی پیداوار کا بھی حصہ
دیا جاوے۔ تیسرے روز حسب الحکم میں انبالہ پہنچا سپیشل شملہ کی
طرف سے مہاراجہ صاحب کی آگئی۔ پٹیالہ سے بہت سے اہلکار سری
حضور کو الوداع کہنے کے لئے انبالہ پہنچے ہوئے تھے۔ سب نے مہاراجہ
صاحب کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ جب ٹرین چلنے کا وقت
آیا تو مہاراجہ نے تمام ہار اپنے گلے سے اتار کر تمام حاضرین کے سامنے
میرے گلے میں ڈالکر اپنی مہربانی جتلائی۔ دوسرے روز ہم سب
سپیشل میں بمبئی پہنچ گئے۔ وہاں مہاراجہ نے دیوان دیا کشن کول کو میرے

سامنے بلا کر حکم دیا کہ وہ سردار لعل سنگھ سے طلاق حاصل کرنے کا مسودہ خود تجویز کر کے مجھے دے تا کہ میں سردار غمدور سنگھ کو دے دوں۔ مجھے اس بات کا علم نہیں کہ مہاراجہ صاحب نے دیوان دیا کشن کول کو کس حد تک اس معاملہ میں لیا ہوا تھا مگر وہاں میرے سامنے سوائے طلاق نامہ کے اور کوئی گفتگو نہیں ہوئی جب دیا کشن چلا گیا۔ مہاراجہ صاحب اور میں اکیلے کھانے کے کمرے میں بیٹھے رہے۔ پہلے میں نے غمدور سنگھ کی درخواست پیش کی۔ مہاراجہ صاحب فرمانے لگے کہ تقسیم جائیداد کے واسطے براہ راست حکم تحریر کرنا مناسب نہیں۔ مگر چونکہ مطلب درپیش تھا۔ فوراً بوٹا رام کو بلا کر براہ راست جوڈیشل سیکریٹری کے نام حکم تحریر فرما دیا۔ پھر مجھے فرمایا کہ میں جا کر غمدور سنگھ کو پیغام دے دوں کہ اگر مہاراجہ کی واپسی تک کام میرا انجام نہ ہوا تو میری حضور صاحب سخت ناراض ہوں گے۔ میں نے مہاراجہ صاحب سے عرض کی کہ اوّل تو قتل کرانا بڑا بھاری پاپ ہے۔ دوسرے آپ مہاراجہ ہو کر آپ پر قتل ثابت ہو گیا نہ آپ رہیں گے نہ ریاست۔ جواباً مہاراجہ صاحب نے فرمایا کہ اگر میں نے گیتا پڑھی ہوتی تو پن اور پاپ کی گفتگو نہ کرتا۔ باتیں کرتے کرتے مہاراجہ صاحب رونے لگ گئے۔ اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ نانک سنگھ اگر ولایت سے چلتے وقت ہم کو لعل سنگھ کے قتل کی خبر نہ ملی ہم جہاز سے کود کر سمندر

میں ڈوب مریں گے۔ اس وقت کے الفاظ نے میرے دل پر کچھ ایسا
اثر کیا کہ بس میں بھی تیار ہو گیا۔ مگر میں یہاں صاف اس بات کو
بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے اس کام میں کسی لالچ یا غرض سے ہرگز
ہرگز حصہ نہیں لیا۔ میں مہاراجہ کی حالت زار نہ دیکھ سکا اور مجھے
یقین ہو گیا کہ اگر سردار لعل سنگھ قتل نہ ہوا تو مہاراجہ ضرور اپنی
جان دے دیگا۔ اب دنیا مجھے کچھ کہے مگر میں مانے بغیر نہیں رہ سکتا کہ
مہاراجہ نے مجھے سازش قتل میں اپنے ساتھ شامل کر ہی لیا۔ اگرچہ
میں مہاراجہ صاحب کے خلاف تھا بلکہ ڈرتا تھا میں نے مہاراجہ سے
وعدہ کیا کہ سردار عمدہ سنگھ سے جا کر پیغام عرض کر دونگا۔ اور اگر
اس کو اس کام میں کچھ ضرورت پڑی امداد کرونگا۔ مہاراجہ صاحب
نے مجھے بتلایا کہ جس وقت قتل لعل سنگھ کی خبر اُن کو ولایت میں ملیگی
وہ اسی وقت سردار گورنام سنگھ کو تار دے کر عرضی فرانس بلالینگے۔
تاکہ وہ پٹیالہ پہنچکر مقدمہ قتل برآمد کرالے اور ساتھ ہی سردار
کشن سنگھ صاحب لسی کو حکم دیا کہ ۷۰۰۰ ہزار روپے کے علاوہ
جو میرے پاس اس مطلب کے لئے مہاراجہ کا موجود تھا۔ اگر اور
روپے کی ضرورت پڑے تو وہ مجھے دے دے۔ بعد سردار جیون سنگھ
ٹھاکر کو بلا کر ہدایت کی کہ اگر مجھے کسی وقت کسی آدمی کی ضرورت ہو تو
وہ میرے حکم کی تعمیل کرے۔ دوسرے روز سری حضور ولایت
کے واسطے جہاز میں سوار ہو کر روانہ ہو گئے اور ہم لوگ پٹیالہ کو روانہ

ہوئے۔ راستہ میں دیوان دیا کشن کول نے مجھے کہا کہ میں پٹیالہ پہنچکر
اس کو ملوں اور حسب الحکم سری حضور مضمون طلاق نامہ حاصل کر لوں۔
پٹیالہ پہنچکر میں نے سردار غندور سنگھ کو تمام حالات بتلا دیئے۔ وُہ تو
پہلے سے ہی تیار بیٹھا تھا۔ دیوان دیا کشن کول کو پٹیالہ میں میں نہ
مل سکا اور وُہ دو دن پٹیالہ قیام کرکے چائل چلا گیا۔ وہاں سے
دیا کشن نے خود اپنی قلم سے تحریر کرکے طلاقنامہ کا مسودہ ارسال
کیا اور ساتھ ہی ایک خط مجھے تحریر کیا کہ جلد طلاق حاصل کر لوں۔
کچھ روز بعد سردار اوجاگر سنگھ میرے پاس آئے اور مجھے بتلایا کہ
سردار غندور سنگھ بالکل قتل پر تلا ہوا ہے اور قاتلوں کی تلاش
بڑے زور شور سے کر رہا ہے۔ اب میں بہت ڈر گیا۔ میں اُسکو ساتھ
لیکر غندور سنگھ کے مکان پر پہنچا اور اس سے بڑے زور سے عرض
کی کہ وُہ قتل لعل سنگھ سر دست نہ کرائے۔ مہاراجہ صاحب کی
واپسی تک انتظار کرے۔ اُس نے جواب میں کہا کہ مہاراجہ صاحب
اس سے ناراض ہو جاوینگے۔ پہلے ہی مشکل سے اُس نے اپنی جائیداد
واگذار کرائی ہے۔ اگر پھر ضبط کر لی گئی تو مشکل ہو جاویگی۔ میں نے
اس کو اطمینان دلانے کی کوشش کی کہ میں ذمہ وار ہوں۔ مہاراجہ
صاحب کو جس طرح پہلے دو سال ٹالتا رہا ہوں ٹال دُوں گا۔ مگر
اُس نے ایک نہ مانی۔ آخر اُس نے غصہ میں آکر مجھے کہدیا کہ اگر تو
ڈرتا ہے تو تجھے آج سے بعد اس معاملہ میں دخل دینے کی ضرورت

نہیں۔ میں بھی نہایت تنگ آ چکا تھا۔ اس لئے گھر واپس
آگیا۔ اگر میری خوش قسمتی ہوتی۔ میں اب چپ کر کے
علیحدہ بیٹھ رہتا۔ مگر من کی چنچلتا نے پیچھا نہ چھوڑا۔ اور
اب اسباب کا شوق ہوا کہ اسباب کا علم رہنا ضروری
ہے۔ غمدور سنگھ کیا کرتا ہے۔ ایکدفعہ تو اس نے مجھے کہلا بھیجا
کہ میری رائے پر کام کرنے کو تیار ہے اور سرکی حضور کی
آمد تک انتظار کرے گا۔ میں اس خیال سے کہ اگر کچھ عرصہ
کے لئے سردار لعل سنگھ پٹیالہ سے کہیں دور چلا جاوے تو
شاید اس کی جان بچ جاوے۔ سردار گورنام سنگھ صاحب کو
عرب میں تحریر کر دیا کہ سردار لعل سنگھ کی جان سخت خطرہ
میں ہے وہ اس کا انتظام فرمالیویں۔ وہ خط ان کی خدمت
میں پہنچگیا اور انہوں نے مجھے جواب میں تحریر فرمایا (جو
اس وقت بھی سیف میں موجود پڑا ہے) کہ وہ انتظام کر
دینگے مگر بدقسمتی کیا کرنے دیتی ہے۔ سردار لعل سنگھ
پٹیالہ سے نہ ملا۔ سردار غمدور سنگھ نے میرے (نانی)
جمعدار ڈیوڑھی کی معرفت جو کہ سردار غمدور سنگھ کے
خاندان سے دیرینہ تعلق رکھتا تھا۔ اور اس وقت
سردار گورنام سنگھ صاحب کی کوٹھی پر مقرر تھا۔ سردار
لعل سنگھ کو اکیلے ملنے کے لئے کہلا بھیجا۔ دو تین ملاقاتیں

ہوئیں۔ سردار عمدور سنگھ نے سردار لعل سنگھ کو بتلایا کہ گورنمنٹ عالیہ کی امداد سے اُس کو پٹیالہ میں آتے کی اجازت ملی ہے ورنہ مہاراجہ صاحب اس کو پٹیالہ آنے نہیں دیتا تھا اور تین ملاقاتوں کے بعد سردار عمدور سنگھ نے سردار لعل سنگھ کو کہا اگر وہ چاہے تو سردار عمدور سنگھ گورنمنٹ سے امداد لے کر سردار لعل سنگھ کی عورت لیب کور اُس کو واپس دلا سکتا ہے۔ بیچارہ لعل سنگھ اس پیچ میں آگیا۔ نہایت منت سماجت کرنے لگا۔ سردار عمدور سنگھ نے اس سے وعدہ کیا کہ جلد ایجنٹ صاحب سے ملکر پھر اس کو بتلائے گا اور نیز سردار لعل سنگھ کو تنبیہہ کردی کہ کسی سے اس معاملہ کا ذکر نہ کرے اور کبھی عام طور سے سردار عمدور سنگھ کو نہ ملے۔ بلکہ جب بھی ملنا ہو خفیہ جگہ مقرر کر کے ملاقات کرے ؛

انہی ایام میں سردار عمدور سنگھ نے اپنے ماموں زاد بھائی سردار اوجاگر سنگھ کی معرفت ہرنام سنگھ سکنہ کندوں کو جو کہ سردار اوجاگر سنگھ کا سسر تھا بلایا۔ چونکہ وہ بڑا دل چلا شخص تھا۔ قتل کرنے کے لئے اُسے اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ صلاح یہ ٹھہری کہ چونکہ نانک سنگھ ڈرپوک ہے۔ اسلئے پٹیالہ میں واردات قتل نہیں ہوئی

چاہیئے۔ چوڑل گاؤں میں جو سردار عمندور سنگھ کی ملکیت ہے قتل کیا جاوے۔ ادھر سردارنی صاحبہ سردار گورنام سنگھ چونکہ سنگرور چلی گئیں سردار لعل سنگھ بھی اُن کے ہمراہ سنگرور ہی چلا گیا۔ مگر جانے سے پہلے سردار عمندور سنگھ سے ملکر یہ طے ہوا کہ جب بھی سردار عمندور سنگھ اجنب صاحب سے چل دے اس کو خبر بھیجے وہ فوراً آکر جس جگہ بھی سردار عمندور سنگھ بلائے بلایا فوراً ملیگا اور مقرر ہوا کہ جس آدمی کے ہاتھ کاغذ پر ✻ چر کھڑی کر اس کی نشانی عمندور سنگھ کر کے بھیجے گا سردار لعل سنگھ بے چوں وچراں اس کے ساتھ چلا آویگا اور گھر میں کسی کو پتہ نہ دیگا۔ جاکھل ہی جو کہ چوڑل گاؤں سے نزدیک ہی ہے۔ سردار عمندور سنگھ کی ایک چھوٹی سی کوٹھی ہے اس میں سامان قتل تیار کیا گیا۔ ہرنام سنگھ سکنہ کندول بھگوان سنگھ سکنہ رام پور کٹانی اور سندر سنگھ نمبردار بھلہ دستان خود کو اپنے ہمراہ جاکھل لے گیا۔ سردار عمندور سنگھ نے چر کھڑی نشان کر کے ایک خط ہرنام سنگھ کندول کو دے کر سردار لعل سنگھ کو بلانے کے لیے سنگرور بھیجا۔ سردار لعل سنگھ نشانی دیکھتے ہی بغیر کسی کو اطلاع کیئے اُس کے ہمراہ جاکھل چلا آیا۔ ہرنام سنگھ اس گاؤں میں سوار تھا۔ مگر سردار لعل سنگھ کو سنگرور میں

یہ بتلا کر کہ تم کو چوڑل جانا ہے خود اس سے الگ ہو کر یہ بات معلوم کرنے کی کوشش میں رہا کہ کوئی اور آدمی سردار لعل سنگھ کے ہمراہ تو نہیں یا کسی اور کو کچھ بتلایا تو نہیں جب سٹیشن جاکھل پر اترے شام کا وقت تھا۔ غمدور سنگھ نے انتظام کیا ہوا تھا کہ وہ سردار لعل سنگھ کو ساتھ لے جا کر کوٹھی کے پاس ایک کوئیں کے نزدیک بیٹھکر بات چیت کریں گے جب بالکل اندھیرا ہو جاوے تو ایک آدمی پیچھے سے آکر سردار لعل سنگھ پر حملہ کر کے اس کو بیہوش کر دے پھر کوٹھی میں جا کر قتل کر کے کوٹھی کے ایک کمرہ میں ڈالکر جس میں لکڑیاں رکھی تھیں آگ لگا دیجاوے۔ جب سردار لعل سنگھ اسٹیشن جاکھل میں اُترا تو کچھ منٹ وہ یونہی اسٹیشن پر پھرتا رہا۔ جب اسٹیشن سے باہر باغ کی طرف آیا تو سردار غمدور سنگھ نے دیری کا سبب دریافت کیا بہانہ کے طور پر اس نے کہا کہ ایک واقفکار مل گیا تھا اُس سے بات چیت کرنے میں کچھ دیر ہو گئی ہے۔ ادھر سردار غمدور سنگھ نے یہ سوچ رکھا تھا کہ سردار لعل سنگھ بغیر پتہ دئے چوڑل آویگا اور جہاں اس کا خاتمہ کر دیا جاوے گا۔ کسی کو چوڑل آنے کی خبر تک نہ ہوگی جب اس نے یہ سُنا کہ سردار لعل سنگھ جاکھل میں اپنے کسی واقف سے ملا ہے اُس نے فوراً ارادہ بدل لیا اور ہمراہیوں کو بھی مطلع

کر دیا۔ رات بھر سردار لعل سنگھ ہوٹل رہے۔ سردار عمدور سنگھ
ایجنٹ صاحب کی کوئی فرضی بات بنا کر اس کو سُنا دی دوسرے
روز سردار لعل سنگھ واپس سنگرور چلے گئے۔ مگر واپسی سے
پہلے دھوری اسٹیشن پر ملنے کا وقت پھر عمدور سنگھ
نے اس ارادہ سے مقرر کر لیا کہ رات کو دھوری اسٹیشن سے
باہر کچھ فاصلہ پر سردار لعل سنگھ کو باتیں کرتے کرتے
لے جائے گا۔ وہاں ہرنام سنگھ کدوں وغیرہ اس کا خاتمہ
ایسے طریقہ سے کرینگے کہ ایسا معلوم ہو کہ نہر میں ڈوب کر
مر گیا ہے۔ حسب وعدہ سردار لعل سنگھ دھوری اسٹیشن
پر پہنچا۔ سردار عمدور سنگھ بھی آئے اور تمام انتظام
مکمل کر کے لائے۔ مگر چونکہ سردار لعل سنگھ نے سنگرور
والی گاڑی پر ضرور ہی سوار ہونا تھا وہ سٹیشن کے اندر
ہی عمدور سنگھ سے بات چیت کرتے رہے اور اسٹیشن سے
باہر جانے سے انکار کر دیا۔ کچھ دیر بات چیت کے بعد
سردار لعل سنگھ سنگرور کو روانہ ہو گئے اور سردار
عمدور سنگھ بمعہ دیگروں کے اپنی اپنی جگہ واپس ہو گئے۔
اب سردار لعل سنگھ سردار ق سردار گورنام سنگھ
سمیت کچھ روز سنگرور رہ کر واپس پٹیالہ آ گئے۔
اور اب یہی فیصلہ ہوا کہ پٹیالہ میں ہی سردار لعل سنگھ

کا فیصلہ کیا جاوے۔ ایک دن سردار اوجاگر سنگھ میرے
پاس آیا اور مجھ سے ۳۸ بور Auto matic پستول
مانگا۔ مگر میں نے انکار کر دیا اور جواب میں اس کو کہا کہ
حسب الحکم سری حضور ایک پستول میں آپ کو دے چکا ہوں
اور پستول میرے پاس نہیں ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ
سردار عمدو سنگھ کو پستول کی ضرورت ہے۔ جب میں
نے اُس کو ۳۸ بور کا پستول دینے سے انکار کر دیا۔ انہوں
نے اپنے والا ۲۲ بور پستول، سردار عمدو سنگھ کو دے دیا
اب اس بات پر غور ہوا کہ کونسی جگہ قتل کیا جاوے۔
کس طرح سردار لعل سنگھ کو بلایا جاوے کہ گھر والوں
کو خبر نہ ہو کہ کہاں گیا ہے اور کس طرح قتل کیا جاوے
کئی دن کی سوچ کے بعد طے پایا کہ سردار گورنام سنگھ
کے کوئیں کے نزدیک ندی کے بندھ کے پاس قتل کیا
جاوے اور سردار لعل سنگھ کو ٹیلیفون پر کسی اور
نام سے بلایا جاوے۔ گھر سے چلتے وقت اس کو یہ علم
نہ ہووے کہ کہاں جا رہا ہوں۔ جب گھر سے دور آ جاوے
پھر اس کو پتہ لگے کہ سردار عمدو سنگھ صاحب ملنا
چاہتے ہیں اور فلاں جگہ انتظار کر رہے ہیں +
غرض ۲۸ ہاڑ سمت ۱۹۷۵ کو دولا سکنہ کدوں پٹیالہ

پہنچ گیا اور اس نے آکر اطلاع دی کہ ہرنام سنگھ کدوں بمعہ ایک اور ہمراہی کے پٹیالہ پہنچیں گے۔ دوسرے روز ۲۹ تاریخ کو ہرنام سنگھ بمعہ کاکا سنگھ سکنہ جنوو ایک گھوڑی اور اونٹ لے کر پٹیالہ پہنچ گئے +

سردار گورنام سنگھ کے کوئیں کے مقابل ندی کے بندھ کی پرلی طرف سواریاں کاکا سنگھ کے سپرد کر کے خود ہرنام سنگھ سردار اوجاگر سنگھ کے مکان پر آگیا۔ سردار اوجاگر سنگھ نے ایک بندوق اور کچھ کارتوس اُس کو دیکر کہا کہ کاکا سنگھ کے سپرد کر کے فوراً واپس آجاوے۔ تقریباً چھ بجے شام کے سردار غمدور سنگھ نے بجلی گھر سے آواز بدل کر لال باغ سے سردار گورنام سنگھ کی کوٹھی پر ٹیلیفون پر سردار لعل سنگھ کو بلوایا۔ جب سردار لعل سنگھ صاحب ٹیلیفون پر آگئے تو سردار غمدور سنگھ نے ان سے کہا کہ میں سردار نرائن سنگھ دہلی والا ٹھیکیدار بول رہا ہوں۔ ابھی پانچ بجے کی گاڑی سے دہلی سے آیا ہوں اور تھوڑی دیر میں واپس جانیوالا ہوں۔ خود آکر مجھے میری کوٹھی متصل لاہوری دروازہ میں مل جائیے۔ سردار لعل سنگھ فوراً بائیسکل پر سوار ہوکر بطرف لاہوری دروازہ روانہ ہوگیا۔ آگے کوٹھی کے سامنے سردار غمدور سنگھ نے ہرنام سنگھ کدوں کو کھڑا کیا ہوا

تھا۔ اُس نے آتے ہی سردار لعل سنگھ کو کہا کہ اصل میں سردار
عمند ور سنگھ ایجنٹ صاحب سے ملکر آئے ہیں۔ انہوں نے آپ سے
کچھ ضروری بات چیت کرنی ہے وہ اسٹیشن ریلوے کے نزدیک
ریلوے پھاٹک پر کھڑے آپکا انتظار کر رہے ہیں۔ سردار
لعل سنگھ بغیر شک و شبہ کے ان کے ساتھ ہو لیا۔ آگے
ریلوے پھاٹک پر سردار عمند ور سنگھ صاحب کھڑے ہوئے
تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ خاص طور سے علیحدگی میں ملنا
چاہتا ہوں۔ سردار لعل سنگھ نے فرمایا کہ سرہندی دروازہ
کے نزدیک سردار گورنام سنگھ کا باغ بالکل علیحدگی میں ہے
وہاں بیٹھکر بات چیت کرینگے۔ خود موت کھینچکر سردار لعل سنگھ
کو وہاں لے جا رہی ہے۔ سردار عمند ور سنگھ تو یہی چاہتے تھے۔ پس
ہرنام سنگھ کدوں کو تو سردار لعل سنگھ کے ہمراہ نہر کے ساتھ
ساتھ والی سڑک پر روانہ کر دیا اور خود اسٹیشن سے پرلی
طرف ہو کر ریل کی پٹڑی پٹڑی بندھ پر پہنچا۔ وہاں سے
اشارہ کر کے سردار لعل سنگھ کو وہاں بندھ پر ہی بلا
لیا۔ سردار لعل سنگھ نے گرمی کی وجہ سے پگڑی اور صافہ
اُتار کر کوٹھی کے اوپر رکھا ہوا تھا۔ ننگے سر ہی ہرنام سنگھ
کے ہمراہ وہاں پہنچے۔ وہاں سردار عمند ور سنگھ اور سردار لعل سنگھ
بیٹھ گئے اور لگے باتیں کرنے۔ اصل میں سردار عمند ور سنگھ

اندھیرا ہونے کا منتظر تھا۔ گھنٹہ بھر باتیں کرنے کے بعد کالا سنگھ
اور دولا سنگھ سردار لعل سنگھ کی نظر پڑے۔ ان سے دریافت
کیا کہ وہ کون ہیں۔ سردار عمندر سنگھ نے انکو یہ کہکر ٹال دیا کہ
گھسیارے ہوں گے۔ جب اندھیرا ہو گیا مقررہ اشارہ پر ہرنام سنگھ
نے پیچھے سے آکر سردار لعل سنگھ کو پکڑ لیا۔ دونوں آپس میں
لپٹے ہوئے بندھ سے نیچے گر کر ندی میں آ گئے۔ اب دولا اور
کالا سنگھ بھی پہنچ گئے۔ اس اثناء میں سردار لعل سنگھ نے
کہا۔ عمندر سنگھ ظالم تم نے میرے ساتھ دوست بنکر دغا کیا
ہے۔ پھر ایک دو دفعہ امداد کے واسطے بھی چیخیں ماریں۔ مگر
ہرنام سنگھ نے گلا خوب زور سے دبا دیا آخر وہ بھی طاقتور
تھا۔ ان سے کوشش کر کے آزاد ہونا چاہا۔ اور اگر عمندر سنگھ
عین اسوقت پستول سے وار نہ کرتا ممکن تھا وہ ان کے ہاتھوں
سے نکل جاتا۔ عمندر سنگھ نے چار فائر پستول کے دوسرے میں
اور دو چھاتی میں کئے۔ بس پھر تھوڑی دیر تڑپ کر لعل سنگھ
ٹھنڈا ہو گیا۔ ۲۱، کی لاش کو کپڑے میں باندھ لیا گیا اور پھر
اونٹ پر رکھکر سب پیچھے چل پڑے۔ جب دوسری ندی کے
بندھ پر پہنچے تو سردار عمندر سنگھ الگ ہو کر پٹیالہ کی طرف
چلے آئے اور وہ لاش سمیت کدوں کی طرف روانہ ہو گئے
راستہ میں انہوں نے کہیں لاش کو جلا دیا اور انگوٹھی سردار

لعل سنگھ کی اتار لی۔ جس کی بابت سردار عمدور سنگھ نے حسب الحکم مہاراجہ صاحب پٹیالہ سرنام سنگھ کو ہدایت کی ہوئی تھی۔ جس رات سردار عمدور سنگھ نے قتل کرنا تھا اسی رات دیوان دیاکشن بمعہ سردار کشن سنگھ لسی چائل سے پٹیالہ آ گئے۔ اگرچہ میرے پاس یہ باور کرنے کے لئے اور کوئی وجہ نہیں مگر مجھے شک ضرور ہوا کہ دیوان دیاکشن کول کو سردار عمدور سنگھ ہر ایک بات سے مطلع کرتا رہا۔ رات کے دس بجے کے قریب سردار اوجاگر سنگھ نے مجھے میرے مکان پر اطلاع دی کہ لعل سنگھ کا قتل ہو چکا۔ میں اگرچہ کسی حد تک یہ خبر سننے کے لئے تیار نہ تھا مگر پھر بھی پورے طور پر تیار نہیں تھا۔ کہ آج ہی یہ کام کر دینگے۔ مجھے سردار عمدور سنگھ نے جیسا کہ بعد میں بتلایا۔ اُس وقت یہ بتلانا مناسب نہ سمجھا کہ شاید ڈر کر میں اس میں حارج نہ ہو جاؤں۔ یا عین اسی وقت گرفتاریاں عمل میں لے آؤں اور اب قتل ہوئے ۲½ ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے۔ مگر روز قتل سے مجھے نیند اور خوشی حرام ہو چکی ہے۔ بس قتل سے پہلے میں نے خوشی دیکھ لی۔ اب بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دُنیا میں میرے واسطے خوشی ختم ہو گئی۔ جب بھی مجھے بے گناہ سردار لعل سنگھ کا قتل یاد آتا ہے تمام بدن میں بجلی سی کوند جاتی ہے۔

صبح ۳۰ ہاڑ سمت ۱۹۷۵ کو دس بجے کے قریب وزیر گورنام سنگھ
کا ملازم میرے پاس لعل سنگھ کی گمشدگی کی رپورٹ لیکر آیا
میں نے اُس کو کوتوالی میں رپورٹ اندراج کرانے کی غرض سے
بھیجدیا۔ میں خود دیاکشن سے ملنے گیا مگر نتیجہ نہیں کہ کس طرح
اُس کو مجھ سے پہلے علم تھا اور مجھ سے اس نے حالات دریافت
کیئے۔ اب میں اس سے پردہ رکھتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا
کہ وہ مجھ سے پردہ رکھ رہا تھا۔ خیر اُس نے مناسب ہدایات
دے کر واپس بھیجا۔ ہم سب ظاہری تفتیش کرنے لگے۔ اب
چونکہ مہاراجہ صاحب بروقت روانگی ولایت لالہ تاراچند
انسپکٹر جنرل پولیس کو میرے سامنے ہدایت کر گئے تھے کہ
اگر سردار گورنام سنگھ کے گھر کوئی واقعہ ہو جائے تو وہ
اس کو سنبھال لے۔ اس لئے انسپکٹر جنرل بھی اس معاملہ کو
نکالنا نہیں چاہتا تھا۔ غرضیکہ ظاہری تفتیش بڑے
زور سے جاری تھی مگر اصل میں معاملہ دبایا جا رہا تھا۔ دلوپت
دیاکشن نے ۳۔ ساون کو مجھے صبح ۱۰ بجے اپنی کوٹھی میں بلایا
اور مبلغ پچاس ہزار روپیہ اور انسپکٹر جنرلی پولیس صرف
اس شرط پر پیش کی کہ میں قتل لعل سنگھ مہاراجہ صاحب
پٹیالہ کے خلاف لکھ، فائل اس کے حوالے کر دوں۔
میرے پوچھنے پر اُس نے مجھے بتلایا کہ مہاراجہ کو پھنسا کر

ہمیں کچھ فائدہ نہیں۔ ڈر اکر اُس کو ہمیشہ کے واسطے اپنے ہاتھ میں رکھکر میں وزارت حاصل کر ونگا اور آپ انسپکٹر جنرل بن جاؤگے۔ اگرچہ میں ایسے مکروہ جرم کی سازش میں شامل ہو چکا تھا مگر پھر بھی میرے دل نے مجھے یہ پیشکش منظور کرنے کی اجازت نہ دی کہ مہاراجہ کی وفاداری۔ نمک حلالی یا لالچ کی خاطر دین تو گنوایا اب اُن کے خلاف کارروائی کر کے دین و دنیا دونوں گم نہیں کرنی چاہئیں میں نے اس کو صاف جواب تو نہ دیا۔ یوں ہی معمولی وعدہ وعید کر کے چلا آیا۔ مگر مجھے دل میں سخت خوف ہوا کہ اب مہاراجہ کی جان کی خیر نہیں۔ ہم لوگ تو مر ہی چکے ہیں اور اصل میں تو روز قتل کے بعد ہر روز یہ خیال رہتا ہے کہ مصیبت اب آئی کہ آئی۔ ادھر مہاراجہ کے وعدہ کے مطابق وزیر نے قتل لعل سنگھ کی خبر اُن کو دی۔ انہوں نے بذریعہ تار سردار گورنام سنگھ کو فوراً بلا بھیجا۔ مگر سردار گورنام سنگھ تار کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہندوستان کو واپس چلے آئے۔ جس دن یہ خبر لنڈن میں مہاراجہ صاحب کو ملی اُس دن کئی ہزار روپیہ خوشی میں اپنے سٹاف کو انعام دیا اور سردار شمشیر سنگھ نفر اور ٹکا رگھوناتھ سنگھ کو اور لہنا سنگھ کو گیارہ ہزار روپیہ ملا۔ اب

میری حالت عجیب تھی۔ دیا کشن الگ سر حضور کے خلاف قتل مرتب کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پنجاب سی آئی ڈی نے اپنے خاص فسر تعینات کر رکھے تھے۔ مسٹر جانوین صاحب الگ اپنی کوشش کر رہے تھے۔ اور انسپکٹر جنرل سردار تارا چند نے دیوان دیا کشن کول کو صاف صاف بتلا دیا کہ قتل سری حضور کے حکم سے ہوا ہے مگر وہ یہ نہ بتلا سکا کہ کس نے کیا یا کرایا ہے۔ سردار گورنام سنگھ نے واپس آکر بڑی کوشش فرمائی۔ اگرچہ نکہ ہم سب ہی معاملہ کو خراب کر رہے تھے۔ کامیابی کیسے ہو سکتی تھی۔ مہاراجہ صاحب کے بمبئی واپس آنے کی افواہ پٹیالہ میں گرم ہوئی۔ سردار عمدور سنگھ نے مجھے اور سردار اوجاگر سنگھ کو مجبور کیا کہ ہم دونوں بمبئی جا کر پہلے ہی سر حضور کو ملکر تمام حالات بتلا دیں۔ اس غرض سے ہم بمبئی گئے۔ مگر ابھی مہاراجہ صاحب کے بمبئی آنے کی کوئی خبر نہیں تھی۔ ناچار ہم واپس آگئے مگر واپس آنے کے ایک ہفتہ بعد سر حضور کے بمبئی پہنچنے کی خبر کی تار آگئی۔ دیوان دیا کشن کول وغیرہ ہم مہاراجہ صاحب کے استقبال کے واسطے بمبئی پہنچ گئے۔ وہاں سردار گورنام سنگھ نے استعفا پیش کر دیا اور چونکہ دیا کشن یہ چاہتا ہی تھا اس لئے ادھر سے مہاراجہ صاحب کو اور بھی ڈرا دیا۔

جب تاج محل ہوٹل میں کھانے پر بیٹھے تو مہاراجہ نے مہاراجہ جام نگر اور مہارانا دھولپور کے علاوہ صرف ایک مجھے کھانا کھانے کی اجازت بخشی۔ اگرچہ اس بات کا باقی سٹاف نے بہت حسد کیا اور میں نے خود بھی اس کو نامناسب خیال کیا مگر حکم ماننے سے کیا دریغ ہو سکتا تھا۔ ایک معمولی سی بات پر سردار گورنام سنگھ نے مہاراجہ صاحب سے میری غلط فہمی کرا دی۔ مگر چونکہ مجھے مہاراجہ صاحب پر پورا پورا بھروسہ تھا۔ میں نے اس کی چنداں پرواہ نہ کی۔ میں نے حالات عرض کرنے کی کوشش کی مگر مجھے کوئی مناسب موقعہ نہ ملا۔ اصل میں جیسا کہ مجھے اب معلوم ہوا ہے دیوان دیا کشن نے آتے ہی مہاراجہ صاحب کو ڈرا دیا تھا۔ قتل لعل سنگھ کا شک گورنمنٹ آپ پر کر رہی ہے۔ اگر آپ نانک سنگھ وغیرہ سے ملے تو میں آپکو بچا نہیں سکونگا مہاراجہ پھنس گیا اور دیوان دیا کشن نے مہاراجہ کو مجھ سے ملنے سے بند کر دیا۔

جز پٹیالہ آئے۔ پھر مہاراجہ چائل چلے گئے۔ میں اس کوشش میں تھا کہ کسی طرح مہاراجہ صاحب مجھ سے حالات قتل سن لیں کہ اتنے میں ۲۹ اسوج کو دیوان دیا کشن نے چائل سے مجھے ٹیلیفون پر کہا کہ سری حضور یاد فرماتے ہیں۔ میں دوسرے ہی روز پٹیالہ سے روانہ ہو کر چائل پہنچا۔ وہاں معاملہ ہی

دیگر تھا۔ کونسل لگی ہوئی تھی اور میرے بیانات کئی ایک معاملات میں لیئے گئے۔ مہاراجہ صاحب بھی کونسل کے اجلاس کے وقت اندر تشریف لائے۔ مگر بالکل مجھ سے آنکھ تک نہ ملائی۔ میں بیانات دیکر دوسرے روز پٹیالہ آگیا اور چونکہ مجھے یقین ہو گیا کہ مہاراجہ اب دیا کشن کول کے ہاتھ میں کھیل رہا ہے مجھے ضرور کوئی نقصان پہنچائے گا۔ میں تمام اسباب وغیرہ لے کر گوہر خاں چلا گیا۔ مگر سردار عمدور سنگھ وغیرہ کہاں چین لینے دیتے تھے۔ میرے پاس تار آیا کہ لاہور جاکر اُن سے ملوں۔ میں لاہور جاکر بمبئی ہوٹل میں اُن سے ملاقی ہؤا۔ انہوں نے مجھے پٹیالہ واپس آنے پر مجبور کیا۔ میں نے اُن سے وعدہ کیا کہ میں سوچکر جواب دُونگا +

اس اثناء میں چونکہ دیوان دیا کشن کو ان خطوط کی بنیت جو طلاق نامہ حاصل کرنے کے متعلق مجھے تحریر کر چکا تھا خطرہ تھا۔ اُس نے مجھ سے وہ مانگے۔ مگر میں نے صاف جواب دے دیا۔ پھر میں نے سردار مہتاب سنگھ ساہنی پلیڈر کو دیوان کے پاس بھیجا کہ اگر میرے پر کوئی مقدمہ نہ چلایا جاوے۔ میں کاغذات واپس دینے کو تیار ہوں۔ اس نے سردار مہتاب سنگھ کو یقین دلایا کہ میں اس کا بھائی ہوں اور وہ ہر طرح سے میری امداد کریگا۔ مجھے سردار اوجاگر سنگھ نے تار دیا کہ مہاراجہ صاحب

دھولپور تشریف لے گئے ہیں - اور دیوان دیا کشن ساتھ ہیں ہے - پربھ سنگھ کو ساتھ لیکر دھولپور پہنچا - ڈاک بنگلہ میں ٹھہر کر محلات میں سری حضور سے ملاقات ہونے کے لئے گیا پہلے تو جواب ملا کہ پٹیالہ آکر ملو - جب میں بضد ہؤا تو چند منٹوں کے واسطے مجھے ملے - چونکہ وقت بہت تھوڑا تھا - میں نے صرف اتنی عرض کی کہ دیوان دیا کشن کول جاگیر حاصل کرنے کے واسطے مقدمہ قتل لعل سنگھ حضور کے خلاف تیار کر رہا ہے - مگر مہاراجہ صاحب سنتے ہی کب تھے فرمانے لگے کہ لعل سنگھ تو قتل نہیں ہؤا مجھے دیوان دیا کشن نے یقین دلایا ہے کہ تم لوگوں نے اس کو غائب کر دیا ہے اور مجھے رہو کہ دیتے ہو کہ وہ قتل ہو چکا ہے - میں نے جواب میں عرض کیا کہ کاش ایسا ہوتا - جب مہاراجہ صاحب کو قتل لعل سنگھ کا یقین ہو گیا تو مہاراجہ صاحب نے بڑے زور سے میرا شکریہ ادا کیا - اگرچہ میں اپنے دل میں ہی نادم ہو رہا تھا - کہ کس خدمت کے لئے مہاراجہ شکر گذار ہو رہا ہے - پھر مجھ سے فرمایا کہ تم پٹیالہ سے کیوں چلے گئے ہو - مجھے باپو جی کی سوگند ہے میں تجھکو اپنا خیر خواہ سمجھتا ہوں - اگر اس وقت تم ہی میرا ساتھ چھوڑ گئے تو میرا ساتھ کون دے گا - میں ۲۷ کاتک کو دھولپور سے سیدھا پٹیالہ آگیا اب ۱۰ مگھر سمت ۱۹۷۵ کو اپنی اہلیہ کے لینے کیلئے گوجرخاں آیا ہوا

مگر میرا دل روز قتل سے ہی سخت تشویش میں رہتا ہے
ہر وقت اس بات کا افسوس رہتا ہے کہ جب دو تین سال
قتل لعل سنگھ کو ٹالتا رہا۔ پھر آخر میں کیوں شامل ہوا
کبھی خیال آتا ہے کہ میرا اس میں کیا قصور ہے۔ قتل
کرانے والے مہاراجہ صاحب پٹیالہ اور دلیپ کور اور
کرنے والے سردار غمدور سنگھ و ہرنام سنگھ وغیرہ میرا
دل ہر وقت اوداس رہتا ہے اور ہر وقت ہی
انتظار رہتا ہے کہ اب کوئی مصیبت آئی کہ آئی۔ اگرچہ
دل کو بہلانے کے لئے ہزار طریقہ برتتا ہوں۔ مگر سب
بے سود۔ بیگناہ کا قتل ہر وقت سامنے رہتا ہے۔ اگرچہ
میں نہ قتل کرنے والا ہوں نہ کرانے والا ہوں۔ اور
عین وقت قتل اس سے بالکل بے علم تھا مگر میں
اپنے حصہ ذمہ واری کو اچھی طرح سے محسوس کرتا ہوں
اگر میں شروع میں ہی مہاراجہ صاحب کو جواب دے دیتا
میں بے گناہ رہتا اور پھر جس وقت سردار غمدور سنگھ
کے کام سپرد ہو گیا تھا۔ اسوقت ہی بالکل الگ
ہو جاتا۔ بے قصور تھا اگر مجھ میں اتنی جرأت ہوتی
دلیری ہوتی۔ میں مہاراجہ کی نوکری کی پرواہ نہ
کرتا تو میں سردار لعل سنگھ کے قتل کو روک سکتا

تھا۔ ان تمام وجوہات سے بھی گنہگار ہوں خواہ
کسی درجہ کا ہوں۔ اگرچہ دھول پور ملاقات کے
وقت مبلغ ۷۰۰ روپیہ میں سے ۵۲۰ روپیہ صرف
سری حضور کو واپس دے دیا ہے۔ کیونکہ قتل
پر کوئی خاص اخراجات نہیں ہوئے۔ سردار غندور سنگھ
نے اپنے پاس سے یا اُس روپیہ سے جو کرنل گوربخش
سنگھ صاحب کا غلہ بیچکر وصول ہوئے تھے کئے۔ مگر
پھر بھی یہ خیال پیچھا نہیں چھوڑتا کہ شاید میں کسی
لالچ سے اس معاملہ میں شریک ہوا ہوں۔ مہاراجہ
صاحب تو ۵۲۰ روپیہ لینے سے انکاری تھے اور مجھے
ہی انعام کے طور پر بخشنا چاہتے تھے مگر میں اس کا
ایک ایک پیسہ زہر قاتل سمجھتا تھا بلکہ اس کشمکش
کے وقت مہاراجہ دھولپور بھی اندر تشریف لے
آئے اور مہاراجہ صاحب کو نوٹ جیب میں ڈالتے
ہوئے انہوں نے دیکھ لیا۔ میرا دل اب مہاراجہ
پٹیالہ کی نوکری کرنے کو بھی نہیں چاہتا۔ کیونکہ
کل دنیا کچھ ہے مگر میں کسی لالچ کے خیال سے اس
قتل کی سازش میں شریک نہیں ہوا تھا۔ پہلے
تو میں محض ٹال مٹول کی غرض سے شامل ہوا

کہ وقت گذرنے پر خود ہی ڈھیلا ہو جائے گا۔ پھر
جب معاملہ کھچ گیا اور مہاراجہ خود راج پاٹ چھوڑ کر
خود کشی تک کرنے کو تیار ہو گیا۔ اس وقت میں
نہیں سمجھ سکتا کس جذبہ نے مجھے اپنے زیر اثر کر کے اس
سازش میں شریک رکھا اور سب سے آخر تعمیل
حکم کا ہی خیال تھا۔ غرض کچھ بھی ہوا اور جو کچھ ہونا تھا
ہو گیا۔ میں اس کے لئے ہر نتیجہ کے بھگتنے کو تیار ہوں
بلکہ میں یہ بات اس وقت بھی کہتا ہوں کہ دل سے
لالچ سے یا کسی خود غرضی کے لئے میں اس سازش
میں شامل نہیں ہوا۔ کل صبح میں معہ فیملی پٹیالہ جا رہا
ہوں۔ اس طرف منہ کرنے کو بھی جی نہیں چاہتا اور یہی
خدشہ ہے کہ پٹیالہ تک بھی زندہ نہیں پہنچوں گا۔ دیوان
ویاکشن کی پوزیشن اس قتل لعل سنگھ سے خراب
ہو چکی ہے۔ کیونکہ پہلے کشمیر میں بھی اس پر یہی الزام
آئے تھے۔ اگرچہ عمدور سنگھ مجھے یقین دلاتا ہے کہ دیوان
دیاکشن قتل لعل سنگھ کی سازش میں اسکے ساتھ تھا
اور ہر پہلو میں واقف تھا۔ مگر چونکہ مجھے اس کا براہ
راست سوائے طلاق نامہ تیار کرنے اور طلاق دلانے
کی کوشش کرنے کے دیوان دیاکشن کی بابت کچھ علم نہیں

ہے۔ میں کچھ تحریر نہیں کر سکتا۔ چونکہ دیا کشن اپنی پوزیشن صاف اور مہاراجہ کو ہمیشہ اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتا ہے۔ اسلئے اُمید ہے کہ مقدمہ قتل سردار لعل سنگھ چلایا جاوے۔

اگر مقدمہ میری حیات میں چلایا گیا تو میں تمام حالات بے کم وکاست کہہ دوں گا اور اسی طرح پر اپنے ضمیر کو قدرے ٹھنڈک دونگا۔ ہاں میرے خیالات کے بموجب اگر اب فوراً ہی موت ہو گئی اور بعد میں مقدمہ چلایا گیا تو ممکن ہے کہ کوئی معصوم لپیٹ میں آ کر خواہ نخواہ سزایاب نہ ہو جاوے۔

مندرجہ بالا حالات سپرد قلم کر کے اپنی اہلیہ کے حوالے بند لفافہ کرتا ہوں اور ساتھ ہی یہ ہدایت دے رہا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں وہ بلا میرے حکم اس کو نہ کھولے اور نہ کسی کو دے اور ان کاغذات کو اپنی جان سے عزیز سمجھے اگر میں مر جاؤں اور میرے مر جانے کے دو سال بعد تک قتل لعل سنگھ کا مقدمہ نہ چلایا جاوے تو ان کو بغیر کھولے ضایع کر دے۔ اگر مقدمہ چلایا جاوے تو کھولکر کاغذات کو مطالعہ کر کے اس بات کی پڑتال کرے کہ مقدمہ کن اشخاص پر چلایا

جا رہا ہے اور مہاراجہ کی اس میں کیا پوزیشن ہے اگر
مقدمہ مندرجہ بالا حالات کے مطابق ہے۔ پھر دخل دینے کی
ضرورت نہیں۔ انصاف کو اپنے رستے چلنے دے۔ ہاں
اگر بجائے ان اشخاص کے جو اس میں شامل تھے کوئی
اور معصوم کسی وجہ سے اس میں داخل کر کے بے گناہ
ملزم گردانا جاوے تب میری اہلیہ کو اختیار ہے کہ
میری اس نوشت کو پیش کرے۔ معصوم کو بیجا تکلیف
سے بچاوے اور اصل حالات ظاہر کر دے۔ ممکن ہے
اس طرح میرے جرم کی تکلیف تلافی ہو جاوے۔ واہگورو
اپنے لطف و کرم سے مجھ بے گناہ گنا ہگار پر رحم فرما دے
خدا معلوم اس گناہ کے عوض اب کیا کیا مصیبت آئیگی۔
آئے گی ضرور اور ضرور آئے گی۔ میرا دل شاہد ہے
ہر وقت کسی آنے والی مصیبت کا منتظر رہتا ہے۔ پتہ
نہیں مجھپر اتنا اثر کیوں ہے۔ مہاراجہ اصل کرتا دہرتا
آنند سے رنگ رلیاں منا رہا ہے۔ اگر سردار عمندور
سنگھ سے ذکر آتا ہے وہ اس کو یہ کہکر کہ تعمیل حکم
گناہ نہیں ہوتا ٹال دیتا ہے۔ سردار اودھا گر سنگھ کو
چنداں خیال ہی نہیں۔ ایک میں ہوں کہ دن رات
تائب ہوں۔ اور قدم قدم پر مصیبت کا انتظار کر رہا

ہوں۔ کبھی تو میں اس قدر ہی خیال کرتا ہوں کبھی میں رحمت سمجھنے لگ جاتا ہوں کہ شکر ہے مجھے اپنے گناہوں کا علم ہے۔ تائب ہوں اس کی درگاہ رحمت سے۔ بعد میں رحم فرما کر آئندہ کے لئے مجھے ایسے کاموں میں دخل دینے سے محفوظ فرماوے۔ اب کیا ہے جو ہونا تھا ہو گیا سوائے افسوس کے کچھ باقی نہیں سو وہ دن رات دامنگیر ہے اور اب معلوم ہوتا ہے کہ بس اب میرے واسطے خوشی کافور ہو گئی ہے۔ تمام حالات کا لب لباب مندرجہ ذیل ہے:

وجہ قتل۔ دلیپ کور زوجہ سردار لعل سنگھ کو زبردستی مہارانی بنائے رکھنے کی غرض سے قتل لعل سنگھ کرایا گیا۔ اس کی گواہی تمام پٹیالہ سنگرور راجو ماجرا۔ اور اوبھیوال دیگا۔ سردار گورنام سنگھ کے خطوط جو عرب سے مجھے ارسال کئے گئے اور دیوان دیا کشن کے خطوط اور مسودہ دربارہ طلاق۔ طلاق دلائے جانے دلیپ کور کو از سردار لعل سنگھ ان کاغذوں میں موجود ہیں۔

قاتل سردار غمدور سنگھ وہر نام سنگھ کدروں۔ سنگھ و کالا سنگھ کو قتل کا علم نہیں تھا۔

سازش قتل مہاراجہ صاحب پٹیالہ اور میرے درمیان شروع ہوئی۔ دلیپ کور مہاراجہ صاحب کے ساتھ اس سازش میں شامل تھی۔ کیونکہ مہاراجہ صاحب کئی دفعہ اس کو اطلاع دینے یا کوئی بات پوچھنے کے واسطے اندر چلے جایا کرتے تھے۔ اثناء گفتگو میں اصل سازش قتل مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ۔ میرے اور سردار عمدور سنگھ کے درمیان مورخہ ۱۱ ۱۱ لغایت ۱۱ بوقت ۸ بجے شب متصل Poa House ہوئی +

گواہان ٹکہ رام سنگھ سکنہ شہزادپور۔ کنور بیراندر سنگھ و کنور رام نرائن سنگھ سکنہ پٹیالہ +

بعد میں سازش میں سردار اوجاگر سنگھ اور ہیر نام سنگھ کدوں شریک ہو گئے۔ کسی حد تک دیوان دیا کشن اور سردار تارا چند انسپکٹر جزل پولیس کو بھی اس سازش کا علم تھا جس کا ثبوت موجود ہے +

مہاراجہ صاحب نے آلہ قتل خود مہیا فرمایا۔ مبلغ ۱۰۰۰ ہزار روپیہ بذریعہ چیک الائینس بنک آف شملہ مجھے اس کام کی خاطر دیا جس میں سے مبلغ ۲۰۰ روپیہ نقد میں نے بمقام دھولپور کوٹھی واپس کر دیا۔ سردار عمدور سنگھ کو خوش کرنے کی غرض سے مہاراجہ صاحب

نے خاص حکم سے اس کو پٹیالہ میں تین ماہ ٹھیر کر قتل کرنے
کے واسطے اجازت بخشی اور نیز نہایت ہی ظالمانہ حکم براہ
راست سردارنی ہنال کور بھرجائی کرنل گوربخش سنگھ کے
حق میں تحریر کرکے کرنل گوربخش سنگھ کے لاکھوں روپیہ
کا نقصان محض عمدو سنگھ کو فائدہ پہنچانے اور خوش
کرکے قتل کرانے کی غرض سے دیا گیا +

مہاراجہ صاحب نے سردار سندر سنگھ کی معرفت
تمام کتب سے دلیپ کور کا نام مصاحبی سے علیحدہ نکلوا
دیا جسپر وہ بمشاہرہ ۵۰ روپے ماہوار نوکر تھی - بلکہ اس
کو محلات خورد کرنے کی غرض سے ناز کو اور الوز کو بھی
محلات خورد کرکے رسم بارہ دری مبارک میں سردار
لعل سنگھ کی زندگی میں ولایت جانے سے پہلے کردی -
جو حالات سچے تھے میں نے بے رو رعایت درج کر دئے ہیں
اور جتنا میرا اپنا قصور ہے میں اس کو مانتا ہوں اور دن
رات اس کے واسطے درگاہ الہی میں تائب ہوں - واہگرو
میرے حال پر رحم فرمائے +

سنہ ۱۹۲۱ء میں فتح گڑھ صاحب کے جوڑ میلہ کی یاترا کے لئے مہاراجہ بھوپندر سنگھ گئے۔ اور فتح گڈھ صاحب جی سے ایک اکالی جتھہ (جسے مہاراجہ نے بلایا تھا) پہنچا۔ اس جتھے کی تمام سیوا کا انتظام سرکاری طور پر تھا۔ جس میں بھائی کشن سنگھ جی گڑگج اور بجلا سنگھ بھی شامل تھے۔ مہاراجہ بھوپندر سنگھ کی اجازت سے پٹیالہ میں ایک عظیم الشان دیوان منعقد ہوا جس میں بھائی کشن سنگھ جی گڑگجھ نے بڑی زبردست سیاسی تقریر کی جس میں سرکار انگریزی کے خوب بخیئے ادھیڑے گئے تھے۔

دیوان ہذا میں ریاست کے بڑے بڑے اہلکار شامل

تھے۔ دیوان کے بعد مہاراجہ کی حسب اجازت ایک عظیم
الشان جلوس پٹیالہ کے بازاروں میں سے گذرا جس میں
بھائی کشن سنگھ جی گڑگجھ نے دس مقامات پر لیکچر
دئے۔ جو سرکار انگریزی کے سخت خلاف تھے۔ بسر دواچھاپ
اس وقت سرکار انگریزی کے افسران کو قتل کرنے کی
سازش کے الزام میں اشتہاری مفرور تھے۔ اور
ان کے تعاقب میں انگریزی سی۔ آئی۔ ڈی کے آدمی
ہر وقت سایہ کی طرح لگے رہتے تھے۔ بچلا سنگھ ڈاکوں
کے الزام میں ریاست پٹیالہ کا بھی مفرور تھا۔ پٹیالہ
پہنچنے والے اکالی جتھہ میں سے پچاس ساٹھ کے قریب
چیدہ اکالیوں نے مہاراجہ بھوپندر سنگھ سے موتی باغ کے
خاص کمرہ میں ملاقات کی۔ مگر کشن سنگھ۔ بچلا سنگھ
اور گورچرن سنگھ کو خفیہ طور پر مہاراجہ صاحب ملے۔
چونکہ یہ ملاقات بھائی رام سنگھ دھارو والیہ کی معرفت
ہوئی تھی اسلئے وہ بھی اسمیں شامل تھے۔ ملاقات کے
دوران میں مہاراجہ صاحب نے بچلا سنگھ کی تکالیف
سنیں اور اسے حوصلہ دیا کہ آئندہ میرے افسروں کی
طرف سے تمہیں کوئی شکایت نہ رہے گی۔ میں تمہیں بالکل
اپنا آدمی سمجھتا ہوں اور مجھے تم سے بڑے کارناموں کی

امید ہے۔ اگر تم میرے رہ کر میرا کام کروگے تو میں تمہیں بہت فوائد پہنچاؤں گا اور تمہارے جملہ اخراجات کا بار آج سے ہی میرے ذمہ ہوگا۔ بچل سنگھ نے کہا ہم ہر طرح سے حاضر ہیں مہاراجہ نے کہا مگر یہ خیال رہے کہ تم نے میرے علاقہ کے اندر میری اجازت کے بغیر نہ آنا اور نہ ہی رہائش ہی اختیار کرنی۔ تمہاری مستقل رہائش ریاست نابھہ میں ہونی ضروری ہے۔ کیونکہ وہیں پر تم سے کام لیا جا دے گا۔ میری طرف سے کام کے سلسلہ میں ضروری ہدایات تمہیں بھائی رام سنگھ کی معرفت پہنچتی رہیں گی اور ماہواری خرچ بھی پہنچتا رہے گا۔ اس وقت بھی اخراجات کے لیئے کافی رقم دی گئی اور گاٹرے والی کرپانیں بھی مہاراجہ نے جبتھہ کو دینی چاہیں مگر اس قدر کرپانوں کا پٹیالہ سے بندوبست نہ ہو سکا جو ایک ماہ بعد بھیجی گئیں +

یہاں سے سارا جبتھہ بذریعہ گاڑی سری امرتسر آ گیا۔ مگر مسفروریں کو مہاراجہ بھوپندر سنگھ کی خاص موٹر میں دوآبہ کے اندر پہنچایا گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ہی بچلیا سنگھ نے نابھہ پہنچکر وہاں رہائش اختیار کرلی سب سے پہلے بھینی اور بھلر سیڑی پھر بھلوں میں رہے پٹیالہ کی طرف سے باقاعدہ ماہواری اخراجات پہنچتا

رہا اور انہوں نے مہاراجہ بھوپیندر سنگھ کی حسب ہدایات ریاست نابھہ کے افسروں میں کافی رسوخ پیدا کر لیا اور بعض بعض نابھہ کے افسروں کی زبانی سنی ہوئی باتیں پٹیالہ پہنچانے لگ گئے۔

اس دوران میں بجلا سنگھ۔ گجن سنگھ۔ ہیرا سنگھ بھٹل وغیرہ نے مہاراجہ بھوپیندر سنگھ کی حسب ہدایات تیار کردہ طریقہ سے ریاست پٹیالہ کے یعقوب خاں تھانیدار کو موضع کھیوہ ریاست پٹیالہ کے متصل زبردستی اٹھا لیا اور نابھہ پہنچا دیا۔ جہاں پر اسے ڈاکہ کے الزام میں تین سال کی سزا ہو گئی۔

مہاراجہ بھوپیندر سنگھ کے حسب الحکم بجلا سنگھ کو بھائی رام سنگھ ہر ماہ نابھہ میں جاکر ملتا رہا اور ماہواری امداد جو تین صد کے قریب تھی پہنچا آتے تھے۔ یہ امداد مہاراجہ بھوپیندر سنگھ اپنی خاص جیب سے ادا کرتا تھا۔ ایک دفعہ بجلا سنگھ نے پستول خریدنے کے لئے پانچ صد روپیہ طلب کیا جو اسے پہنچا دیا گیا اور اس روپیہ سے بجلا سنگھ نے دو تین پستول خرید کئے۔ اکدفعہ پھر دو صد روپیہ منگوا کر چار پانچ بندوقیں خریدیں۔ جس وقت حکومت انگریزی نے نابھہ پٹیالہ قضیہ کی پڑتال کرنا منظور کر لیا

اور اس امر کا اعلان ہو گیا۔ تب مہاراجہ بھوپندر سنگھ نے
بجلا سنگھ کو بھائی رام سنگھ کی زبانی یہ پیغام بھیجا کہ اب
ہم دو تین ماہ تک آپ کو پٹیالہ میں منگوا لیں گے۔ اور ہماری
مرضی کے مطابق تمہیں انگریزی افسروں کے سامنے بیان
دینا ہوگا۔ میں سرکار انگریزی سے فیصلہ کر رہا ہوں
جس کے ذریعہ تمہیں ریاست پٹیالہ کے اندر آزادی سے
رہنے کی اجازت حاصل ہوگی۔ یہ فیصلہ دو تین ماہ تک
ہو جائے گا۔ تم اپنی تمام پارٹی کو پٹیالہ میں آکر رہنے
کے لئے تیار رکھو۔ مگر ریاست نابھہ کے جس قدر بھی آدمی
ہوں وہ ہمیں فائدہ مند ثابت ہوں گے کیونکہ ان کے
بیانات کا خاص اثر ہوگا۔ میں تمہاری گذشتہ کارگذاری
پر از حد خوش ہوں۔ اگر تم میری حسب منشا اپنی پارٹی کے
آدمیوں کو ساتھ لیکر پٹیالہ آجاؤ گے اور میری حسب
مرضی انگریزی حکام کے روبرو بیان دوگے اور میری
مرضی کے مطابق کارروائی سرانجام دوگے تو میں روپیہ
اور جاگیروں کی شکل میں آپ پر عطیات کی بارش
کردونگا بجلا سنگھ نے اس کا جواب اس طرح
بھیجا:۔

میں پہلے ہی تمہارا غلام بن چکا ہوں۔ مجھے تو کوئی

عذر نہیں مگر ساتھیوں کی تسلی ہونی لازمی ہے:۔

یہ پیغام لے کر بھائی رام سنگھ جائل پہنچا اور مہاراجہ سے ملا۔ مہاراجہ نے حلفیہ اور ٹکہ کے سر پر ہاتھ رکھکر وعدہ کیا کہ میرے ہاتھ سے ان آدمیوں کو کوئی گزند نہ پہنچیگا اور نہ ہی میں ان آدمیوں میں سے کسی کو سرکار انگریزی کے حوالے کرونگا اور تا حیات ان آدمیوں کو اراضیات عطا کرونگا اور دیگر طریقوں سے ان کی امداد کرونگا +

یہ اقرار و مدار کر کے بھائی رام سنگھ نے بجلا سنگھ کو ریاست نابھہ میں بھلہ ہیڑی گوردوارہ کے اندر پہنچایا اور مہاراجہ کی طرف سے پوری طرح اطمینان دلایا مگر ہیرا سنگھ و جگت سنگھ وغیرہ پارٹی کے آدمیوں نے کہا۔ خواہ ہمیں بھائی رام سنگھ پر پورا بھروسہ ہے تو بھی اگر اس میں کوئی نقصان نہ ہو تو ہمارا آدمی ہمراہ جاکر مہاراجہ صاحب سے اپنا اطمینان کر آوے۔ بھائی رام سنگھ نے یہ بات منظور کر لی اور کہا جسے آپ پسند کرو اسے بھیج دو۔ چنانچہ اس وقت بھائی جگت سنگھ کو ساتھ بھیجا گیا جو پہلے بھی بھائی رام سنگھ کے پاس بجلا سنگھ کے پیغامات و خطوط پہنچایا کرتا تھا۔ بھائی رام سنگھ جگت سنگھ کو ساتھ لے کر جائیں گئے۔ اور پہلے کی مانند ہی مہاراجہ

بھوپندر سنگھ نے قسمیں کھا کر جگت سنگھ کی پوری تسلّی کرادی - یہ بات پختہ ہو جانے پر بجلا سنگھ نے اپنے ہمراہ آدمی لانے کے لئے تیار کئے +

مہاراجہ بھوپندر سنگھ نے سرکار انگریزی کو یہ کہا کہ پرنس آف ویلز کے پٹیالہ آنے کے موقعہ پر مہاراجہ نابھہ نے اُسے بم پھینکوا کر ہلاک کرنے کی سازش کی ہے جسے میں بجلا سنگھ پارٹی کی معرفت ثابت کر سکتا ہوں۔ علاوہ بریں یہ باتیں بھی ثابت ہو سکتی ہیں کہ بجلا سنگھ اور اس کے ساتھی سرکار انگریزی کے مفروروں نے جو کارروائیاں سرانجام دی ہیں وہ سب نابھہ کی امداد و اعانت سے سرزد ہوئیں - علاوہ بریں ان کے بیانات سے یہ بات بھی ثابت ہو جائے گی کہ پرنس آف ویلز نیز سرکاری و پٹیالہ کے افسروں کو ہلاک کرنے کے لیے نابھہ کی امداد سے بہت سے بم علاقہ نابھہ میں تیار کئے گئے ہیں۔ میرے تھانیدار کو زبردستی اُٹھا لے جانے اور اس کے خلاف جھوٹا مقدمہ بنا کر سزا دلوانا بھی ان کے بیانات سے ظاہر ہو جاویگا +

سرکار انگریزی نے مہاراجہ بھوپندر سنگھ کی بات منظور کرکے بجلا سنگھ اور اسکی پارٹی کا اس شرط پر پٹیالہ

آ کر بود و باش اختیار کرنا منظور کیا ہے تو یہ اشخاص
اپنے گذشتہ اعمال کے متعلق پورا بیان دے دیں ۔
تاشاید مہاراجہ بھو پندر سنگھ کی ضمانت پر امن و چین سے
زندگی بسر کریں گے ۔

اس بات کا تصفیہ ہو جانے پر مہاراجہ بھوپندر سنگھ
نے بھائی بجلا سنگھ سے دریافت کیا کہ کون کون شخص آدمی
اس کے ساتھ پٹیالہ آوے گا ۔ بجلا سنگھ کی طرف سے
حسب ذیل اشخاص کے نام بھیجے گئے :-

(۱) بجلا سنگھ (۲) ٹھاکر بخشیش سنگھ
(۳) کشن سنگھ بیدی (۴) جگت سنگھ
(۵) ہربنس سنگھ (۶) سندر سنگھ

شاید یہ نام ریاست پٹیالہ کی طرف سے سرکار انگریزی
کو بھی بھیجے گئے تھے ۔ جب سرکار انگریزی کے ساتھ اس پارٹی
کو پٹیالہ لانے کے پروگرام کا فیصلہ ہو چکا تب مہاراجہ صاحب
بھوپندر سنگھ نے بجلا سنگھ کو یہ پیغام بھیجا :-

"جو پستول اور بندوقیں میرے روپے سے
خریدی ہیں وہ ساتھ لاؤ ۔ ایک دو اسلحہ جات
تمہارے پاس ایسے ضرور ہونے چاہئیں جن
پر ناجائز کا سرکاری نمبر ہو تاکہ وہ سرکاری

طور پر ریاست نابھہ کی طرف سے تمہیں ملے ہوئے ثابت ہو سکیں۔

یعقوب خاں کی گھوڑی تو تم بھیج چکے ہو۔ اس کی باقی ماندہ اشیا اس وقت ساتھ لائی ہونگی۔ کچھ نہ کچھ ہم تمہارے پاس ضرور ہونے چاہئیں تاکہ انگریزی افسروں کو میری طرف سے سرکاری افسروں کے روبرو بیان کردہ نابھہ کے خلاف امور ثابت ہو سکیں۔

بجلا سنگھ نے جواب بھیجا اور تو سب کچھ بندوبست ہو جائیگا مگر ہم ہمارے پاس کوئی نہیں ہیں۔ اور نہ ہی اس قدر جلدی تیار ہو سکتے ہیں کیونکہ ہمیں اس ریاست میں مصالحہ مشکل ہے

یہ جواب سُن کر مہاراجہ کو بڑی فکر لاحق ہوئی کہ ہم والی بات ہی تو اہم امر ہے جو ہم نے ثابت کرنا ہے مگر یہ دیکھکر کہ انگریزی افسروں کے ساتھ تاریخ مقرر ہو چکی ہے اور اس قدر جلد ہم تیار نہیں ہو سکتے۔ بعد غور و خوض مہاراجہ بھوپندر سنگھ نے پھر پیغام بھیجا کہ پٹیالہ آ کر ہم تیار کر لینا اور اگر انگریزی افسر دریافت کریں تو کہدینا کہ ہم خوف اور ڈر کے باعث ہم ساتھ نہیں لائے۔ ریاست نابھہ میں کئی مقامات پر دفن کئے ہوئے ہیں۔ جو ہم برآمد کر دینگے۔

مہاراجہ بھوپندر سنگھ کی یہ بات سمجھا کر ساتھ ہی بجلا سنگھ

نے یہ کہدیا کہ اب تم پٹیالہ آنے کی اس قسم کی مکمل تیاری کر لو تاکہ جس وقت پیغام آئے فوراً روانہ ہو جاؤ۔ بجلا سنگھ نے کہا کہ نابھ کے مار کہ والے اسلحہ کے حاصل کرنے میں بھی ہم دو تین روز تک کامیاب ہو جائیں گے ؛

انگریزی افسروں سے مہاراجہ بھوپندر سنگھ کی ملاقات کا جو وقت مقرر ہؤا تھا۔ اس سے تین روز قبل ہی جگت سنگھ کی معرفت بجلا سنگھ کا پیغام پہنچا کہ پٹیالہ کے ساتھ ملکر ہماری سازش میں شرکت کی خبر کسی نہ کسی طرح نابھ میں ظاہر ہو گئی ہے اس لئے بہت خطرہ ہے۔ اب بتائیے کیا کیا جائے۔ مہاراجہ بھوپندر سنگھ نے بعد غور و خوض بھائی رام سنگھ کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ تمام پارٹی کو سامان سمیت آج ہی تحصیل بھوانی گڑھ کے سرکاری قلعہ میں لایا جائے۔ ہم نے دیوان دیا کشن کول کو حکم دے دیا ہے وہ تحصیلدار بھوانی گڑھ کو حکم بھیجکر رہائش اور خوراک کا خفیہ انتظام کر دیں گے۔ لیکن سوچ لینا کہ یہ بات بہت پر خطر ہے۔ اگر انگریزی افسروں نے ذرا بھی خبر سن لی کہ یہ آدمی بھوانی گڑھ کے قلعہ سے نکالکر ہمارے سامنے پیش کئے گئے ہیں تو پھر تمام معاملہ مجھ پر الٹ جائے گا اور میرا بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ اس لئے یہ تمام بات چیت بالکل خفیہ اور پوشیدہ رہنی چاہیئے اور سرکاری حلقہ تک اس کے متعلق کوئی خبر نہ پہنچے

دینی چاہئے۔ مہاراجہ صاحب کے حکم کے مطابق اسی روز ہی بجلا سنگھ
جگت سنگھ۔ ہربنس سنگھ۔ کشن سنگھ اور سندر سنگھ کو بھی بھائی
رام سنگھ جی نے موقعہ پر پہنچکر رات کے گیارہ بجے تمام سامان۔
بندوقوں۔ پستولوں سمیت علاقہ نابھہ سے لاکر قلعہ بھوانی گڈھ
کے خفیہ کمرہ میں پہنچا دیا اور یہ تمام حضرات وہاں دو دن اور دو
راتیں رہے۔ انگریزی افسر مقررہ تاریخ کو مقررہ وقت پر مہاراج
کے بنائے ہوئے پروگرام کے مطابق موضع بھلاں کے قریب پہنچے
اور ان مذکورہ آدمیوں نے پٹیالہ کے ایک افسر کی خفیہ حراست میں
بھوانی گڑھ کے قلعہ سے نکل کر نابھہ کے علاقہ میں پہنچکر اسی وقت
اپنے آپکو علاقہ نابھہ سے آئے ہوئے ثابت کرکے انگریز افسروں
کے حوالہ ۱۲ بجے شب کے کر دیا۔ انگریز افسروں کے نام یہ تھے:۔

(۱) مسٹر میکنزی سیکرٹری ایجنٹ گورنر جنرل

(۲) خان بہادر نواب لیاقت حیات خاں سپرنٹنڈنٹ پنجاب
سی۔ آئی۔ ڈی پولیس۔

(۳) رائے بہادر لالہ بھگوانداس سپرنٹنڈنٹ امپیریل۔ سی۔
آئی۔ ڈی۔

ان افسروں نے تمام سامان کی فرد تیار کی اور تمام
آدمیوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور موٹروں میں بٹھلا کر دونو
راستوں کے دروازوں کو قفل لگاکر چابیاں سرکاری افسر

نے اپنے پاس رکھ لیں۔ دوسرے روز سرکاری افسروں کو
دھوکہ دے کر مہاراجہ بھوپندر سنگھ نے دوسری چابی سے
دروازہ کھولا اور خود بھائی رام سنگھ کے ہمراہ ان آدمیوں
کے پاس پہنچا اور پہلے سب کی تسلی کی۔ قسمیں کھا کر حوصلہ
بڑھایا اور پھر بھائی رام سنگھ کی موجودگی میں بچلا سنگھ کو
یہ کہا کہ آپ کو ابھی ہی بیان دینے کے لئے نواب صاحب کے
ہمراہ لاہور جانا پڑے گا۔ مہاراجہ بھوپندر سنگھ نے ایک کاغذ
پر بیان کے متعلق نوٹ لکھے ہوئے تھے جن کی مدد سے تمام بیان
بچلا سنگھ کو یاد کرایا۔ بچلا سنگھ نے جو بیان دینا تھا وہ
وہی ہے جو کہ ڈاکٹر بخشیش سنگھ کو دینے کے لئے کہا گیا تھا

بچلا سنگھ کو مہاراجہ بھوپندر سنگھ نے اچھی طرح سکھا
پڑھا کر تیار کیا۔ ساتھ آنے کے لئے جگت سنگھ کو تیار
کیا اور اسے اچھی طرح سکھا دیا کہ کوئی بات ظاہر نہ ہو۔ یہ
کام کر کے پھر اسی طرح قفل لگا دیا گیا اور نصف گھنٹہ بعد
ہی نواب لیاقت حیات خاں۔ بچلا سنگھ اور جگت سنگھ
کو ہمراہ لے کر موٹر میں بٹھلا کر لاہور چلے گئے۔ باقی جو آدمی
تھے وہ چونکہ اب پٹیالہ کے جابجا ہیں تھے۔ ان کو شب کے وقت
موتی باغ کے خاص کمرہ سے نکال کر دیسی مہمانداری کے بالائی

کمرہ میں بند کر دیا اور یہ ظاہر کیا گیا کہ مہاراجہ کا کوئی زنانہ مہمان یہاں اُترا ہوا ہے۔ اسلئے کوئی ملازم اوپر جانا تو درکنار اوپر نظر تک نہ اٹھائے۔ ودھاوا سنگھ جو بہت خاص اور معتبر آدمی تھا اُسے کھانا وغیرہ اور دیگر اشیاء وہاں پہنچانے کے لئے مقرر کیا گیا۔ اس کمرہ کی سیڑھیوں کو باہر کی طرف سے قفل لگا دیا گیا جو سمانداری کے داروغہ میر مراتب علی کے بغیر اور کوئی نہ کھول سکتا تھا اور جب ودھاوا سنگھ کے پاس ویر جاتا تھا اس کمرہ میں تین آدمی تھے۔ ہربنس سنگھ۔ کشن سنگھ۔ اور سندر سنگھ +

بجلا سنگھ کا بیان لاہور میں ۱۸-۱۹ روز تک ہوتا رہا اور ان ایام میں مہاراجہ بھوپندر سنگھ نے اس خوف سے کہ بیان میں کوئی خلل یا نقص واقع نہ ہو۔ دو دفعہ بھائی رام سنگھ کو لاہور بھیجا جس نے خفیہ طور پر بجلا سنگھ سے ملاقات کرکے حوصلہ دیا۔ ہمت بڑھائی۔ اور یہ بھی دریافت کیا کہ کارروائی مہاراجہ کی مرضی کے مطابق ہو رہی ہے +

جس وقت مہاراجہ نے موتی باغ کے خاص کمرہ میں بجلا سنگھ کے ساتھ بات چیت کی۔ تو اس وقت دریافت کیا تھا کہ ڈاکٹر بخشیش سنگھ کیوں نہیں آیا۔ بجلا سنگھ نے کہا اگر ہمارے ساتھ عمدہ سلوک روا رکھا گیا تو وُہ بھی آجاویگا۔ مہاراجہ

نے کہا عمدہ سلوک کے متعلق جو قول و اقرار بھائی رام سنگھ کے
ساتھ ہوئے ہیں۔ وہ آپ کے سامنے ہی پورے ہو رہے ہیں اور
آئندہ پورے کر دئے جاوینگے۔ ڈاکٹر بخشش سنگھ کی سخت
ضرورت ہے۔ اس کے بغیر مجوزہ کام سرانجام نہیں دیا جا سکتا
علاوہ بریں اگر ہفتہ دس روز تک پانچ بموں کا انتظام
ہو جائے تو نہایت اچھی بات ہے۔ بھائی رام سنگھ نے یہ بات
بجلا سنگھ کو کہی۔ بجلا سنگھ نے جواب دیا۔ انتظام ہو جائیگا
بجلا سنگھ نے لاہور روانہ ہونے سے پیشتر ہربنس سنگھ
کو کہا کہ بخشش سنگھ کو لایا جاوے۔ ہربنس سنگھ گیا اور تیسرے
روز ڈاکٹر بخشش سنگھ کو لے آیا اور ویسی مہمانداری کے
بالائی کمرہ میں اُن کے ساتھ جگہ دے دی گئی۔ مہاراجہ خود
آکر ڈاکٹر بخشش سنگھ کو اسی کمرہ میں ملا اور اسے حوصلہ
اور تسلی دلائی کہ ان آدمیوں کے ساتھ ملکر کام کرو۔ میں
تمہیں بہت خوش کرونگا۔ ڈاکٹر بخشش سنگھ نے کام
کرنے کی رضامندی کا اظہار کر کے دریافت کیا کہ بجلا سنگھ
لاہور جاتا ہوا پانچ بم تیار کرنے کو کہہ گیا ہے۔ کیا ان کی
بہت ضرورت ہے۔ مہاراجہ نے کہا کہ ہاں میں نے بھائی
رام سنگھ کے روبرو اسے یہ بات کہی تھی ان اشیاء کی بہت
جلد ضرورت ہے اسلئے جس مصالحہ یا شے کی ضرورت ہو

وہ میر مراتب علی فوراً مہیا کر دیگا اور میں اُسے ابھی حکم دئے جاتا ہوں کہ جو شے بھائی رام سنگھ کہے بازار سے فوراً لا دی جائے۔ جو مصالحہ ڈاکٹر بخشیش سنگھ نے لکھکر دے دیا۔ وہ میر مراتب علی نے لا دیا جس کا روپیہ مہاراجہ نے اپنی جیب سے ادا کیا +

تیسرے چوتھے روز بم تیار ہو چکے اور ڈاکٹر بخشیش سنگھ چلا گیا اور کہہ گیا جس وقت بھلا سنگھ کا پیغام پہنچے گا میں آجاؤں گا مگر جو آدمی پیغام لیکر آوے کچھ خرچ ضرور ساتھ لاوے بھائی رام سنگھ نے خبر دی۔ مہاراجہ آپ آئے اور بھائی رام سنگھ سے بم لیکر اُلٹا پلٹا کر دیکھے اور اظہار مسرت کیا اور جاتی دفعہ موٹر میں رکھکر لے گیا +

چوتھے پانچویں روز مہاراجہ بھائی رام سنگھ کو اسی مہمانداری کے کمرہ میں ملا۔ اور کہا کہ ایک بڑا نازک و ضروری کام ہے۔ کیا تم ان آدمیوں میں سے کسی کو بھیج سکتے ہو۔ جو ان پانچ بموں میں سے ایک دو بم لیجا کر پھول ریاست نابھہ میں جاوے اور جس آدمی کو میں بتاؤں جا کر چلے آوے۔ بھائی رام سنگھ نے کہا کہ چونکہ یہ آدمی نابھہ سے آئے ہیں۔ اس لئے افسران نابھہ خفیہ طور پر بہت پڑتال کر رہے ہیں۔ اور ممکن ہے نابھہ کے خفیہ آدمی آپ کی اس مہمانداری کے

قرب وجوار میں بھی تعینات ہوں۔ اس لیے ان آدمیوں کو ریاست نابھہ میں بھیجنا بہت بھاری خطرہ کا باعث ہوگا۔ مہاراجہ نے کچھ سوچکر کہا اچھا کام تو بڑا اور نازک ہے تو بھی کسی دوسرے آدمی کو بھیجدیتے ہیں +

جس روز بچلا سنگھ نے لاہور سے پٹیالہ واپس پہنچنا تھا اس دن مہاراجہ اسی کمرہ میں پھر آیا اور بھائی رام سنگھ کو کہا کہ مجھے ابھی لاہور سے تار آیا ہے کہ ۔ پولیس افسران کے ساتھ بچلا سنگھ واپس آرہا ہے میں تمہیں یہ کہنے آیا ہوں کہ تم نے پولیس افسران کو اوپر نہ لانا اور اس کمرہ تک پہنچنے نہ دینا۔ بچلا سنگھ اسی روز آگیا اور اسی کمرہ میں رہائش اختیار کرلی۔ اگلے روز مہاراجہ نے بھائی رام سنگھ کو موتی باغ بلا کر کہا۔ ان آدمیوں کی رہائش کے لیے کوٹھی بہادر گڑھ تجویز کی گئی ہے۔ فرسٹ کلاس مہمانوں کی مانند ان کی خاطر و مدارات کا بندوبست کردیا گیا ہے۔ میں اپنی سواری کی بند گاڑیاں بھیج دونگا جن میں بٹھلا کر آپ انہیں وہاں لے جاؤ۔ بند گاڑیاں اندھیرے میں آئیں اور ان تمام کو وہاں لے جایا گیا +

مہاراجہ کے لنگر کے لانگری کھانا تیار کرنے کے لیے وہاں پہنچ گئے اور سیوادار بھی مہاراجہ نے خاص اپنے ہی بھیجے

بھائی رام سنگھ سے مہاراجہ ہر روز ملا کرتا تھا۔ اور روز ہی اس بات پر زور دیتا تھا کہ ڈاکٹر بخشیش سنگھ کو واپس لاؤ جس طرح بھی ہو سکے اسے لاؤ اور آخر مہاراجہ کے بہت زور دینے پر بھلا سنگھ نے ہربنس سنگھ کو بھیجکر ڈاکٹر بخشیش سنگھ کو بال بچوں اور بیوی سمیت مستقل طور پر منگوا لیا اور وہ بھی اسی کوٹھی میں آکر رہنے لگے۔ کوٹھی کے ارد گرد بڑی بڑی اونچی قناتیں لگوا دی گئیں تھیں تاکہ اندر کا کوئی بھی آدمی باہر والوں کو نہ دیکھ سکے کوٹھی کو آنے والے تمام راستے حکماً بند کر دئے گئے تھے اور مہاراجہ نے اپنے نوکروں کے ذریعہ یہ مشہور کرا دیا کہ یہاں پر شاہی خاندان کی ایک خاتون رہتی ہے۔ یہاں کی رہائش کے ایک ہفتہ بعد مہاراجہ نے بھائی رام سنگھ کو کہا کہ جہاں تک میں نے سوچا ہے۔ یہ جگہ میرے خیال میں گپت اور محفوظ نہیں ہے اور نہ ہی اس جگہ مجوزہ سکیم سرانجام پا سکتی ہے اسلئے اگر تم مناسب سمجھو تو قلعہ بہادر گڑھ کے شاہی محل بہت عمدہ خیال کرتا ہوں اسلئے ۲ گھنٹہ تک میرا سردار ڈیوڑھی تمہارے پاس پہنچکر انہیں قلعہ بہادر گڑھ کے اندر شاہی محلوں میں پہنچا دے گا۔ سردار ڈیوڑھی آیا اور تمام سواریاں پردے کے اندر قلعہ بہادر گڑھ پہنچا دی گئیں۔ اس وقت تک ہرنام سنگھ

ساکن موضع کھٹڑا مہر سنگھ سالانہ کرتار سنگھ سالانہ شام سنگھ سالانہ کرتار سنگھ گرنتھی بھی آکر اس پارٹی میں شامل ہو گئے تھے +

اگلے روز مہاراجہ خود انتظام دیکھنے کے لیئے آئے اور تمام جگہ کی دیکھ بھال کر کے خفیہ پولیس کا پہرہ قایم کر گئے۔ تاکہ کوئی آدمی محل تک نہ پہنچ سکے۔ تمام سیواداروں اور ملازموں میں سے صرف ایک سیوادار ودھاتا سنگھ ہر ایک شئے اندر پہنچایا کرتا تھا۔ سرکاری افسروں میں سے دیوان دیاکشن کول۔ سردار کشن سنگھ ڈیوڑھی کے سوائے کوئی دوسرا اندر نہ آسکتا تھا۔ اس تمام سلسلے میں مہاراجہ کو جو کام بھی حکم دے کرانا منظور ہوتا تھا وہ تمام دیاکشن کو ہی دیا کرتا تھا +

بچلا سنگھ نے لاہور سے واپس آکر مہاراجہ اور دیوان دیاکشن کول کے پاس یہ شکایت کی کہ میرے خیال میں پنجاب سی آئی۔ڈی کے افسروں نے میرا بیان قلمبند کرتے وقت کئی باتیں چھوڑ دی ہیں۔ مہاراجہ نے دیوان دیاکشن کول کو انگریزی افسروں سے اس بارہ میں خط و کتابت کرنے کے لیئے کہا۔ سو چند روز بعد ہی رائے بہادر لالہ بھگوانداس سپرنٹنڈنٹ امپیریل سی۔آئی۔ڈی پٹیالہ پہنچے اور دیوان دیاکشن کی کوٹھی میں

چار پانچ روز تک بچلا سنگھ کو بہادر گڑھ سے منگوا کر اس کی باتیں قلمبند کی گئیں *

اس سلسلہ میں مہاراجہ نے بچلا سنگھ کو پہلے ہی اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ ڈاکٹر بخشیش سنگھ اپنے پاس ہے جس جگہ ہم چاہیں بم بنا کر رکھوا سکتے ہیں اور نابھہ سے بم برآمد ہوئے بغیر ہمارا مطلب حل نہیں ہو سکتا اس لئے اب تو بھگوانداس کی موجودگی میں نابھہ میں جہاں جہاں تم رہے ہو ان مقامات کے نام بتا دو کہ اس قدر بم بنا کر ہم نے فلاں فلاں جگہ دفن کئے تھے۔ سو بچلا سنگھ نے اسی طرح لکھوا دیا کہ ہم باغ کالا سنگھ بھینی گوردوارہ بھلر ہیڑی اور سرکاری باغ پھول میں چھ چھ سات سات بم دفن کئے ہوئے ہیں بیان دے کر بھگوانداس چلا گیا *

اب مہاراجہ نے بھائی رام سنگھ اور دیوان دیا کشن کول کو کہا کہ ہو سکتا ہے کہ تحقیقات جلدی ہی شروع ہو جائے اس لئے جلد از جلد بم تیار کروا کر مذکورہ مقامات میں دلوا دینے چاہئیں۔ مہاراجہ صاحب اور دیوان دیا کشن کول بھائی رام سنگھ کے ہمراہ قلعہ میں میں آئے اور وہاں ڈاکٹر بخشیش سنگھ کو خوب تسلّی دے کر کہا کہ اب آپ تین درجن بم بہت جلدی تیار کریں تاکہ وہ دلوا کر آپ کے بیانات کروائے جائیں۔ جس مصالحہ کی ضرورت ہو وہ میرا سردار صاحب ڈیوڑھی اگر وہ نہ ہو تو میرا مراتب علی فوراً لا کر دیں گے لیکن جہاں

تک ہو سکے اگر آپ مصالحہ لانے کے لئے میرے افسروں سے کام نہ لو تو بہتر ہے۔ ڈاکٹر بخشیش سنگھ نے بھائی رام سنگھ کی موجودگی میں یہ کام جلد از جلد پورا کرنے کا اقرار کیا۔ دوسرے روز ڈاکٹر بخشیش سنگھ اور جگت سنگھ سرکاری موٹر پر بیٹھ کر پٹیالہ گئے اور نانک چند کی دوکان سے سنکھیا پوٹاش اور دو اور انگریزی ادویات لے آئے اور جست لوہا۔ سکہ وغیرہ اشیاء سردار ڈیوڑھی اور میر مراتب علی نے لا کر دیں۔ یہ سب اشیاء لیکر قلعہ میں پہنچ گئے اور ایک علیحدہ کمرہ میں بم بنانے کا کام شروع ہو گیا۔

بجلا سنگھ۔ ہربنس سنگھ۔ جگت سنگھ۔ سندر سنگھ کھیڑی ہرنام سنگھ۔ مہر سنگھ ڈاکٹر بخشیش سنگھ کی منشا کے مطابق کام میں مدد کیا کرتے تھے۔ جس روز تین درجن بم تیار ہو گئے۔ بھائی رام سنگھ نے مہاراجہ صاحب کو کہا کہ کام تیار ہے۔ مہاراجہ صاحب اور دیوان دیا کشن صاحب قلعہ میں پہنچے اور مہاراجہ نے بم دیکھ دیکھ کر پسند کئے۔ پھر مہاراجہ نے بم دفن کرنے کی تمام سکیم اچھی طرح سمجھائی اور دیوان دیا کشن کو انتظام اور پربندھ کرنے کا حکم دے کر واپس چلے گئے۔ مہاراجہ صاحب کی بتلائی ہوئی سکیم کے مطابق سرکاری موٹر پر ایک خاص پولیس افسر کے ہمراہ مہر سنگھ۔ ہرنام سنگھ کو کالا سنگھ والے باغ بھیتی میں بھیجا گیا اور یہ رات کو ہی بم دفن کر کے واپس آ گئے۔ دوسری طرف سندر سنگھ کھیڑی اور ہربنس سنگھ

کو ہتھلنر ہیڑی اور پھول بھیجا گیا۔ سرکاری موٹر اور پولیس افسران ان کے ہمراہ تھے۔ بم دبا کر یہ بھی واپس آ گئے۔ مہاراجہ نے سکیم سمجھاتے ہوئے ڈاکٹر بخشیش سنگھ کے ہاتھ سے تین مقامات کے نقشے تیار کروائے تاکہ ایک تو بم دبانے والے نقشہ کے مطابق ٹھیک جگہ پر دفن کر کے آئیں اور دوسرا ڈاکٹر بخشیش سنگھ بیان دینے کے وقت درست جگہ کا پتہ دے سکے +

جب یہ کام مکمل ہو گیا تو مہاراجہ نے دیوان دیاکشن کول کو حکم دیا کہ ڈاکٹر بخشیش سنگھ کا بیان لینے کے لئے افسر منگوانے کے لئے گورنمنٹ کو لکھے۔ رائے بہادر لالہ بھگوان داس کی ڈیوٹی مقرر کی گئی اور دیوان دیاکشن کول کے پاس تار پہنچی کہ وہ فلاں تاریخ کو پٹیالہ پہنچیں گے۔ تار موصول ہونے پر مہاراجہ سے دیوان دیاکشن کول اور بھائی رام سنگھ نے دریافت کیا کہ اب کیا کرنا ہے۔ مہاراجہ نے کہا کہ ہم نے ڈاکٹر بخشیش سنگھ کو بہادر گڑھ قلعہ میں حکومت کو اطلاع دیئے بغیر ہی رکھا ہوا ہے۔ اگر حکومت کو اس بات کا ذرا بھی علم ہو گیا کہ وہ بہادر گڑھ میں ہے تو میری تباہی لازمی ہے۔ اسلئے سرکاری افسروں کی تسلی کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ ڈاکٹر بخشیش سنگھ کو انگریزی علاقہ سے لا کر سرکاری افسر کے حوالے کیا جائے۔ مہاراجہ نے بھائی رام سنگھ کو یہ کام کرنے کا تمام طریقہ سمجھایا کہ تم پہلے روپڑ

جاؤ اور وہاں پہنچکر دیوان صاحب کو تار دو کہ تمام کام ٹھیک ہے۔ دیوان صاحب وہ تار لے کر لاہور جائے اور ایجنٹ صاحب کو دکھا کر اس کا جواب دیں جس روز جواب موصول ہو۔ موٹر پر بٹھلا کر روپڑ سے سرہند لے آؤ اور سرہند سے گاڑی میں بٹھلا کر پٹیالہ لے آؤ تاکہ ریلوے ٹکٹوں کا ثبوت رہے اور سرہند تک دونو ٹکٹوں کا بھی ثبوت رہے ؛

مہاراجہ کے حکم کے بموجب بھائی رام سنگھ نے روپڑ پہنچکر تار دی۔ تار کا جواب لاہور سے دیوان دیا کشن کول کی طرف سے پہنچا۔ ڈاکٹر بخشش سنگھ کو اس کی عورت و بچہ سمیت گوردواہ بھٹہ صاحب نزد روپڑ پہنچا دیا گیا۔ ڈاکٹر بخشش سنگھ نے قلعہ کے اندر ہی ہر روز کے واقعات کی مفصل ڈائری لکھکر رکھی ہوئی تھی اور روپڑ کو روانہ ہونے سے پہلے ہی اس نے کئی چٹھیاں لکھکر مختلف مقامات پر دفن کی ہوئی تھیں۔ ایک دو بم اور بم کا مصالحہ بھی علیحدہ علیحدہ مقامات پر دفن کر دیا تھا۔ بھٹہ صاحب گوردوارہ میں ڈاکٹر بخشش سنگھ نے لبھ جھبور کو بلا کر جو ڈائری تیار کی ہوئی تھی سکتر شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے نام بند کر کے بھیجدی۔ ڈاکٹر بخشش سنگھ کو بھٹہ صاحب گوردوارہ سے لے کر پٹیالہ پہنچ گئے۔ اور رائے بہادر لالہ بھگوانداس کی نگرانی میں ڈاکٹر بخشش سنگھ کو انگریزی

مہانداری میں رکھا۔ رائے بہادر نے اس کا بیان لینا شروع کیا +

دوسرے روز دیوان دیا کشن کول کو اطلاع مل گئی کہ ڈاکٹر بخشیش سنگھ نے شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کو ایک ڈائیری بھیجی ہے۔ دیوان دیا کشن کول نے یہ خبر مہاراجہ کو سنائی۔ مہاراجہ اور دیوان دیا کشن نے بھائی رام سنگھ سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے ڈاکٹر سے دریافت کرو۔ بھائی رام سنگھ نے خفیہ طور پر جا کر ڈاکٹر بخشیش سنگھ سے دریافت کیا۔ اس نے تسلی دی کہ میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا۔ کیونکہ میں تو بیان دے رہا ہوں۔ اسی شب کو ڈاکٹر بخشیش سنگھ فرار ہو گیا۔ جب صبح کو ڈاکٹر بخشیش سنگھ کے فرار ہونے کی خبر رائے بہادر لالہ بھگوانداس کو ملی تو اُس نے دیوان دیا کشن کو اطلاع دی۔ پھر اس نے مہاراجہ کو اطلاع دی۔ مہاراجہ اس خبر کو سُنکر حیران پریشان ہو کر دیوان دیا کشن کول کی کوٹھی پر آیا۔ اس وقت مہاراجہ کی حالت بہت بُری تھی اور وہ گھبرائے ہوئے تھے۔ دیوان دیا کشن کول نے تسلی دی کہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا اب آئیندہ کا فکر کرو۔ اب اِسی بات پر غور و خوض شروع ہوا کہ اب اس کی عورت کا کیا کیا جائے۔ دیوان دیا کشن کول کی یہ رائے تھی کہ جس طرف

اپنی کاجی چاہے جانے دیا جائے۔ مگر مہاراجہ کہتا تھا کہ اگر عورت
چلی گئی تو پھر بالکل بیڑہ غرق ہو جائے گا +

اس وقت مہاراجہ صاحب۔ دیوان صاحب اور بھائی رام سنگھ
کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ دیوان صاحب نے اپنی رائے دو تین
دفعہ پیش کی کہ عورت کو قبضہ میں رکھنا خطرہ کا موجب ہو سکتا
ہے۔ مگر مہاراجہ نے پرواہ نہ کی اور فیصلہ کیا کہ اس عورت کا
اس وقت ہمارے ہاتھ سے چلے جانا میری بربادی ہے۔ کیونکہ
ڈاکٹر بخشیش سنگھ کہیں جاکر جو بیان دیگا تو یہ اس کی تائید
ہوگی اور عورت کو قابو میں رکھنے کے باعث ممکن ہے کہ ڈاکٹر
بخشیش سنگھ کو ہم قابو کر سکیں۔ اسلئے مہاراجہ نے دیوان دیا کشن
کول کو حکم دیا کہ آپ جاکر رائے صاحب بھگوان داس کے پاس
جاکر اسے یہ یقین دلاؤ کہ ہم اس عورت کو کرایہ دیکر رات کو
گاڑی پر سوار کرا دیں گے۔ جہاں اس کا جی چاہے جائے۔ میں
سکھدیو سنگھ ناظم کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ فرضی بیان تیار کر دے
کہ بچتر کور کو میرے سامنے پیش کیا گیا اور چونکہ وہ بے گناہ
اور معصوم ہے اس لئے میں بچتر کور کی خواہش کے مطابق
اسے جہاں چاہے جانے کی اجازت دیتا ہوں۔ مگر اس عورت
کو بہادر گڑھ پارٹی میں پہنچا دیا جائے کیونکہ اس جگہ سے
بہتر اور کوئی اچھی جگہ نظر نہیں آتی۔ دیوان صاحب نے

حکم کے بموجب رائے صاحب بھگوانداس کو کہدیا اور وُہ چلے گئے۔ عورت کو سرکاری موٹر میں بٹھلا کر بہادرگڑھ میں پہنچا دیا گیا۔ رات کو مہاراجہ صاحب اور دیوان قلعہ میں آئے۔ تمام پارٹی کی اچھی طرح تسلی کرائی اور ان کا حوصلہ بڑھایا۔ اور تمام سنگھوں کو تاکید کی کہ اس عورت کی کسی کو خبر تک نہ ہو۔ اس کے بعد دیر تک اس عورت سے بات چیت ہوتی رہی۔ بہت کچھ غور و خوض کے بعد محل کے اردگرد سخت فوجی پہرہ لگا دیا اور فوجی طریقہ کے مطابق کونٹ سائین کے بغیر کسی کو اندر جانے اور باہر آنے کی اجازت نہ تھی۔ قلعہ کے باہر خفیہ پولیس کے ایک درجن کے قریب آدمی پہرہ اور نگرانی پر مقرر کر دئے گئے تاکہ کوئی اکالی نہ تو اندر سے باہر آسکے اور نہ کوئی مشتبہ آدمی اندر جا سکے +

پٹیالہ کی طرف سے ڈاکٹر بخشش سنگھ کی بہت زیادہ تلاش ہوئی۔ بھائی رام سنگھ کی نگرانی میں ایک درجن آدمی ایک ہفتہ تک شب و روز مصروف تلاش رہے آخر کار معلوم ہُوا کہ ڈاکٹر بخشش سنگھ نابھہ پہنچ گیا ہے اور اس نے وہاں پہنچکر مکمل بیان دے دیا ہے۔ ڈاکٹر بخشش سنگھ نے شرومنی کمیٹی کو جو ڈائیری بھیجی تھی اس کی نقل دیوان دیاکشن کول نے مہاراجہ کے حکم سے دلیپ سنگھ سپرنڈنڈنٹ

شرومنی کمیٹی کو کافی روپیہ دے کر اس طرح حاصل کی کہ دلیپ سنگھ پوشیدہ طور پر خود پٹیالہ جاکر دلوان صاحب کو دے آیا۔ اُس میں یہ درج تھا کہ میں اُس ڈائری میں مندرجہ باتوں کے ثبوت کے لئے بہت سی اشیاء مثلاً بم اور بم کا مصالحہ اور تحریری چٹھیاں اور نشانیاں وغیرہ قلعۂ بہادر گڑھ میں دفن کر آیا ہوں +

یہ پڑھکر مہاراجہ اور دلوان صاحب نے بچیتر کور ستپنی ڈاکر بخشیش سنگھ سے دریافت کرنے کے بعد تمام اشیاء کو برآمد کرانے کے لئے بھائی رام سنگھ کو کہا اور اُس نے بجلا سنگھ کو لکھدیا کیونکہ اس وقت بجلا سنگھ تمام پارٹی کا لیڈر تھا۔ بجلا سنگھ پیشہ ور ڈاکو وحشی اور انتہائی درجہ کا شہوت پرست آدمی اور سنگدل و بے ایمان ہے۔ شروع میں تو بھائی رام سنگھ نے منع کیا ہوا تھا۔ کہ بچیتر کور سے سرن کور ستپنی جگت سنگھ کے علاوہ اور کوئی بات چیت نہ کرے۔ لیکن جب بجلا سنگھ کو اسے تحقیقات کرنے اور دریافت کرنے کی کھلی اجازت مل گئی تو ایک دو دفعہ دریافت کرنے پر جب اس بی بی نے کچھ نہ بتایا تو بجلا سنگھ نے مہاراجہ سے کہا کہ وہ تو کچھ بیان نہیں کرتی پھر مہاراجہ نے کہا کہ سختی اور تشدد سے دریافت کرو۔ پھر

The Lion-hearted Bibi Bachittar Kaur

(W/o Dr Bakhshish Singh ji)

(T[illegible] to death in the Bahadurgarh fort.)

جبر و تشدد شروع کیا گیا۔ اس روز بھائی رام سنگھ اور
دیوان صاحب کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ بجلا سنگھ نے
خود بھی اس سے بدفعلی کی۔ اور دوسروں سے بھی اس کی
بے حرمتی اور بے عزتی کرائی۔ شب بھر سونے نہ دیا جاتا
تھا۔ اسے اور اس کے بچے کو علیحدہ علیحدہ کوٹھڑیوں میں بھوکا
رکھا گیا اور اسے ننگا کر کے تمام کے سامنے پھرا گیا۔ پھر
بجلا سنگھ نے اپنی چارپائی کے پاؤں کے نیچے اس کے ہاتھ
دبائے رکھے اور چھت کے ساتھ کیس باندھ کر الٹا لٹکایا
گیا۔ اس کی پیشاب گاہ پر مرچیں لگائی گئیں۔ اس قدر
جبر و تشدد اور سختی برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے اس
ابلا بی بی نے تمام اشیاء بتا دیں۔ معلوم نہیں یہ جبر اور
سختی اس پر اور کئی روز جاری رہتی مگر بھائی رام سنگھ
نے آ کر بجلا سنگھ کو منع کیا +

اور کہا کہ تو نے بہت برا کام کیا ہے۔ بجلا سنگھ نے کہا
میں نے جو کچھ بھی کیا ہے مہاراجہ کے حکم سے کیا ہے۔ اس
بی بی کے ہاں بچہ پیدا ہونے والا تھا۔ وہ بی بی جبر و تشدد اور
سختی کے سبب بیمار ہو گئی۔ ایک روز مہاراجہ نے بھائی رام سنگھ
کو کہا کہ مجھے اس عورت کا فکر شب و روز لگا ہوا ہے۔ اور اس
مشکل سے نجات پانے کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔ بہت

خطرناک و اہم باتوں کا اسے علم ہے اور اس کے باہر چلے
جانے میں میرا بہت نقصان ہے مگر میں سوچتا ہوں کہ تمام
عمر یہ میرے ہاتھوں میں بھی کیسے رہے۔ میں اپنے اہلکاروں میں
سے بھی کوئی ایسا نہیں پاتا جو اسے اپنے گھر رکھ سکے اور راز
فاش نہ ہو۔ اگر تمہاری پارٹی کے کسی سنگھ سے وہ بخوشی
دبہ رضا مندی و رغبت انند کرانے کو تیار ہو جائے تو بہت
بہتر بات ہے۔ بھائی رام سنگھ نے مہاراجہ کا یہ خیال تمام
سنگھوں کے سامنے بیان کیا اور سب کو کہا کہ اسے ترغیب
و تحریص دیکر اپنے میں سے کسی ایک سنگھ کے گھر رہنے پر رضا
مند کر لو۔ سو تمام کی کوشش و سعی سے بچتر کور کو سردار
شام سنگھ کے ہاں بٹھلا دیا۔ چند روز بعد مہاراجہ کوٹھی
بہادر گڈھ کی طرف شکار کھیلنے کے لئے آیا اور بھائی رام سنگھ
سے ملا اور دریافت کیا کہ اس عورت کے متعلق جو انتظام
ہوا ہے آیا وہ اس پر بحیثیت تسلی ہے کہ پابندی اٹھائے
جانے کے بعد بھی وہ شام سنگھ کے گھر رہے گی۔ بھائی
رام سنگھ نے کہا کہ تسلی نہیں ہوئی اور نہ ہی ہو سکتی ہے
کیونکہ بچتر کور کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان تمام
سنگھوں کو اپنا دشمن تصور کرتی ہے اور ذرا بھی موقعہ ملنے
پر وہ راز کو افشا کرنے سے گریز نہ کرے گی۔ مہاراجہ نے

کہا پھر تو بہت خطرہ والی بات ہے۔ اس کا کوئی اور علاج کرنا پڑے گا۔ میں بہت حیران ہوں کہ اس مشکل سے کیسے نجات حاصل کی جائے۔ دیوان صاحب سے جب اس سلسلے میں دریافت کرتا ہوں تو وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ میں تو شروع سے ہی یہ کہتا تھا کہ اس قضیہ کو جانے دو جس طرف جاتی ہے جانے دیا جائے جو ہوگا دیکھا جائیگا۔ مگر آپ نے اس وقت بھی یہی کہا تھا کہ نہیں اگر اس کو جانے دیا گیا تو ہماری نقصان ہوگا۔ اور اب بھی میری یہی پختہ رائے ہے کہ جہاں جائے اسے جانے دیا جائے۔ کیونکہ اگر اب تک ڈاکٹر بخشیش سنگھ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکا تو یہ کیا کر سکے گی +

اس کا یہ مشورہ میں کیسے مان لوں۔ مجھے اس میں بہت خطرہ نظر آرہا ہے۔ خیر میں اس سلسلہ میں سوچ کر کوئی راہ نکالونگا۔ تم اپنے آدمیوں کو اس بات پر قایم رکھنا کہ اس کی خبر باہر نہ جا سکے۔ بچتر کور کے ہاں اس مصیبت اور کمزوری کی حالت میں ہی لڑکی پیدا ہوئی۔ اور اس موقعہ پر سیوا اور احتیاط نہ ہونے کے باعث وہ زیادہ کمزور اور بیمار ہو گئی۔ بھائی رام سنگھ نے جب مہاراجہ کو اس کی بیماری کی اطلاع دی تو اس نے کہا کہ میں اپنے خاص ڈاکٹر کو اس

کے علاج کے لئے مقرر کرتا ہوں۔ ڈاکٹر بالمکند مہاراجہ کے حکم کے مطابق وہاں پہنچا۔ اور اس نے عورت کی حالت دیکھکر علاج معالجہ شروع کر دیا۔ ڈاکٹر روزانہ مہاراجہ کے حکم کے مطابق آیا کرتا تھا اور بھائی رام سنگھ ہر روز اُس کے ہمراہ دوائی لانے کے لئے پٹیالہ جایا کرتا تھا۔ ڈاکٹر اس عورت کی حالت دیکھکر پہلے سیدھا موتی باغ جاتا اور مہاراجہ کی سیوا میں حاضر ہو کر اور بات چیت کر کے حضوری ڈسپنسری میں سے دوائی دیا کرتا تھا +

تیسرے چوتھے روز مہاراجہ صاحب بھائی رام سنگھ سے بھی اس عورت کی حالت دریافت کرتا تھا اور بہت فکر کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ خدایا کسی طرح سے قضیہ سے نجات بھی ہوگی +

جوں جوں ڈاکٹر علاج کرتا تھا توں توں اُس کی حالت زیادہ خراب ہوتی جاتی تھی۔ جب ڈاکٹر سے یہ شکایت کی گئی کہ اسے صحت ہونے کی بجائے تکلیف بڑھتی جاتی ہے تو اس نے کہا کہ اچھا اب میں بہتر دوائی دوں گا۔ لیکن مجھے شک و شبہ ہے کہ عورت دوائی استعمال نہیں کرتی، ورنہ اِسے روبہ صحت ہو جانا چاہیئے تھا۔ یہ بات مہاراج کی سیوا میں بھی عرض کر دی گئی تو انہوں نے کہا کہ میں آج

ڈاکٹر کو تاکید کرتا ہوں کہ دوائی تبدیل کرے اور اچھی طرح علاج کرے۔ مگر ڈاکٹر یہ شکایت کرتا تھا کہ شاید عورت دوائی نوش ہی نہیں کرتی۔ اسلئے آپ بجلا سنگھ کو تاکید کیجئے کہ اپنی موجودگی میں دوائی پلائے۔

دوسرے روز ڈاکٹر نے دوائی بدل کر دی۔ جس میں سے بچیتر کور نے تھوڑی سی پی اور باقی یہ کہکر پینے سے انکار کر دیا کہ یہ تو دوائی نہیں زہر ہے اور ساتھ ہی بچیتر کور نے دوائی زمین پر اونڈیل دی۔ دوسرے روز ڈاکٹر پھر آیا اور اس نے دیکھکر اور حیران ہو کر بجلا سنگھ اور بھائی رام سنگھ کو کہا کہ میں حیران ہوں کہ اس دوائی کا اثر کیوں نہیں ہوا۔ اس نے یقیناً دوائی پی ہی نہیں۔ جب بجلا سنگھ نے شام سنگھ کو ڈانٹ ڈپٹ کر دریافت کیا تو اس نے بتلایا کہ اس نے دوائی اونڈیل دی تھی۔ ڈاکٹر نے بجلا سنگھ کو کہا کہ آپکا انتظام خوب ہے! بجلا سنگھ نے کہا۔ اچھا آج میں خود اپنے ہاتھ سے دوائی پلاؤنگا۔ ڈاکٹر نے دوائی بجلا سنگھ کو دے دی اور بھائی رام سنگھ کے ہمراہ چلا گیا۔ بجلا سنگھ نے بچیتر کور کو دوائی پینے کے لئے کہا۔ اس نے انکار کیا۔ آخر بجلا سنگھ نے تمام کی موجودگی میں ۴-۵ بجے شام کے قریب زبردستی دوائی پلا دی۔ جس کے چار۔ پانچ گھنٹے

بعد وُہ تڑپ تڑپ کر مر گئی۔ بجلا سنگھ نے یہ خبر بھائی رام سنگھ کو کوٹھی پر رات کے دس بجے پہنچائی۔ سُورج نکلنے کے بعد بھائی رام سنگھ پٹیالہ گیا اور یہ خبر دیوان دیا کشن کو پہنچائی۔ دیوان صاحب نے یہ خبر سُنکر بہت افسوس کیا اور کہا کہ بہُت بڑی بات ہوئی ہے۔ اب موتی باغ جاتے ہیں۔ مہاراجہ جو حکم دینگے ویسا ہی کیا جاویگا۔ کیونکہ تمام کام ان کے حکم سے ہی ہو رہا ہے۔ مہاراجہ کو موتی باغ پہنچکر بتایا گیا۔ مہاراجہ نے بھائی رام سنگھ اور دیوان صاحب کو کہا کہ چونکہ یہ قضیہ اب ختم ہو گیا ہے۔ اب قلعہ کے اندر ہی سنسکار کر دو۔ لکڑی وہاں کافی ہے۔ اگر نہ ہو تو کسی پُرانے کمرہ کی چھت گرا دو۔ مگر بھائی رام سنگھ کو خوب تاکید کی کہ تمام آدمیوں کو تاکید کر دو کہ یہ راز باہر افشا نہ ہو۔ بھائی رام سنگھ نے آکر سب کو بتایا کہ مہاراجہ صاحب کہتے ہیں کہ اندر ہی سنسکار کر دو اور یہ خبر افشا نہ ہو۔

چنانچہ تمام نے ملکر اندر ہی سنسکار کر دیا اور راکھ قلعہ کی خندق میں پھینکدی۔ بچنتر کور کی لڑکی اور لڑکے کو مسماۃ دھن کور زوجہ پاکھر سنگھ کے سپرد کیا گیا۔ اس کے ایک ہفتہ بعد مہاراجہ صاحب شکار کھیلنے آئے اور

کوٹھی بہادر گڑھ میں بھائی رام سنگھ کو ملے اور ایک گھنٹہ تک یہی بات چیت کرتے رہے کہ کس طرح یہ خرافات نہ ہو جائے اگر انگریزی گورنمنٹ تک یہ خبر کسی طرح پہنچ گئی تو پھر میرا کوئی ٹھکانا نہیں +

بہادر گڑھ کا ماہواری خرچ پانچ چھ ہزار تک تھا۔ اِدھر مہاراجہ نابھہ کو گدی سے دست بردار ہوئے بھی پانچ چھ ماہ کا عرصہ گذر چکا تھا اور بچتر کور کا قضیہ بھی ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے مہاراجہ نے دیوان دیا کشن کول اور بھائی رام سنگھ کے صلاح و مشورہ سے بہادر گڈھ کے تمام اکالیوں کو بیٹر چھت کی تمام اراضی دے دی اور بنوڑ کا تھانہ ان کی رہائش کے لئے خالی کر دیا۔

بجلا سنگھ کے لئے مبلغ ۱۲۵ روپے اور باقیوں کے لئے ۵۰۔۵۰ روپے فی کس کے حساب سے اپنے جیب خرچ میں سے دینے کا حکم دیا اور بارہ ہزار روپیہ نقدان تمام کو دیا گیا جو ان میں تقسیم کیا گیا شکار کھیلنے کی ان تمام کو اجازت اور آزادی تھی۔ یہ آدمی کچھ روز بنوڑ تھانہ میں رہ کر اپنی اراضی بیٹر چھت کی سرکاری کوٹھی میں چلے گئے۔ مگر بچتر کور کی لڑکی کو بنوڑ تھانہ میں ہی پریم کور اور بجلا سنگھ نے مار دیا۔ جگت سنگھ اور ہربنس سنگھ کے دریافت کرنے

پر بجلا سنگھ نے کہا کہ میں نے یہ کام بھی مہاراجہ کے حکم سے
کیا ہے۔ بجلا سنگھ اور پریم کور کا سلوک ڈاکٹر بخشیش سنگھ
کے لڑکے سے اس قدر تلخ اور بڑا تھا کہ برداشت نہیں
کیا جا سکتا تھا۔ بخشیش سنگھ کی لڑکی کے مرنے کی خبر
سنکر دیوان دیا کشن کول نے بہت افسوس کیا۔ اور
پنڈت جیون لعل اور بھائی رام سنگھ کو کہا کہ وحشی بجلا سنگھ
کہیں لڑکے کو بھی ہلاک نہ کر دے اور ساتھ ہی مہاراجہ نے
یہ خیال مجھ سے ظاہر کیا ہے کہ یہاں لڑکے کی حفاظت
و پرورش کا مناسب انتظام نہیں اور انگریزی علاقہ
کی حدود بالکل قریب ہے۔ کوئی اسے لے نہ جائے۔ اس
لئے مہاراجہ کی یہ تجویز ہے کہ پٹیالہ میں کوئی عمدہ مکان کرایہ
پر لے کر اس لڑکے کو وہاں رکھا جائے۔ مہاراجہ کے حکم کے
مطابق پنڈت جیون لعل سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی
کی معرفت بیس روپیہ ماہوار کرایہ کا ایک مکان اس مطلب کے
لئے لیا گیا۔ جس میں پاکھر سنگھ اور دھن کور کے ہمراہ بخشیش کور
کے لڑکے کو لاکر رکھا گیا۔ اس مکان میں بھائی رام سنگھ
کے علاوہ اور کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ قریباً ایک
سال تک یہ انتظام بدیں طور رہا اور پھر مہاراجہ نے دیوان
صاحب اور بھائی رام سنگھ کے پاس یہ خیال ظاہر کیا

کہ پٹیالہ کے اس مکان میں اس لڑکے کی رہائش کی کچھ نہ کچھ
خبر باہر پہنچ چکی ہے اور ہو سکتا ہے کہ کوئی انگریزی افسر
کبھی نہ کبھی بھیس میں آکر اس لڑکے کو دیکھ جائے۔ یا
شرومنی کمیٹی والے ہی کبھی نہ کسی طرح اس مکان میں سے
لڑکے کو لے جائیں۔ اسلئے اس کا بھی کوئی علیحدہ پختہ انتظام
کیا جانا چاہیئے تاکہ تمام عمر کے لئے یہ خطرہ دُور ہو جائے۔
دیوان صاحب نے کہا جیسے آپ کا حکم ہے۔ اور ہم تو آپ
کے حکم کے منتظر ہیں۔ بہت کچھ غور و خوض کے بعد مہاراجہ
نے حکم دیا کہ تم اس لڑکے کو میرے پاس موتی باغ پہنچا دو۔
چنانچہ حکم کے مطابق بھائی رام سنگھ نے موٹر میں بٹھا کر
اس لڑکے کو موتی باغ پہنچا کر مہاراجہ کے حوالے کر دیا۔
ببر جتھے کے لیڈروں کو بھی مہاراجہ پٹیالہ نے اپنی جیب
خاص میں سے بھائی رام سنگھ کی معرفت مبلغ تین ہزار
روپیہ دیا۔ اور ایک بار مشہور ببر لیڈر بھائی کشن سنگھ
گرگج اور بابو سنتا سنگھ کو اپنی خاص موٹر میں بھائی رام سنگھ
کے ذریعے پٹیالہ منگوایا اور اپنی خاص مہمانداری میں رکھکر
ان کی خاطر و مدارات کی اور پٹیالہ کی ایک خاص کوٹھی میں بھائی
کشن سنگھ۔ بابو سنتا سنگھ کو ملکر ان سے کئی صلاح و
مشورے کئے۔ پٹیالہ سے ببر اکالی جتھہ کو روپیہ کی امداد

اوران دونوں بر لیڈروں کے پٹیالہ پہنچکر صلاح مشورہ کرنے کا ذکر از کار پنجاب خفیہ پولیس کے ریکارڈ پر موجود ہے +

ڈاکٹر بخشیش سنگھ جب نابھ سے آزاد ہوا تو اُس نے ایک بیان ڈپٹی کمشنر انبالہ کے سامنے اور دُوسرا بیان جالندھر پنجاب سی۔ آئی۔ ڈی کے سامنے اور تیسرا بیان شرومنی کمیٹی کے پاس دیا اور تین چار دن تک گوردو کے باغ امرتسر میں لیکچر دیتے رہے جس سے مہاراجہ پٹیالہ بہت خوف زدہ ہوئے اور گھبرا کر اس نے دیوان صاحب سے صلاح کر کے پنڈت جیون لعل اور بھائی رام سنگھ کو کہا کہ جب تک ڈاکٹر بخشیش سنگھ انگریزی علاقہ میں آزاد پھرتا ہے تب تک مجھے بہت بھاری خطرہ ہے۔ سوچ وچار کر کوئی ایسا زبردست مقدمہ تیار کرنا چاہیئے جس میں ڈاکٹر بخشیش سنگھ کی شمولیت ثابت کر کے اُسے سرکار انگریزی سے فوراً لے سکیں +

جب یہ بات بجلا سنگھ کو بتلائی گئی تو اُس نے کہا کہ میرے ہاتھ میں کئی ایسے آدمی ہیں جو اس کام کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ سو اس نے بھائی پرتاپ سنگھ کو منگا لیا اور سنتا سنگھ کلوڑ والے سے بجلا سنگھ کی پرانی

عداوت تھی۔ پرتاپ سنگھ بچلا سنگھ کے کہنے پر ڈاکٹر
بخشیش سنگھ۔ سنتا سنگھ اور اس کے بھائی ہا کو جھوٹے
مقدمہ میں پھنسانے کے لئے آمادہ ہو گیا اور اس نے بچلا سنگھ
کو کہدیا کہ میں تیری منشا کے مطابق تمام کام سرانجام دونگا
بچلا سنگھ نے اچھی طرح پرتاپ سنگھ کو سمجھایا کہ تجھے اس کام
کے سلسلہ میں ایک دو بم بھی مجھ سے لے جا کر ان کے مکان
میں رکھنے پڑیں گے۔ کچھ بندوقیں اور دیگر مصالحہ بھی ان کے
مکان میں رکھنا پڑے گا۔ اچھی طرح سوچ سمجھ لے۔ اگر تو یہ
کام کر سکتا ہے تو چار پانچ روز تک آجانا۔ تجھے بم اور
دیگر چیزیں دے دی جائیں گی۔ پرتاپ سنگھ نے کہا اور
اشیاء تو میں ہی مہیا کر سکتا ہوں کونسی مشکل بات ہے۔
بچلا سنگھ نے پچاس روپے دئے۔ اور پرتاپ سنگھ یہ سازش
تیار کرنے کے واسطے کلوڑ کو چلا گیا۔ پرتاپ سنگھ نے کلوڑ
جا کر سنتا سنگھ اور اس کے بھائی ہربھجن سنگھ کو
اکسا کر بندگورہ کاموں کے لئے یہ کہکر تیار کیا کہ دیکھو پنتھ
پر کس قدر ظلم ہو رہا ہے۔ پٹیالہ لڑائی دیا کشن نے قوم کا
بیڑہ غرق کر دیا ہے اور گوردیال سنگھ نابھہ قوم کو نقصان
پہنچا رہا ہے۔ ہم سنگھ ہیں۔ مرنا تو سب نے ہے۔ آؤ نیکی اور
ثواب حاصل کر لیں اور مل مل کر ان ظالموں کا خاتمہ کر دیں

اس کام میں ڈاکٹر بخشش سنگھ میرے ساتھ شامل ہے
وُہ بم دینے کو تیار ہے۔ پرتاپ سنگھ کی اس اُکساہٹ اور
ترغیب سے سنتا سنگھ اور اُس کا بھائی رضامند ہوگئے
اور انہوں نے کہا کہ اس سے بہتر اور کون کام ہے۔
پرتاپ سنگھ اور سنتا سنگھ نے صلاح و مشورہ کرکے
مستری گوپال سنگھ کی معرفت سندوق حاصل کی۔ اسی طرح
اور مصالحہ بھی حاصل کرکے سنتا سنگھ کے مکان میں
رکھدیا۔ چوتھے پانچویں روز پرتاپ سنگھ پھر بجلا سنگھ
کے پاس آیا اور اُس نے بھائی جگت سنگھ سے ٹیلیفون
کے ذریعہ پٹیالہ سے دیوان جیون لعل اور بھائی رام سنگھ کو
بلایا۔ وُہ دونوں دوسرے روز صبح ہی موٹر میں سوار
ہوکر آگئے اور جھٹ کوٹھی کے بالائی کمرہ میں پرتاپ سنگھ
کو بجلا سنگھ کی موجودگی میں بلا کر تسلی دی اور اس کی
حوصلہ افزائی کی کہ بھائی یہ مہاراجہ کا کام ہے اسے بوجوہ
احسن سرانجام دے۔ تجھے بہت فائدہ ہوگا۔ پرتاپ سنگھ نے
کہا کہ میں تو ہر وقت حاضر ہوں۔ اس پر پرتاپ سنگھ کو
سمجھایا گیا کہ بجلا سنگھ کی منشا کے مطابق تمام کام
سرانجام دینا۔ یہ فیصلہ بھی وہاں ہی ہوا کہ مورخہ ۹ مارچ
والے روز اس مقدمہ کو برآمد کرلیا جاوے اور اس سے

قبل پٹیالہ سی۔ آئی۔ ڈی۔ کے دو آدمی پہنچکر تمام راستہ کو اچھی طرح دیکھکر پوری نقل کر لیں۔

بھائی رام سنگھ اور پنڈت جیون لعل واپس پٹیالہ چلے گئے۔ بعد میں بجلا سنگھ نے نیلے کپڑے میں ایک بم باندھ کر پرتاپ سنگھ کو دیدیا۔ پرتاپ سنگھ اسے لیکر کلوڑ آ گیا اور وہ بھی سنتا سنگھ کے گھر رکھدیا۔ مورخہ ۹ ہاڑ والے روز فیصلہ شدہ پروگرام کے مطابق پٹیالہ سی۔ آئی۔ ڈی۔ نے کلوڑ پہنچکر عین کام کی تیاری کی اثنا اس کے وقت پرتاپ سنگھ۔ سنتا سنگھ اور ہر بھجن سنگھ وغیرہ کو گرفتار کر لیا۔ تلاشی ہونے پر سنتا سنگھ کے گھر سے بم۔ بندوقیں نیزے وغیرہ برآمد ہوئے۔ پرتاپ سنگھ۔ سنتا سنگھ۔ ہر بھجن سنگھ اور پریتم سنگھ کو گرفتار کر کے پولیس پٹیالہ پہنچا دیا۔ تفتیش میں پریتم سنگھ کو رہا کر دیا۔ اور ہر بھجن سنگھ اور سنتا سنگھ کو کار خاص کی حوالات میں دے دیا۔ پرتاپ سنگھ کی رہائش ایک کوٹھی میں کرادی۔ کھلا خرچ مقرر کیا گیا تا ایک باورچی مقرر کر دیا۔ اس مقدمہ میں پرتاپ سنگھ کو وعدہ معاف گواہ بنایا گیا۔ بھائی رام سنگھ نے پرتاپ سنگھ کو یہ بیان دینے کے لئے تیار کیا کہ ہم نے یہ سازش کرنل منچن پولیٹیکل ایجنٹ دیوان دیا کشن کول سردار سندر سنگھ مجیٹھیہ

اور گوردیال سنگھ نابھہ کو قتل کرنے کے لئے تیار کی تھی۔
کیونکہ یہ تمام پنتھ اور مہاراجہ نابھہ کے جانی دشمن
ہیں اور ہمیں پنتھ اور نابھہ سے ہمدردی تھی۔ بھائی رام سنگھ
نے پرتاپ سنگھ کو یہ بیان دینے کے لئے تیار کرنے کے وقت
یہ کہا تھا کہ میں یہ بات تمہیں مہاراجہ کے حکم کے مطابق
کہہ رہا ہوں۔ مقدمہ کا چالان ہو گیا۔ پہلے مجسٹریٹ کی
عدالت میں پیش ہوا۔ اُس نے سشن سپرد کر دیا۔ سشن جج
نے سنتا سنگھ اور ہربچن سنگھ کو سات سات سال
کی سزائے قید دیدی۔ ڈاکٹر بخشیش سنگھ زیر دفعہ ۵۱۲
اشتہاری مفرور قرار دیکر اس کی گرفتاری کے لئے حکومت
پنجاب سے منظوری حاصل کر لی اور اس کی گرفتاری کے
لئے آدمی مقرر کر دئیے۔

پرتاپ سنگھ کی رہائش کیلئے پٹیالہ میں مکان کرایہ
پر لے دیا اور پچاس روپیہ ماہوار خرچ مقرر کر دیا۔ ایک
مربعہ زمین کا حکم دے دیا۔ اور ساتھ ہی کچھ نقد رقم
دینے کے لئے کہا گیا۔ مبلغ پچاس روپے ماہوار اور کرایہ
مکان مہاراجہ صاحب کے جیب خرچ میں سے بھائی رام سنگھ
کے ذریعہ ملتا رہا*

مہاراجہ نے اپنی وِلّی ہرنام کور جھیوری کے ذریعہ منی ماجرہ سے ہرمیل کور اور جسمیر کور کو پٹیالہ میں منگوایا۔ یہ دو نوجاگیرداروں کی نوجوان کنواری لڑکیاں تھیں۔ ان کے والدین بھی ان کے ہمراہ پٹیالہ آئے تھے اور وہاں ایک رشتہ دار کے ہاں ٹھہرے تھے۔ مہاراجہ کی خاص بگھی وہاں سے انہیں لانے کے لئے ہر روز شام کو پہنچتی تھی اور وہ کئی روز متواتر شام کو مہندر کوٹھی میں پہنچتی رہیں ان کے ساتھ ہرمیل کور کا والد الیشر سنگھ اور جسمیر کور کا بھائی گور بچن سنگھ جایا کرتے تھے۔ ایک روز رات کے وقت جب کہ مہاراجہ نے ملاقات کا وقت مقرر کیا ہوا تھا۔ اس روز اور بھی کئی عورتیں اسی سلسلہ میں مہندر کوٹھی میں آئی ہوئی تھیں۔ مہاراجہ کے آنے پر باقی تمام عورتوں نے متھا ٹیکا اور ہرمیل کور نے فتح بلائی۔ مہاراجہ نے ہرمیل کور سے دریافت کیا کہ تو نے مجھے متھا نہیں ٹیکا اور تو کرپان پہن کر یہاں کیوں آئی ہے۔ ہرمیل کور نے کہا ہم سکھوں کی لڑکیاں ہیں اور سکھوں کو فتح ہی بلانی چاہیئے۔ اسی طرح یہ سوال جسمیر کور پر بھی کیا۔ وہ مہاراجہ کو دیکھکر خوفزدہ ہو گئی اور لرزنے لگی مہاراجہ نے ہرمیل کور کو یہ یقین دلا کر کہ میں نے تجھے شادی کے لئے بلایا ہے واپس بھیجدیا اور ہرنام کور کو کہا کہ کل موتی باغ لے کر آنا۔ ہرنام کور مہاراجہ کی بگھی لے کر دوسرے روز

علاقہ کی ہے سو تم اسے سمجھاؤ کہ یہ بیان دے کہ میری بے عزتی
مہاراجہ صاحب نے نہیں کی بلکہ سردار کشن سنگھ سردار
ڈیوڑھی نے دھوکہ سے کی۔ ہرمیل کور کو اس مطلب کے لئے
تین صد روپیہ کی رقم دینے کے لئے مہاراجہ نے بھائی رام سنگھ
کو دے دی اور اس کے بھائی کو اعلےٰ ملازمت دینے کا
وعدہ کیا۔ بھائی رام سنگھ نے جاکر تین صد روپیہ دیا
وہاں اس کی خاطر تواضع کا پہلے ہی اچھا انتظام تھا۔ اس کے
بھائی کو ملازمت مل جانے کی بات بتلائی اور پھر مہاراجہ کی
منشا ظاہر کر کے تمام بات ہرمیل کور اور اس کے والد اور
اس کے بھائی کو سمجھا دی۔ وہ مان گئی اور
اس نے مہاراجہ کی منشا کے مطابق اپنا
بیان مہاراجہ دیوان دیا کشن کول اور لیاقت حیات
خان کے سامنے دیا۔ مہاراجہ نے اسی وقت کشن سنگھ کی
گرفتاری اور ضبطی جائیداد کا حکم دیا اور کشن سنگھ کو جیل
میں ٹھونس دیا گیا۔ سی۔ آئی۔ ڈی نے باقاعدہ مقدمہ بنا
کر ہرمیل کور اس کے والد اور بھائی سے بیان لے کر کشن سنگھ
کو سزا دے دی۔ ہرمیل کور کو اب تک ۵۰ روپے ماہوار
مل رہے ہیں۔ اور ایک بدمعاش اور بدکار تھانیدار کے گھر
انند کارج کے بغیر رہتی ہے اور مزے اڑا رہی ہے اور اس

اثناء میں دو لڑکیاں بھی اسکے گھر پیدا ہوئی ہیں +

جب دیوان دیاکشن لمبی رخصت پر پٹیالہ سے چلا آیا تو مہاراجہ نے سردار امریک سنگھ سردار ڈیوڑھی کو بذریعہ موٹر سنور بھیجکر بھائی رام سنگھ کو بلوایا اور موتی باغ کے اپنے خاص کمرے میں بھائی رام سنگھ کو کہا کہ دیوان دیاکشن رخصت پر جارہا ہے شاید پھر واپس نہ آئے۔ آپ نے اس بات کا کوئی خیال نہ کرنا۔ آپ نے میرا کام کیا ہے اور میں نے ہی اس کا معاوضہ دینا ہے۔ آپ مطمئن ہو کر یقین سے بیٹھے رہیئے۔ میں راج گدی کی قسم کھا کر اقرار کرتا ہوں کہ میری موجودگی میں آپ کے ساتھ کوئی برائی نہیں ہوگی۔ آپ جاکر تمام آدمیوں کو یقین دلا دو۔ تمہارا مبلغ پانچصد روپیہ ماہوار خرچ خوراک اور ماہواری الاؤنس جو سب کا مقرر ہے بدستور میری جیب خاص سے ملتا رہے گا۔ اس کے متعلق میں نے سردار ڈیوڑھی کو حکم دے دیا ہے +

جو کام میں نے آپ سے کرائے ہیں ان کے متعلق کوئی بات ذرہ بھر بھی باہر نہیں نکلنی چاہیئے۔ میں تمام سنگھوں کو نہری اراضیات دیئے جانے کا حکم جاری کردوں گا اور جو اقرار تمہارے ساتھ کئے گئے ہیں سب پورے کرونگا +

بھائی رام سنگھ نے آکر سب کی تسلی کرادی اور سارے ہی بدستور بیٹھے رہے۔ خرچ خوراک اور ماہواری الاؤنس

برابر ملتا رہا۔ دو تین دفعہ مہاراجہ اور سردار حضورا سنگھ ڈھلوں نے بھائی رام سنگھ کو دو تین ضروری کام خود کرنے اور اُن آدمیوں سے کروانے کے لئے کہا مگر بھائی رام سنگھ کی طرف سے یہی جواب دیا جاتا رہا کہ جب تک تمام آدمیوں کو عمدہ بنری اراضیات دے کر پچھلے کئے ہوئے تمام اقرار پورے نہیں کئے جاتے تب تک کوئی شخص کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔

آخر ۲۱ مارچ ۱۹۲۷ء کو تمام آدمی اراضیات دینے کا بہانہ کرکے گھروں سے بلائے گئے اور مندرجہ ذیل اشخاص کو گرفتار کرکے کارِ خاص میں محبوس کر دیا گیا:۔

(۱) بھائی رام سنگھ دھاروالیہ
(۲) بابو جمیل سنگھ چک وانا ضلع جالندھر
(۳) بھائی جگت سنگھ آکلیانہ ضلع ہوشیارپور
(۴) ہربنس سنگھ
(۵) ہرنام سنگھ گھڑے ضلع لودہانہ
(۶) مہر سنگھ سلانہ (نابھہ)
(۷) پرتاپ سنگھ گھلوٹی (نابھہ)

ان سب کو چودہ ماہ کارِ خاص حراست میں رکھا اور ۱۹ مئی ۱۹۲۸ء کو یہ کہکر رہا کر دیا کہ مہاراجہ نے تمہیں معاف

کر دیا ہے۔ تمہارے مقدمات واپس لئے جاتے ہیں۔ رہائی سے
ایک دو دن پیشتر حضورا سنگھ ڈھلوں نے بھائی رام سنگھ
کو اپنے بنگلہ پر بلا کر مہاراج کا یہ حکم سنایا کہ تمہیں رہا کیا
جاتا ہے۔ تمہارے مقدمات واپس لئے جاتے ہیں۔ ۱۴ بیگھہ
ہزی زمین بھائی رام سنگھ کو اور ۱۸ بیگھہ فی کس باقی تمام
اشخاص کو پندرہ ایام کے اندر اندر دے دی جائے گی۔ پختہ
رہائشی مکانات تعمیر کرانے کے لئے نقد روپیہ دیا جائے گا۔
کچھ نقد رقم اور بھی عطا کرنے کے لئے مہاراج منظور فرماتے
ہیں جو پچھلی تمام ایام جیل کی تنخواہوں اور الاؤنس کے
مساوی ہوگی۔ بھائی رام سنگھ کو مبلغ پچاس روپیہ اور
تیس روپیہ ماہوار دیگر اشخاص کو بدستور جاری رہے گا اور
مہاراجہ کی تشریف آوری پر اور بھی زائد کر دیا جائے گا۔
مہاراج ولایت سے واپس آکر خود بھائی رام سنگھ کو ملینگے
جب تک اراضیات اور رہائش کا فیصلہ نہ ہو تب تک پٹیالہ
میں رہائش کے لئے سرکاری مکان دیا جائیگا +

۱۹ مئی کو اس حکم کے مطابق کارخاص میں ایک اقرارنامہ
لکھوا کر کہ ہم ریاست کے خیرخواہ رہیں گے۔ مجسٹریٹ کے روبرو
پیش کر کے رہا کر دیا گیا اور ہوڑیاں والے محلہ میں پہلے سردار
ہری سنگھ انسپکٹر آف سکولز کا مکان اور پھر لالہ دیالی رام

کے مکان کے متصل ایک مکان سرکاری کرایہ پر لے کر
رہائش کے لئے دیا گیا۔ یہ رہا شدہ سنگھ چار پانچ ماہ
تک پٹیالہ رہے۔ جب اس وقت بھی ان کو اپنی نسبت پٹیالوی
افسروں کی ٹیڑھی و نظر بد محسوس ہوئی اور ایک دو پٹیالوی
افسروں کی طرف سے اپنے خلاف شرارت اور بے ایمانی
کا وہی سلسلہ بیشتر کی طرح جاری دیکھا تو وہ ڈر کر اور
خوفزدہ ہو کر ہمیشہ کے لئے پٹیالہ کو خیرباد کہتے ہوئے اپنے
اپنے گھروں کو چلے آئے ۔

مہاراجہ پٹیالہ نے سردار امر سنگھ رڑکی والے کی عورت کیسے چھین لی!

مہاراجہ پٹیالہ کی سیاہ کرتوتیں دن بدن طشت ازبام ہو رہی ہیں جیسا کہ ایک اور داستانِ ظلم جو کہ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوئی ہے قارئین کرام کی واقفیت کے لئے شائع کی جاتی ہے چونکہ یہ واقعہ ۱۷ سال سے لگاتار اب تک چلا آتا ہے۔ اس لئے کافی طویل ہے۔

ایک سجن سردار امر سنگھ جی بدھ سنگھ والی رڑکی ریاست پٹیالہ کے باشندے ہیں۔ ان کا انند کاج ماہ پھاگن ۱۹۶۵ سمت میں بی بی امر کور جی سپتری سردار ہر سوک سنگھ گلی میراثیاں شہر پٹیالہ سے ہوا۔ بی بی امر کور کی والدہ کا نام جیمبر کور تھا۔ سردار امر سنگھ جی کے انند کاج کے وقت امر کور کی عمر قریباً پندرہ برس کی تھی۔

ملک کے رواج کے مطابق ماہ اساڑھ ۱۹۶۶ سمت میں سردار امر سنگھ جی اپنی استری کا مکلاوہ لائے۔ بی بی امر کور ایک

دو ہفتہ کے قریب اپنے سسرال میں رہ کر پھر اپنے میکے چلی آئی۔ مکلاوہ کے دو تین ماہ بعد پھر امرکور کو اس کے سسرال میں لایا گیا۔ اس وقت بی بی امرکور کی عمر ۱۲ سال کے قریب تھی۔ اس دفعہ امرکور ایک ماہ سسرال میں رہی اور پھر اپنے میکے چلی آئی۔

یہ سردار امر سنگھ جی کی دوسری شادی تھی۔ ان کی پہلی شادی موضع جرڈوت ضلع انبالہ میں ہوئی تھی۔ پہلی سنگھنی کے بے اولاد ہونے اور مرجانے کی صورت میں یہ دوسری شادی کی تھی۔

بی بی امرکور کی ایک اور بہن بی بی جیون کور عرف گوردتو تھی جس کی شادی سردار نہتا سنگھ لبوبیدار ٹھیکریوالہ (پٹیالہ) سے ہوئی ہوئی تھی۔ لیکن بچپن میں ہی بیوہ ہوگئی تھی اس لئے سردار امر سنگھ جی نے اس بی بی سے بھی رشتہ داروں کی مرضی اور رضا کے مطابق انند کارج کر لیا تھا۔ مگر یہ انند کارج بی بی امرکور کے زبردستی مہاراجہ کے محل سرائے میں لے جانے کے بعد ہوا تھا۔ بی بی امرکور کے مہاراجہ کے محل میں زبردستی لیجانے کی کہانی حسب ذیل ہے:۔

مہاراجہ پٹیالہ نے اپنی ہوس شہوت رانی کو پورا کرنے کے لئے ایک ایسا گورکھ دھندا بنا رکھا ہوا ہے جس کا علم سردار

امر سنگھ کو اس وقت ہوا جبکہ وہ اس کا شکار ہو چکا تھا۔ مہاراجہ نے کچھ بدمعاش اور دلالہ عورتیں نام نہاد خادماؤں کی حیثیت میں اپنے محل سرا میں رکھی ہوئی ہیں جن کا کام محض یہ ہوتا ہے کہ وہ علاقہ پٹیالہ میں خوبصورت عورتوں کا سراغ لگا کر اس کا پتہ مہاراجہ کو دیتی ہیں اور پھر مہاراجہ کی مرضی کے مطابق ان عورتوں کو محل سرا میں لانے کا انتظام کرتی ہیں۔

سردار امر سنگھ کی عورت کو آنند کارج کے بعد مسمات ہر نام کور سپتنی سردار کشن سنگھ نے کئی بار دیکھا تھا۔ یہ ہر نام کور سردار امر سنگھ کی ہمسایہ عورت تھی۔ یہ امر کور کی خوبصورتی اور حسن شباب دیکھکر رہ نہ سکی اور اپنا فرض ادا کرنے کے لئے اپنی عادت کے مطابق مہاراجہ پٹیالہ کے محل سرا میں گئی اور اس کا ذکر مہاراجہ سے کیا۔ ہر نام کور اپنی رہائش خاص محلوں میں رکھتی تھی۔

مہاراجہ بھوپندر سنگھ امر کور کی خوبصورتی کی تعریف و توصیف سنکر رہ نہ سکا اور ہر نام کور کو حکم دیا کہ وہ امر کور کو لائے۔ ان ایام میں امر کور اپنے میکے گلی میراثیاں شہر پٹیالہ میں رہتی تھی۔

ایک روز ہر نام کور میلہ تیجاں جو کہ ماہ بھادوں سمت ۱۹۶۷ میں ہوا تھا امر کور کو دکھلانے کے لئے موتی باغ لے گئی۔ موتی باغ میں میلہ تیجاں خاص طور پر رونق سے ہوتا ہے۔

اکثر آدمی ایسے موقعہ پر قلعہ کے اندر یا موتی باغ میں اپنی عورتوں یا بیٹیوں کو بھیجکر اسے باعث فخر سمجھتے ہیں۔ مگر کچھ سادہ مزاج عورتیں بھی دوسری عورتوں کی ترغیب و تحریص سے اندر چلی جاتی ہیں۔

الغرض امر کور کو جس کی عمر اس وقت ۱۶ یا ۱۷ سال کی تھی ہر نام کور باتوں باتوں میں میلہ دکھانے کے لیئے موتی باغ لے گئی۔

شام کو میلہ کے ختم ہونے کے بعد امر کور کو زنانہ شاہی کوٹھی موتی باغ میں داخل کر دیا گیا اس کی وجہ سردار امر سنگھ کو معلوم نہیں ہو سکی۔

چند روز بعد سردار امر سنگھ جی اپنے سسرال میں گئے اور اپنی ساس کو کہا کہ امر کور کو میرے ساتھ بھیجدو۔ اس پر ان کی ساس جسمیر کور نے کہا کہ امر کور میلہ تیجاں دیکھنے کے لئے موتی باغ گئی تھی مگر مہاراجہ نے اُسے شاہی محلوں میں نوکر رکھ لیا ہے اور اس سلسلہ میں مہاراجہ نے اس کو خود کہا ہے کہ امر کور کو چند روز بعد میں واپس بھیجدیا جاوے گا۔ یہ سنکر سردار امر سنگھ جی نے اپنی ساس کو بتلایا کہ گھر کا کام کاج خراب ہو رہا ہے اسلیئے امر کور کو محلوں سے بلا کر میرے ساتھ بھیجدو۔ مگر جسمیر کور نے اس کو واپس جانے کا مشورہ دیا اور یقین دلایا کہ چند روز

بعد امر کور کو واپس منگوا لوں گی۔ آخر کار سردار امر سنگھ جی واپس
چلے گئے۔

اس کے بعد دو چار ہفتوں کے اندر اندر سردار امر سنگھ جی
تین چار بار اپنے سسرال میں آئے اور امر کور کو منگوانے کے لئے
کہتے رہے لیکن سب بیسود۔ تین چار بار خالی واپس جانے کے باعث
سردار امر سنگھ کو یقین ہو گیا کہ دال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے
اور مہاراجہ نے جمیر کور سے امر کور کے لئے کچھ سانباز کر لی ہے۔
جس کے باعث جمیر کور اسے ٹال مٹول کر کے دھوکہ دے رہی ہے۔

کامیابی کی کوئی صورت نہ دیکھکر سردار امر سنگھ جی نے ماہ
اسوج یا کاتک سنہ ۱۹۸۷ میں پٹیالہ کے ایک عرضی نویس (لالہ
بانکے رائے) سے درخواست لکھوا کر ڈاکخانہ کی معرفت رجسٹرڈ بھیجی

درخواست کا مضمون یہ تھا:-

کہ میری سنگھنی بی بی امر کور میلہ تیجاں دیکھنے کے لئے محلوں میں
گئی تھی مگر اب تک واپس نہیں آئی - براہ نوازش امر کور کو
باہر بھیجدیا جاوے کیونکہ میرے گھر کا کام کاج خراب ہو رہا ہے۔

مگر وہاں کون سنتا تھا۔ مہاراجہ صاحب تو اپنے آپ کو شہوت
اور خواہش نفسانی کا بندہ و غلام بنا چکے تھے اور ہمیشہ مست ہی
رہتے تھے اور ہمیشہ ------ کے خواب دیکھتے رہتے تھے۔ نہ تو اس درخواست
پر عمل ہوا اور نہ کوئی جواب دیا گیا۔ سردار امر سنگھ تین ماہ تک

درخواستیں ہی دیتے رہے - مگر تمام درخواستیں ردّی کی ٹوکری میں پھینکی گئیں -

انہی دنوں میں مہاراجہ پٹیالہ جو کہ ہندہ ہوا د ہوس ہے ولایت کو چلا گیا اور سردار امر سنگھ جی بچارے منہ دیکھتے رہ گئے -

مہاراجہ صاحب پٹیالہ پورے چھ ماہ بعد ولایت سے واپس آئے - واپسی پر سردار امر سنگھ جی نے پھر دو تین درخواستیں گذرانیں اس دفعہ سردار امریک سنگھ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اپنے ایک آدمی کی معرفت سردار امر سنگھ کو اپنے مکان پر بلایا اور کہا کہ کیا تم نے کچھ درخواستیں اپنی سنگھنی کے متعلق مہاراجہ کے پاس بھیجی ہیں - سردار امر سنگھ نے اس کے دریافت کرنے پر تمام قصہ از اوّل تا آخر سنا دیا -

اس وقت یہ تمام بات چیت سردار ارجن سنگھ مجسٹریٹ خانہ والہ (جو کہ مہاراجہ کا ملوں ہے) کی موجودگی میں ہوئی - ان دونوں نے سردار امر سنگھ سے کہا کہ وہ اپنی سنگھنی امر کور کو بے دعوے لکھدے اور خود اس کے عوض میں ریاست میں ملازمت کرلے اور اگر وہ اسی طرح کرے گا تو اُسے ریاست کی طرف سے بہت زیادہ مالی اور جانی نقصان پہنچیگا - مگر سردار امر سنگھ نے ان کی ان باتوں کی ذرا بھر پروا نہ کی -

امریک سنگھ اور ارجن سنگھ کی باتوں نے سردار امر سنگھ جی

کو یہ پختہ یقین دلا دیا کہ ایک تو مہاراجہ اب امر کور کو کبھی بھی واپس نہ کریگا۔ دوم اسے اپنی جان اور مال کے نقصان کا بھی پورا پورا خوف و خطر ہے۔ جب ریاست کی طرف سے اسے کوئی توقع نہ رہی تو سردار امر سنگھ جی نے ایک درخواست پولیٹیکل ایجنٹ ریاست پھولکیاں کی خدمت میں ارسال کی کہ ایجنٹ صاحب اس سلسلہ میں مہاراجہ سے دوستانہ طریق سے پرائیویٹ طور پر دریافت کریں تاکہ اس درخواست کے متعلق مہاراجہ پٹیالہ کو علم نہ ہو۔ اگر مہاراجہ کو علم ہوا تو وہ ضرور ہی سردار امر سنگھ جی کو ہلاک کرنے کی کوشش کریگا۔

کچھ تھوڑا عرصہ بعد ایجنٹ صاحب نے مہاراجہ سے دریافت کرکے سردار امر سنگھ کو جواب دیا کہ امر کور محلوں میں مہارانی کے پاس ملازم ہے اور چائیل پہاڑ سے واپسی کے بعد امر کور کو واپس بھیج دیا جائے گا۔ اس جواب سے سردار امر سنگھ جی کو قدرے تسلی ہوئی۔

موسم گرما گذر گیا اور مہاراجہ کو چائیل سے واپس آئے ہوئے ایک ماہ سے زائد عرصہ ہو گیا۔ مگر امر کور کی واپسی کا کوئی پتہ اور سراغ نہ لگا۔ ناامید ہو کر سردار امر سنگھ نے پھر ایجنٹ کو لکھا کہ مہاراجہ صاحب چائیل سے واپس آ گیا ہے۔ مگر ابھی تک اس نے میری منگنی واپس نہیں بھیجی۔ سردار امر سنگھ نے ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ امر کور ملازم نہیں اور نہ ہی مجھے

اس بات کی خواہش ہے کہ میری سنگھنی ملازمت کرے کیونکہ میں خاص دولتمند ہوں اور واہگورو کی مہربانی ہے اور مہاراجہ نے سراسر جھوٹ جواب ہی دیا ہے کہ امرکور ملازم ہے - دراصل مہاراجہ نے امرکور کو اپنی ہوس رانی کے لئے رکھ لیا ہے اور اگر کبھی امرکور واپس آگئی تو سب باتیں ازخود ظاہر ہو جائیں گی - مگر سردار امرسنگھ نے خاص التجا کی کہ یہ سب درخواست خفیہ رکھی جائے +

اس درخواست کے کچھ عرصہ بعد پھر پولیٹیکل ایجنٹ نے جواب دیا کہ میں نے مہاراجہ سے دریافت کیا ہے - جس کے جواب میں مہاراجہ نے بتلایا ہے کہ امرکور کو انہوں نے خود اندر نہیں رکھا بلکہ اسے اس کے خاوند اور والدہ کی صلاح سے رکھا ہوا ہے اور اب امرکور کو اس کی والدہ جمیر کور کے پاس پہنچا دیا گیا ہے -

سردار کرتار سنگھ مجسٹریٹ نے جو کہ مہاراجہ کا رشتہ دار ہے سردار امرسنگھ کو اپنے ایک ملازم فتے کی معرفت بلا کر کہا کہ تم اپنی عورت کو بے دعوے لکھدو تو مہاراجہ کی طرف سے امرکور کے عوض میں تیس ہزار روپے دیئے جائینگے - سردار امرسنگھ جی نے ان کو جواب میں کہا کہ جس قسم کی آپ تحریر چاہتے ہیں وہ مجھے لکھدو تا کہ اس کی نقل کے مطابق میں لکھ سکوں - سردار امرسنگھ کا اصلی مطلب یہ تھا کہ میرے پاس ان کی تحریر آجائے اور ہو سکتا ہے کہ کسی وقت یہ تحریر کام دے +

سردار امر سنگھ کے یہ کہنے کی دیر ہی تھی کہ کرتار سنگھ نے اُسی وقت ایک ملازم سے بے دعوے کا مسودہ تیار کروا کر ان کے حوالے کر دیا۔

سردار امر سنگھ جی یہ مسودہ لیکر باہر نکلے ہی تھے کہ پھر کرتار سنگھ نے اپنے نوکر کی معرفت ان کو واپس بلا لیا۔ معلوم نہیں کہ ان کے دل میں کیا آئی۔ سردار امر سنگھ کے اندر آتے ہی کرتار سنگھ نے اس مسودہ کو دیکھنے کے بہانہ سے لیکر پھاڑ دیا اور کہا کہ وہ اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں دیتے۔

چور کے دل میں ہمیشہ خدشہ اور خطرہ ہی رہتا ہے اور ان کو کچھ پتہ نہیں لگتا۔ ابھی دو دن ہی گذرے تھے کہ پھر امریک سنگھ نے سردار امر سنگھ کو اپنے مکان پر ایک ملازم کی معرفت بلایا۔ شروع میں تو چکنی چپڑی باتیں کرکے وقت گذارا۔ لیکن جب اُس نے اپنا مطلب حاصل ہوتا نہ دیکھا تو آخر کار اپنے پولیس والے طریقے اختیار کرکے دھمکیاں دینے لگا اور کہا کہ عورت تو جوتی کے درجہ کی ہوتی ہے۔ مہاراجہ امر کور پر عاشق ہو چکا ہے اور امر کور نے بھی مہاراجہ کے دل کو جیت لیا ہے۔ اسلئے تمہیں یہ غلطی نہیں کرنی چاہیئے اور مہاراجہ سے ۳ ہزار روپیہ اور اعلیٰ ملازمت حاصل کرکے دوسری شادی کر لینی چاہیئے اور اگر تم اسی طرح کرو گے تو مہاراجہ صاحب بہت خوش رہیں گے اور تم خود بلکہ تمہاری آئندہ نسلیں اس سے فائدہ اٹھائینگی

علاوہ ازیں اور کئی قسم کی باتیں کرتا رہا اور کہا کہ اسے علم نہیں کہ بڑے بڑے اہلکار بھی مہاراجہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی سر توڑ کوششیں کرتے ہیں۔ اس شخص کو جس سے مہاراجہ خود کسی چیز کا مطالبہ کرتا ہے اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھنا چاہئے اور اسی پر بس نہیں بلکہ بڑے بڑے افسر بھی مہاراجہ کی خوشی حاصل کرنے کے لئے تن من دھن قربان کرنا باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں عورت تو کوئی چیز ہی نہیں جس کے لئے اس قدر ضد اور اصرار کیا جائے اور اگر آپ میرے کہنے کے مطابق عمل کرو گے تو ہمیشہ خوش رہ کر زندگی گذارو گے اور اگر ٹال مٹول کرو گے تو مہاراجہ قتل کرا دیں گے اور اس قتل میں مہاراجہ کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ مہاراجہ ایک بادشاہ ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔

سردار امریک سنگھ کی ان عیارانہ باتوں کو سن کر سردار انر سنگھ کو غصہ آ گیا اور غصہ کی حالت میں ہی اس نے کہا کہ اگر مہاراجہ امرکور پر فریفتہ ہو گیا ہے اور عورتیں جوتی کے برابر قدر و عزت رکھتی ہیں تو پھر اس اصول کا حرف مجھ پر ہی اطلاق نہیں ہو سکتا بلکہ ہر ایک پر ہونا چاہیئے اس لئے اس اصول کے مطابق اپنی راڑے والی مہارانی کو بھی تم برابر سمجھ کر میرے حوالہ کر دینی چاہیئے۔ گو امرکور مجھے زیادہ پیاری ہے اور مہاراجہ نے اپنی راڑے والی رانی کو چھوڑ دیا ہوا

ہے اور اگر وہ اب بھی ایسا نہ کرے اور اسے اپنی عزّت کا خیال ہو تو مجھے اس سے زیادہ اپنی عزّت عزیز ہے۔ دنیا میں زندگی محض عزّت کی ہی ہوتی ہے۔ اگر عزّت ہی نہ رہی تو دولت اور ملازمت کا کیا فائدہ مہاراجہ کی اس کرتوت نے میرے دل پر ایک کاری ضرب لگائی ہے جو ہمیشہ کے لئے مجھے یاد رہے گی۔"

ان الفاظ سے سردار امر سنگھ جی نے سردار امریک سنگھ کو صاف جواب دیا کہ میں کبھی خواب میں بھی تمہاری مرضی کے مطابق کام کرنے کو تیار اور آمادہ نہیں اور اس زندگی سے تو میں موت کو بہتر سمجھتا ہوں۔ موجودہ حالت میں نہ تو زندوں میں ہوں اور نہ مُردوں میں۔ مگر پھر بھی سردار امر سنگھ جی نے سردار امریک سنگھ جی کو گرج کر کہا کہ اگر مہاراجہ مجھے قتل کرنے کا ارادہ بھی رکھتا ہو تو ہو سکتا ہے کہ موت کے فرشتے مجھ سے پہلے اس کا روح قبض کر لیں کیونکہ وُہ بھی تو میری طرح ایک انسان ہے کوئی خدا تو نہیں ہے۔ ان صاف الفاظ نے سردار امریک سنگھ کو سخت غصّہ دلایا۔ جس پر اس نے سردار صاحب کو ڈرا دھمکا کر باہر نکال دیا۔

قتل کرنے کی سازش

مذکورہ بات چیت اور دیگر کوششوں نے مہاراجہ کو یقین دلایا کہ یہ امر سنگھ دولت یا کسی اور لالچ میں نہیں پھنسے گا۔ آخر اس

نے اپنی عادت کے مطابق سردار امر سنگھ جی کو قتل کرنے کی ایک اور سازش کی جس کے حالات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:-

پٹیالہ جیل میں کچھ بدمعاش فتا وغیرہ چوری کے جرم میں قید تھے - مہاراجہ نے کسی بات چیت کے بغیر خاموشی سے ان کو رہا کر دیا - ان بدمعاشوں کی مدد کے لیے کچھ اور قیدیوں کو بھی آمادہ کیا گیا - مہاراجہ نے ان بدمعاشوں کو سردار امر سنگھ کی معرفت ہدایت کی کہ وہ تمام مل کر سردار امر سنگھ کے مکان پر ڈاکہ ڈالیں اور اسے قتل کر دیں -

افسر دل اور خاصکر مہاراجہ کی ہدایت کے مطابق فتا بدمعاش سردار امر سنگھ کے مکان پر ڈاکہ ڈالنے اور اس کو قتل کرنے کے لئے سر توڑ کوشش کرنے میں مصروف ہو گیا - اس سازش میں فتے نے ایک اور شخص کو جس کا نام دتا گوجر تھا شامل کرنا چاہا - دتا نے فتے سے دریافت کیا کہ کیا یہ معاملہ امر سنگھ کی معرفت ہو رہا ہے یا کسی اور افسر کا بھی اس میں ہاتھ ہے - کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کل کو کوئی اور افسر قتل ہو جائیں اور پھر ہمیں گرفتار کر کے جیل میں محبوس کر دیں - فتے نے دتا کو یقین دلایا کہ افسر تو الگ رہے یہ کام خود مہاراجہ کرا رہا ہے اور تجھے ذرا فکر نہیں کرنا چاہیئے - ان باتوں سے دتا کی تسلی نہ ہوئی اور وہ گھبرا گیا اور اسے ٹال مٹول کرتا رہا - آخر اس سازش کا علم سردار امر سنگھ کو بھی

کسی نہ کسی طرح ہو گیا۔ اس بیچارے نے اپنے گھر کی تمام قیمتی اشیاء اور نقدی کسی اپنے دوست کے گھر رکھدی اور خود بھی ہوشیاری اور خبرداری سے رہنے لگا۔ ان سازشوں کے دنوں میں پھر سردار امریک سنگھ نے سردار امر سنگھ کو اپنے مکان پر بلایا۔ حاکم وقت تو عموماً بڑے ہوا کرتے ہیں اور پٹیالہ کے حاکم تو سب سے بازی لے گئے ہیں۔ جب سردار امر سنگھ وہاں پہنچے تو سردار امریک سنگھ ایک ٹانگہ پر سوار ہو کر سڑک پر ہی کھڑے تھے۔ اپنی عادت کے مطابق چکنی چپڑی باتیں کرنے لگے۔ اس وقت سردار امریک سنگھ کی حویلی کے سامنے تین چار آدمی پس پردہ بیٹھے تھے جو جھیور یا خاکروب معلوم ہوتے تھے۔ گفتگو کے دوران میں امریک سنگھ نے ان کی طرف منہ کر کے کچھ اشارہ کیا مگر سردار امر سنگھ جی نے یہ سب کچھ دیکھ لیا اور تاڑ لیا کہ دال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے۔ امریک سنگھ کی باتوں اور اشارہ نے سردار امر سنگھ کے دل میں پورا شک پیدا کر دیا اور اس لئے وہ واپس چلے گئے۔

اس کے تین چار روز بعد ایک روز سردار امر سنگھ جی اپنے گاؤں سے پٹیالہ کو پیدل آ رہے تھے۔ جب موضع سنور کے قریب پہنچے تو انہیں ایک آدمی نے نام و پتہ دریافت کر کے بتلایا کہ کچھ بدمعاش اس کے قتل کرنے کے لئے کمربستہ ہیں اور وہ ابھی ابھی میرے پاس حقہ پیتے رہے ہیں اور ابھی گئے ہیں۔ اسلئے تجھے خبردار اور ہوشیار رہنا چاہیئے۔

چونکہ سردار امر سنگھ جی کو اپنی زندگی کا سخت خطرہ محسوس ہونے لگا اسلئے انہوں نے تمام کہانی شروع سے ایجنٹ پولیٹیکل ایجنٹ کو لکھکر بھیجدی۔

ابھی دو چار روز بھی نہ گذرے تھے کہ پھر امریک سنگھ کے ملازم اجودھیا نے سردار امر سنگھ کو اس کے مکان پر جانے کا پیغام دیا۔ جس وقت سردار امر سنگھ امریک سنگھ کے مکان پر پہنچا تو سورج غروب ہو چکا تھا۔ سردار امر سنگھ امریک سنگھ کی بیٹھک کے دروازہ کے سامنے کھڑے ہی ہوئے تھے کہ جیوا سنگھ ایک پولیس والے نے بات چیت کے بہانے انہیں وہاں ہی روک لیا اور ایک اور سپاہی کی معرفت سردار حضورا سنگھ کو پیغام بھیجا۔ حضورا سنگھ اس قدر جلدی آگیا۔ گویا وہ وہاں پہلے ہی سے موجود تھا۔

حضورا سنگھ نے آتے ہی سردار امر سنگھ جی کو کہا کہ امریک سنگھ مکان پر نہیں۔ چلو ایک طرف ہو کر بات چیت کریں۔ بات چیت کرتے کرتے وہ سردار امر سنگھ جی کو سردار امریک سنگھ کے مکان کے مغرب کی طرف ایک غیر آباد مکان میں لے گئے۔ حضورا سنگھ نے تو پھر ادھر ادھر کی باتیں شروع کیں اور جیوا سنگھ سپاہی بازار کو چلا گیا جو جلدی واپس آگیا۔ جیوا سنگھ کو آتے دیکھکر حضورا سنگھ فوراً اس کی طرف دوڑا اور سردار امر سنگھ سے پوشیدہ طور پر اس سے بات چیت کی۔ پھر جیوا سنگھ نے اسکے

پاس آکر بلند آواز سے کہا سپرنٹنڈنٹ صاحب کو وہ اب جلدی ہی لے آئیگا۔ یہ کہکر حضور اسنگھ اور امر سنگھ کو وہاں کھڑا چھوڑ کر دوڑ گیا۔

جیوا سنگھ پھر جلدی ہی واپس آیا اور حضور اسنگھ سے پوشیدہ طور پر کچھ بات چیت کی۔ اس طرح دو تین بار جیوا سنگھ آتا جاتا رہا۔

اس غیر آباد مکان کے قریب ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی جس میں ایک شکستہ چارپائی پڑی ہوئی تھی۔ اس کوٹھی میں نہ کوئی دیا تھا اور نہ روشنی کا اور کوئی انتظام۔ تاریکی ہی تاریکی تھی۔ جیوا سنگھ کے کئی بار آنے جانے پر سردار امر سنگھ کو پورا پورا یقین ہو گیا کہ کوئی ناخوشگوار واقعہ ہونے والا ہے۔ وہ غریب اس کوٹھی میں ایک طرف دیوار سے تکیہ لگا کر خدا اور واہگورو کی نیرنگیاں اور عجائبات دیکھنے اور اپنی قسمت آزمائی کرنے لگا کہ دیکھیئے اب کیا وقوع میں آتا ہے۔

چونکہ سردار امر سنگھ کو ان کی چالوں سے پورا شک پیدا ہو گیا تھا اسلیئے اس نے حضور اسنگھ اور جیوا سنگھ میں جو بات چیت ہو رہی تھی اس کی طرف زیادہ توجہ دی اور سنا کہ حضور اسنگھ کہہ رہا ہے کہ امر سنگھ اب بہت عرصہ کھڑا رہنے کے باعث تنگ آکر دوڑ جانے کی کوشش میں ہے۔ ان سے دریافت کرو کہ وہ کیوں نہیں

آتے۔ جیوا سنگھ نے جواب میں کہا کہ میں نے انہیں عقبی دیوار کے پاس کھڑا ہونے کے لئے کہا لیکن اب معلوم نہیں کہ وہ کہاں چلے گئے ہیں۔ ان کو بہت تلاش کر کے آیا ہوں۔ معلوم ہی نہیں ہوتا۔ ان کی اس حرکت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ کام کرنا نہیں چاہتے۔ ڈر اور خوف کے باعث کہیں دوڑ گئے ہیں۔

جب سردار امر سنگھ نے یہ باتیں سنیں تو اس نے جان بچانے کی خاطر باہر کی طرف چھلانگ لگا دی اور بازار کی طرف دوڑا۔ راستہ میں جب سردار صاحب دوڑے جا رہے تھے تو امریک سنگھ تانگہ میں سوار آتا ہوا ملا۔ اس نے دیکھکر کہا کہ میں نے تو تمہیں بلایا تھا اور آپ سے کچھ ضروری کام تھا۔ سردار امر سنگھ نے یہ سنکر جواب دیا کہ میں ان تمہاری چالوں سے خوب واقف ہوں۔ جس کی خاطر تم نے مجھے بلایا ہے۔

اور اگر اب کچھ کہنا ہے تو بازار میں کھڑے ہو کر بات چیت کر لو۔ سردار امر سنگھ کا جواب سنکر غش غش کرنے لگا اور دل ہی دل میں دانت پیسنے لگا۔ کچھ عرصہ سوچ سوچ کر کہنے لگا کہ اگر تم میرے ساتھ چائل پہاڑ کو چلو تو میں امر کور کو واپس دلا دونگا۔ مگر سردار امر سنگھ ان باتوں میں نہ پھنسے اور کہا کہ میں اب تمہاری خفیہ چالوں سے بہت اچھی طرح واقف ہو گیا ہوں اور اسمیں شک نہیں کہ تم مجھے چائل کی پہاڑیوں میں ہلاک کرنا چاہتے ہو اسلئے اگر امر کور کو واپس کرنا ہے تو یہاں ہی واپس کرا دو۔ میں چائل کے پہاڑوں

میں جانے کے لئے تیار نہیں۔ سردار امر سنگھ نے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ آئندہ میں ملاقات کے لئے بھی کبھی نہ آؤنگا۔ ہاں اگر پولیس کی معرفت گرفتار کرا کر منگوایا گیا تو عذر بھی نہ ہوگا۔ اب آپ جایئے اور معاف کیجئے وغیرہ۔

اس جھڑپ کے بعد امر یک سنگھ نے لالہ بانکے دیال عرضی نویس (جو کہ سردار امر سنگھ کی درخواستیں لکھا کرتا تھا) کو بلا کر کہا کہ وہ امر سنگھ کو سمجھائے بجھائے کہ وہ آئندہ درخواستیں نہ بھیجا کرے۔ اس سمجھانے بجھانے کی خدمت کے لئے عرضی نویس کو مبلغ -/60 روپے ماہوار تنخواہ دی جائے گی۔ ایک روز لالہ بانکے دیال اور سردار امر سنگھ جی باہم کچھ صلاح مشورہ کر رہے تھے کہ اس وقت ایک آدمی آیا اور بانکے دیال کو کہنے لگا کہ ڈاکٹر کریم دین نے اپنے کسی رشتہ دار کی کوئی درخواست لکھوانی ہے اسلئے اُن کے مکان پر جا کر درخواست لکھ آیئے۔

لالہ بانکے دیال اس وقت سردار امر سنگھ کی موجودگی میں ڈاکٹر کے مکان کو روانہ ہوئے اور امر سنگھ واپس گھر کو چلا گیا۔ تین چار روز بعد پھر سردار امر سنگھ پٹیالہ آیا اور لالہ بانکے دیال کے پاس گیا۔ لالہ بانکے دیال کے گھر سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اسی دن جبکہ اس کو ڈاکٹر نے بلایا تھا اسکی لاش ڈاکٹر کے مکان پر جانے کے دو گھنٹہ بعد باہر لائی گئی تھی۔ اس اچانک

موت کی اصلی وجہ یا تو خدا کو معلوم ہے یا ڈاکٹر کو۔ یا لالہ جی کی رُوح کو۔ یا قارئین خود ہی سمجھ لیں +

ان دنوں کے چند روز بعد سردار امریک سنگھ کو سپرنٹنڈنٹ کے درجہ سے بڑھا کر اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل کے درجہ تک پہنچا دیا گیا۔ اب چونکہ جیل ملاقات اور دیگر طریقوں سے وُہ مایوس ہو گئے تو مہاراجہ نے پولیس کے قوانین کے پنجہ میں پھانسنے کے لئے آمادگی کا اظہار کیا۔

مہاراجہ کی ہدایات کے مطابق پولیس والوں نے اب نئی چال یہ چلی کہ سردار امر سنگھ کو کسی مقدمہ میں پھنسا کر قید کر لیا جاوے اور جیل میں اس پر تشدد کیا جاوے۔ ہو سکتا ہے کہ امر سنگھ جیل کے مصائب سے تنگ آ کر لے۔ دعویٰ لکھ دے اس کام کے لئے سردار گور بخش سنگھ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو مقرر کیا گیا ہے۔ کہ وہ امر سنگھ کے خلاف کسی تھانہ میں رپورٹ کرائیں اور پھر اسکی تلاشی لے۔ مگر تلاشی سے قبل اسکے مکان میں کسی سپاہی یا کسی اور آدمی کے ذریعہ کوئی قابل اعتراض شے رکھوائی جاوے +

گور بخش سنگھ نے ان ہدایات کے مطابق بھگوان سنگھ سب انسپکٹر کو حکم دیا۔ سردار بھگوان سنگھ نے گور بخش سنگھ کو کہا کہ مہاراجہ غلطی کر رہا ہے۔ دراصل معاملہ امر سنگھ کی سنگھنی ہے۔ اور یہ تمام معاملہ ایجنٹ تک پہنچ چکا ہے اور ضروری ہے کہ اس کا نتیجہ بُرا نکلے وغیرہ گور بخش سنگھ نے کچھ مایوس ہو کر یہ تمام حال امریک سنگھ کو

سنایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بھگوان سنگھ اور اس کے منشی کو یکلخت معطل کر دیا گیا اور اسکی جگہ پیر عطا محمد کو انسپکٹر پولیس مقرر کیا گیا مگر اُس نے بھی سردار امر سنگھ کی تلاشی سے پہلوتہی کی اس لئے اسے بھی سردار بھگوان سنگھ کی طرح معطل کیا گیا۔

سردار امر سنگھ کو بھی ہر وقت اپنی جان کا خطرہ تھا۔ اسے ہر دم موت سامنے دکھائی دیتی تھی۔ کئی پولیس والوں نے بھی اسے اس سے خبردار اور مطلع کیا تھا اور اسے ہدایت کی کہ اسے اپنی جان کے بچاؤ کے لئے کوئی طریق تلاش کرنا چاہیے۔

سردار امر سنگھ یہ سنکر فوراً دہلی گیا۔ خان صاحب محمد رؤف علی بیرسٹر کو اپنا پیروکار مقرر کر کے وائیسرائے اور پولیٹیکل ایجنٹ سے خط و کتابت جاری کی۔

اس خط و کتابت کا سلسلۂ سمت ۱۹۷ اسے سمت ۱۹۸۲ تک جاری رہا۔ اس اثناء میں سینکڑوں درخواستیں دی گئیں جو ابتک مذکورہ افسران کے دفاتر میں موجود ہیں۔

مہاراجہ کی نگاہوں میں امر سنگھ خاص طور پر کھٹکتا تھا اور اب تو سیاہ کمبل کی طرح اس سے لپٹ گیا تھا۔ اس لئے وہ شب و روز امر سنگھ کو قتل کرانے یا اسے پھنسانے کے لئے کوئی نہ کوئی تجویز سوچتا رہتا تھا۔ چنانچہ پٹیالہ پولیس کرنال کے رہنے والے ایک سپاہی کو سردار امر سنگھ کے مکان میں کوئی قابل اعتراض

ثے رکھنے کے لئے آمادہ کیا۔ اس سپاہی نے رلیا بدمعاش کو ساتھ ملایا اور چند زیورات وغیرہ لے کر موضع رڑکی میں پہنچے۔ رستہ میں اچانک سردار امر سنگھ سے ملاقات ہوئی۔ سردار امر سنگھ نے بہت عقلمندی سے کام لیا۔ انہوں نے ان بدمعاشوں کو دعوت دی اور گھر بلا کر ان کی اس قدر سیوا کی کہ ان کے دل نرم ہو گئے اور انہوں نے یہ تمام راز کہ وہ کیوں آئے ہیں افشا کر دیا اور ساتھ ہی خبردار کیا کہ اس قسم کی کوئی اور چال اس سے چلی جائے گی۔ اس لئے اسے خبردار ہو کر رہنا چاہیئے۔

سردار امر سنگھ نے یہ سنتے ہی تمام قصہ درخواست میں لکھ کر ایجنٹ صاحب کو بھیج دیا مگر اس درخواست کا علم مہاراجہ کو لگ گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ سپاہی بھی ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا۔

جس طرح چور کو ہمیشہ چوری کا ہی خیال رہتا ہے اور بلّی کو ہمیشہ چھیچھڑوں کے خواب آتے رہتے ہیں اسی طرح سازشوں کے خیالات ہی مہاراجہ کے دل میں ہمیشہ سمائے رہتے ہیں۔ جب وہ سردار امر سنگھ کے مکان میں زیورات رکھوانے کی سازش میں ناکامیاب رہا تو اس نے سردار امر سنگھ جی کے خلاف ایک نئی سازش تیار کی پٹیالہ کوتوالی میں ایک کشن گر گوسائیں بحیثیت سارجنٹ متعین تھا۔ اسے سردار امر سنگھ کی گرفتاری کے لئے مقرر کیا گیا اور بعض

اسی خاطر اسے تھانیدار بنا کر موضع بھرڈکے تھانہ میں بھیجا گیا۔ سردار امر سنگھ کا گاؤں اسی تھانہ میں واقع ہے۔ کرشن گر نے وہاں پہنچتے ہی کمر ہمّت باندھ لی اور نتھو نامی ایک آدمی کو بلا کر حکم دیا کہ وہ اگر سردار امر سنگھ کے خلاف چوری کا الزام لگا کر رپورٹ کرے تو اسے ریاست کی طرف سے تھانیداری کا عہدہ دیا جائیگا۔ اسے اچھی طرح یقین دلانے کے لئے سردار امریک سنگھ کے پیش کیا گیا جب امریک سنگھ نے بھی تائید کی تو ایک مسلمان محمد رمضان کو کہا گیا کہ وہ اگر سردار امر سنگھ کے خلاف کسی مقدمہ میں شہادت دے تو اسے ذیلدار بنا دیا جائے گا۔

سردار امر سنگھ جی اور شبو ذیلدار موضع گوڑے ماجرے کے درمیان بعض اسباب کی بنا پر مقدمہ بازی ہو چکی تھی۔ اس لئے شبو کو بلا کر گواہی دینے کے لئے کہا گیا اور ساتھ ہی یقین دلایا گیا کہ اس طریق سے وہ اپنی خصومت دشمنی کا انتقام لیگا۔

ایک اور دس نمبر کے بدمعاش بدھاوا کو بھی اسی قسم کی شہادت دینے کے لئے ترغیب دی گئی اور آمادہ کیا گیا اور اس سے اقرار کیا گیا کہ شہادت دینے کے بعد اسے وارداتوں کی سزا دی جائیگی اور پولیس ہمیشہ اس کا ساتھ دے گی۔

اس پر بھی بس نہیں کی گئی۔ دو چوکیداروں کو بلا کر کہا گیا کہ ان کی چوکیداری تب ہی رہ سکتی ہے اگر وہ سردار امر سنگھ کے

خلاف ان کی منشا کے مطابق شہادت دیں۔

ظلم اور گناہ کبھی پوشیدہ نہیں رہ سکتے۔ سازش کی یہ تمام جزیں ساتھ ہی ساتھ سردار امر سنگھ جی کو پہنچتی رہیں۔

آخر تمام سازش تیار ہو گئی اور اس پر عمل کرنے لگے۔ مذکورہ نتھو نے تھانہ بھروہیں کچھ مال کی چوری کی رپورٹ سردار گنڈا سنگھ جی صوبیدار بادشاہ پور (ماموں سردار امر سنگھ) کے خلاف کی اور تیار رکھے ہوئے گواہوں سے شہادتیں دلائی گئیں۔

ان ایام میں کشن گر نئے تھانیدار نے پھر سردار امر سنگھ کو بلا کر کہا کہ بادشاہوں سے جھگڑا کرنا یا ضد کرنا اچھا نہیں اور نہ ہی مقابلہ کیا جا سکتا ہے اس لئے اگر امر کور کو بے دعویٰ لکھدو تو اچھا ہو۔ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی بچ جائے۔ ورنہ ایسے کئی قسم کے مصائب و آلام برداشت کرنے پڑینگے ساتھ ہی کشن گر نے سردار امر سنگھ کے کچھ رشتہ داروں کو بلا کر بے دعویٰ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ سردار امر سنگھ نے پھر شیر کی طرح گرج کر جواب دیا کہ قبل ازیں اسی بات کے لئے بڑے بڑے افسر بھی اپنی پوری طاقت صرف کر چکے ہیں۔

جب نئے چوہدری کی بات نہ بنی تو آخر اپنی مرضی کے مطابق سردار امر سنگھ کو حوالات میں بند کر دیا اور ساتھ ہی اس کے مکان کی تلاشی کے لئے پولیس کو بھیجدیا۔ گھر کی بہت شدواد

چھان بین سے تلاشی لی گئی۔ لیکن جب کچھ نہ نکلا تو گاؤں سے باہر آ کر پولیس نے ایک کھیت سے کچھ کپڑے برآمد کئے جو کہ اس کی اپنی سکیم کے مطابق دبائے گئے تھے مگر عقل کے ان اندھوں کو یہ نہ معلوم ہؤا کہ اس کھیت کا مالک ہی کوئی اور شخص ہے۔

ذیلداروں سے شہادتیں دلوائی گئیں کہ سچ مچ یہ مال سردار امر سنگھ کے گھر سے ہی برآمد ہؤا ہے۔ اسی طرح ۱۸ روز تک سردار جی کو حوالات میں بند رکھا گیا۔ اس ظلم کی خبر پولیٹیکل ایجنٹ کو دینے کے لئے سردار امر سنگھ کے ایک قریبی رشتہ دار نے اسے تار دیئے۔ اسی روز قدرتی طور پر پولیٹیکل ایجنٹ پٹیالہ سے گذرا اور اس نے سٹیشن پر ہی مہاراجہ سے اس کی کرتوتوں کا ذکر کیا۔ مہاراجہ کو ایجنٹ سے اپنی کرتوت سنکر گھبراہٹ پیدا ہو گئی اور فوراً ایک گھوڑا سوار تھانہ بھرو بھیجکر تمام مسل منگوائی تاکہ اس میں کوئی غلطی نہ رہ جائے۔ سردار امر سنگھ کو تھانہ بھرو سے پٹیالہ لیجایا گیا اور ایک روز وہاں رکھکر دوسرے روز سکھندیو سنگھ کی عدالت میں پیش کر دیا گیا۔ یہ چالان کرسمس کی تعطیلات میں کیا گیا۔ چونکہ اس تمام معاملہ کی رپورٹ ایجنٹ صاحب کو پہنچ چکی تھی۔ اسلئے سردار امر سنگھ کو شبو ذیلدار کی ضمانت پر رہا کیا گیا۔

سردار امر سنگھ کے ساتھ سردار گنڈا سنگھ کو پھنسایا

گیا تھا کہ وہ ان سختیوں سے تنگ آ کر امر کور کو بے دعوے لکھدینے کے لیئے مجبور کرے۔ ان کا چالان نہیں کیا گیا تھا بلکہ ان کی تلاشی لے کر ہی انہیں دھمکایا گیا تھا۔

جب چالان کے بعد مجسٹریٹ سکھدیو سنگھ نے سردار امر سنگھ کو ضمانت پر رہا کر دیا تو اس نے خیال کیا کہ شاید سکھدیو سنگھ کو اصلیّت کا علم نہیں اسلئے بہتر ہے کہ جو کارروائی اب تک وقوع میں آئی ہے اس کی نقل لے لی جائے اور کسی بیرسٹر کے پاس بھیجکر سرکار ہند کے پاس اس کے خلاف آواز بلند کی جائے۔ اس مطلب کے لئے دوسرے روز درخواست دی گئی۔ مگر وہاں اب حالات نے کچھ اور ہی صورت اختیار کر لی تھی کیونکہ اب اُسے مہاراجہ کی طرف سے ہدایات موصول ہو چکی تھیں اور مجسٹریٹ نے مسل میں چھان بین کی اور اس میں کتر بیونت کر دی تھی۔

اب مجسٹریٹ نے نقل کے لیئے درخواست دیکھکر سردار امر سنگھ سے دریافت کیا کہ نقول لینے سے اس کا کیا مطلب ہے۔ سردار امر سنگھ نے اس کے جواب میں کہا کہ ہو سکتا ہے کہ کسی وقت یہ نقول کام آ جائیں۔ اس وقت تک بیان میں کمی بیشی ہو چکی تھی۔

درخواست کرنے سے قبل شبھو کو عدالت کی طرف سے ہدایت ہو چکی تھی کہ وہ اپنی ضمانت کی منسوخی کے لیئے درخواست دے۔ اس پر ضامن نے اسی وقت اسی مطلب کی درخواست پیش کر دی۔

جو کہ منظور ہوئی اور سردار امر سنگھ جی کو وہاں ہی جیل میں بھیجدیا گیا۔

دریافت کرنے پر عدالت نے یہ بہانہ پیش کیا کہ چونکہ ضامن خود ضمانت کی منسوخی کے لئے درخواست کرتا ہے اسلئے عدالت اُسے جیل بھیجنے کے لئے مجبور ہے۔ سردار امر سنگھ جی نے کہا کہ وہ نقد ضمانت دینے کو تیار ہے۔ مگر مجسٹریٹ نے ٹال مٹول کرتے ہوئے کہا کہ اسکے لئے بھی پولیس والوں کی تصدیق لازمی اور ضروری ہے۔ آخر سردار امر سنگھ جی نے ایک ہزار روپیہ حاضر کر دیا اور عدالت نے کوئی بہانہ نہ دیکھکر آخر کار ضمانت پر رہا کر ہی دیا۔

اپنے دشمن سردار امر سنگھ کو باہر آزاد دیکھکر مہاراجہ کو آگ لگ گئی اور فوراً غصہ میں آکر نادر شاہی حکم جاری کر دیا کہ سکھدیو سنگھ مجسٹریٹ کو استعفے کی منظوری پر موقوف کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی سردار ہرچرن سنگھ جی ادبہ کو مجسٹریٹ مقرر کیا جاتا ہے

سردار ہرچرن سنگھ کو سکھدیو سنگھ کی مثال سے سبق ملا ہوا تھا۔ اُس نے آتے ہی سردار امر سنگھ کی ضمانت منسوخ کر کے اس کو جیل خانہ بھیجدیا۔

سردار امر سنگھ کے وارثوں نے تمام رپورٹ پولیٹیکل ایجنٹ کو بذریعہ تار بھیجدی اور لکھا کہ سردار امر سنگھ جی کی زندگی خطرہ میں ہے اگر اسے جیل میں ہلاک کر دیا گیا تو اس کی ذمہ داری حکومت ہند پر ہوگی۔

ضمانت کی منسوخی کے حکم پر نگرانی کے لیئے درخواست دی گئی جو چیف کورٹ نے نامنظور کر دی۔ ایک اور نگرانی کی درخواست جوڈیشل سیکرٹری پٹیالہ کے پاس بھیجی اور یہ بھی نامنظور کی گئی ہر طرف سے نامنظوریاں اور نادر شاہی حکم دیکھکر سردار امر سنگھ جی کے پیروکار بیرسٹر نے پولیٹیکل ایجنٹ کی ایک چٹھی دکھا کر کہا کہ یہ معاملہ ان کے ہاتھ سے نکل رہا ہے اور ریاست کے لیئے یہ موقعہ ہے کہ اس کو سنبھال لے۔

لالہ چمن لال جوڈیشل سیکرٹری بیرسٹر کو ایک علیحدہ کمرہ میں لے جا کر کچھ بات چیت کرتا رہا۔ اسکے بعد جب وُہ واپس آئے تو سپاہی کو حکم دیا کہ سردار امر سنگھ کو رہا کر دیں اور ضمانت بعد میں داخل ہو جائیگی۔

ہرچرن سنگھ یہ بوالعجبی دیکھکر بہت حیران ہُوا اور سپاہی سے پوچھا کہ ہتھکڑی کس نے کھولی ہے۔ سپاہی نے بتلایا کہ یہ کارروائی جوڈیشل سیکرٹری کے حکم کے مطابق عمل میں آئی ہے مجسٹریٹ نے فوراً حکم دیا کہ سردار امر سنگھ کو جیل میں لے جاؤ۔ دُوسرے روز دیکھا جائیگا۔

دوسرے روز سردار امر سنگھ کو پھر عدالت میں پیش کیا گیا۔ سردار امر سنگھ جی پیشی کے وقت خاموش کھڑے رہے اور یہ نیا مجسٹریٹ خود بخود لکھتا رہا اور درمیان میں دوچار

بار یونہی سردار امر سنگھ کو سخت سُست کہا اور جھڑک دیا۔ کچھ عرصہ بعد سپاہی کو حکم دیا کہ اس نے عدالت کی توہین کی ہے۔ اس لئے اسے ہتھکڑی لگائی جائے۔ سردار امر سنگھ جی یہ دیکھکر حیران ہو گیا اور عدالت سے کہا کہ میں نے اُف تک نہیں کی اور عدالت کی توہین کیسے ہو گئی۔ ہرچرن سنگھ یہ سنکر غیظ و غضب میں آگیا اور حکومت کے نشہ میں مست ہو کر کہنے لگا کہ "بکو مت" سیدھے جیل کو جاؤ۔ نادر شاہی حکم صادر ہوا اور سردار جی کو جیل میں بند کر دیا گیا۔ ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ چونکہ ملزم نے عدالت کی توہین کی ہے۔ اسلئے اس کو تین سال قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دیجاتی ہے۔

سردار امر سنگھ کے وارثوں نے یہ اندھیر گردی دیکھکر تمام حالات پولیٹیکل ایجنٹ اور وائسرائے کو تحریر کر دئے۔ چند روز بعد انہیں معلوم ہوا کہ سرکار ہند مہاراج سے اس کے متعلق بازپرس کر رہی ہے۔ یہانتک کہ مہاراجہ پٹیالہ ایک بار خود بھی جاکر گول مول جواب دے آیا ہے۔ جب اس مقدمہ کی اصلیت کچھ نہ نکلی۔ تو مہاراجہ نے اسکی ذمہ واری ہرچرن سنگھ مجسٹریٹ کے سر پر ڈالکر اُسے بھی موقوف کر دیا اور سرکار ہند کو یہ لکھدیا کہ مجسٹریٹ کو اس کی غلطی کی سزا دیدی گئی ہے اور مقدمہ میں انصاف ہو گا۔

اس دفعہ سردار امر سنگھ جی دو ہفتہ تک جیل پٹیالہ کے
مہمان بنے رہے۔ ایک روز تارا چند انسپکٹر جنرل پولیس نے
آکر سردار امر سنگھ کو علحدہ بلاکر سمجھایا کہ بے دعوی لکھ دو
اور ساتھ ہی کہا کہ اس طرح انکار کرنے سے اسے کافی نقصان پہنچے گا۔
مگر سردار امر سنگھ جی اپنے ارادہ پر قایم رہے اور وہی جواب دیا
جو پہلے دیتے رہتے تھے۔

سردار امر سنگھ کے عزم صمیم اور ان کے غیورانہ ارادے سے پٹیالہ
کو فکر و تشویش ہوئی۔ ایک روز پھر جوڈیشل سکتر گورنام سنگھ وزیر
اور ہوم منسٹر نے اسکو بلا کر بہت سمجھایا کہ وہ اپنی سابقہ کارروائیوں
کی مہاراجہ سے معافی مانگے اور ساتھ ہی کہدے کہ وہ یہ سب کاروائیاں
امریک سنگھ کے کہنے کے مطابق کرتا رہا ہے کیونکہ امریک سنگھ ہی
اس کو کہتا رہا تھا کہ اُسے اس طرح درخواستیں دینے سے فایدہ ہوگا۔ اس
طریق پر عمل کرنے اور کہنے سے اسے مہاراجہ سے بہت فایدہ حاصل
ہوگا۔ اسلئے وہ اب انہیں بے دعوی لکھدے مگر سردار امر سنگھ نے
بالکل کورا جواب دیا کہ اسے بے دعوی لکھکر دینے کی کوئی ضرورت
نہیں (دراصل سردار امریک سنگھ کا کوئی قصور نہیں) یہ جواب
سنکر سردار صاحب کو پھر اُسی پرانے مہمان خانہ میں بھیجدیا گیا۔

سردار امر سنگھ کے وارثوں کو پھر ایک روز بلا کر ناظم کی عدالت
میں پیش کیا گیا۔ اس وقت سردار سنت سنگھ ناظم کے پاس عدالت

کے کمرہ میں ہی چمن لال۔ وزیر گورنام سنگھ اور ہوم منسٹر آ گئے
اور ناظم سے دریافت کیا کہ کیا سردار امر سنگھ کی نگرانی کا فیصلہ ہو
گیا ہے۔ اس پر عدالت نے جواب دیا کہ تا حال عدالت میں نگرانی
موصول ہی نہیں ہوئی۔

اسی وقت وارثوں کو نگرانی پیش کرنے کے لئے بلایا گیا۔
انہوں نے کہا کہ کوئی عرضی نویس نگرانی نہیں لکھتا۔ اس پر ناظم
سردار امر سنگھ کے رشتہ داروں کو حکم دیا کہ مہاراجہ صاحب دہلی جا رہے
ہیں اور ہم نے بھی افسروں کے ساتھ سٹیشن پہنچنا ہے۔ سردار امر سنگھ
کی رہائی کا پروانہ لکھکر سٹیشن پر بھیجدینا۔ دستخط کرکے واپس بھیج
دیا جائیگا اور نگرانی پھر داخل ہو جاویگی۔

گھر کے قوانین اور گھر کی عدالتیں چند منٹوں میں کچھ کا کچھ کر دیتی
ہیں۔ اسی وقت سردار امر سنگھ کو رہا کر دیا گیا اور نگرانی بعد میں داخل
ہوئی۔ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ گورنمنٹ ہند ان سے باز پرس کرتی
تھی۔

سردار امر سنگھ نے رہا ہوتے ہی اپنے علاقہ کے قریباً ۵ سو سر کردہ
سجنوں کے دستخطوں سے ایک درخواست پولیٹیکل ایجنٹ اور گورنمنٹ
ہند کو بھیجدی جس کا مفہوم یہ تھا کہ اگر چند روز اور سردار امر سنگھ
سے یہی سلوک ہوا تو اس کا نتیجہ سردار امر سنگھ کی ہی موت نکلیگا۔
ہر طرف سے مایوس ہو کر آخر ریاست والوں نے سردار

امر سنگھ کے وکیل کو بس میں کرنیکا طریق اختیار کیا۔

اس موقعہ پر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ توہین عدالت کے جس مقدمہ میں سردار امر سنگھ کو بری کیا گیا تھا۔ اس کے متعلق پھر کوئی عمل نہ کیا گیا اور نہ ہی سردار امر سنگھ کو اس سلسلہ میں بلایا گیا۔

ہرچرن سنگھ مجسٹریٹ کو معطل کرنے کے بعد سردار امر سنگھ کو مقدمہ دفعہ ۵۰۷ تعزیرات ہند کے ماتحت جگر کر سردار انوپ سنگھ مجسٹریٹ پٹیالہ کے پیش کیا گیا۔ اس مجسٹریٹ نے از سر نو جوہری کے مقدمہ کی مکمل صفائی اور شہادتیں لیکر سردار امر سنگھ کو ایک ماہ قید اور مبلغ ۵۰ روپیہ جرمانہ کی سزا دی اور یہ سزا محض اسلئے دی گئی تھی کہ یہ مقدمہ جھوٹا ثابت نہ ہو سکے۔ اگر سزا زیادہ ہوتی تو ضروری تھا کہ سردار امر سنگھ کے وارث اس کی اپیل کرتے اور اپیل میں تمام راز ظاہر ہو جاتے۔

جس خیال سے مجسٹریٹ نے سزا کم دی تھی آخر کار وہ بھی پورا نہ ہوا اور سردار امر سنگھ کے وارثوں نے اپیل دائر کر ہی دیا۔ ناظم نے سردار امر سنگھ کو ایک ہزار روپیہ کی ضمانت پر رہا کر دیا اور اپنی جلئے رہائش واقعہ راجپورہ میں امر سنگھ کو بلایا اور پھر پرانا قصہ شروع کرکے بے دعوے لکھکر دینے کے لئے ترغیب دی مگر سردار امر سنگھ کے نہ ماننے پر سزائے قید منسوخ کر دی اور

جرمانہ کی سزا بحال رکھی۔

سزائے قید سے بری ہوتے ہی پچھلی تمام کارگذاری کی ایک درخواست سردار امر سنگھ نے پولیٹیکل ایجنٹ کو بھیجی اور خود بھی ملاقات کے لیے گیا اور تمام قصہ ایجنٹ صاحب کو سنایا۔ ایجنٹ صاحب نے تمام کہانی سنکر جواب دیا کہ ہم بہت کچھ کر رہے ہیں اور ساتھ ہی دریافت کیا کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ تیری سنگنی کہاں کہاں رہی ہے؟ سرکار نے اپنی سی۔آئی۔ڈی کے ذریعہ بہت کچھ حالات معلوم کر لئے ہیں۔ سردار امر سنگھ نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور کہا کہ اس کے خیال میں تو وہ شاہی محلوں میں ہی ہوگی۔ مگر ایجنٹ نے کہا۔ نہیں۔ جب سے تو نے درخواستیں دینی شروع کی ہیں تب سے امر کور کو شہر سنگرور میں سردار گورنام سنگھ سریم سنگھ کی کوٹھی میں رکھا ہوا ہے۔ ازاں بعد پھر سردار گورنام سنگھ وزیر کی حویلی موضع راجواہ میں رکھا۔ اسکے بعد موضع لوہگڈھ میں اور آج کل وہ میکے میں ہے۔

سردار امر سنگھ نے حیران ہو کر کہا کہ مجھے باہر اسکے کسی اور جگہ رہنے کا علم نہیں۔ مگر یہ بالکل درست ہے کہ وہ اب اپنے میکے گھر نہیں اور اگر ایک دو روز کے لئے آئی تو کچھ کہہ نہیں سکتا۔

مگر اس موقعہ پر مکانوں کے دروازہ پر چکیں لٹکا کر یہ ظاہر کر دیا ہے کہ امر کور اندر ہے اور گھر کے اندر جانے کی اس قدر پابندی

ہے کہ ہمسائے بھی نہیں جا سکتے۔

سردار امر سنگھ نے ایجنٹ صاحب کو بتلایا کہ اُس نے ایک بھنگی کی معرفت دریافت کیا ہے۔ یہ محض فریب ہی فریب ہے + دراصل امر کور یہاں نہیں۔ ایجنٹ صاحب نے کہا کہ وہ بہت مجبور ہیں کیونکہ ان کے ہاتھوں میں کوئی ایسا قانون اور ضابطہ نہیں جس کی بنا پر وہ ایسے معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے سکیں۔

ایجنٹ صاحب کا ہیڈ کوارٹر پٹیالہ ہی میں تھا اور وقتاً فوقتاً سردار امر سنگھ بھی داد فریاد خود جا کر سناتا تھا۔ اسی طرح ایک روز جب امر سنگھ ایجنٹ صاحب کے پاس واویلا کر رہا تھا تو ہوم منسٹر بھی وہاں آ گئے۔ دنیاوی طور پر سردار امر سنگھ نے ہوم منسٹر کا ادب آداب کیا۔ اور ہوم منسٹر نے بھی نرمی سے جواب دے کر دریافت کیا کہ راضی خوشی ہو۔ جس پر سردار امر سنگھ نے کہا کہ وہ ان کی مہربانی کے ممنون ہیں۔

ایجنٹ صاحب نے یہ دیکھ کر ہوم منسٹر سے دریافت کیا کہ کیا تم بھی سردار امر سنگھ کو جانتے ہو۔

ہوم منسٹر۔ میں سردار امر سنگھ کو اچھی طرح جانتا ہوں۔

ایجنٹ صاحب۔ جب تمہیں تمام حالات کا علم ہے تو کیوں اس غریب کا فیصلہ کر کے اس کی سنگھنی اسے واپس نہیں دلواتے فیصلہ کر کے سنگھنی واپس دلا دو۔

تمام بات چیت سُن کر ہوم منسٹر نے جواب دیا کہ یہ معاملہ بہت حد تک وزیر گورنام سنگھ کے ہاتھ میں ہے۔ وہی اسے نپٹا سکتے ہیں۔ ایجنٹ نے یہ سنکر کہا۔ نہیں نہیں آپ بھی نپٹا سکتے ہیں۔ کوشش کرو اور مہاراجہ سے کہو کہ وہ کیوں اپنی بدنامی کروا رہا ہے"

ہوم منسٹر نے ایجنٹ صاحب سے یہ کام کرنے کے لئے اقرار کیا اور سردار امر سنگھ کو مکان پر حاضر ہونے کے لئے کہا۔ دوسرے دن سردار امر سنگھ جی ان کے مکان پر گئے۔ تو ہوم منسٹر نے کہا کہ سردار گورنام سنگھ وزیر سے ملو۔ کیونکہ مہاراجہ ان کے ہتھے چڑھا ہوا ہے۔ مگر سردار امر سنگھ نے گورنام سنگھ کے پاس جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہوم منسٹر کو چاہیئے کہ وہ ایجنٹ صاحب کو بتلا دیں کہ وہ اس معاملہ میں کچھ نہیں کر سکتے۔ دو تین روز کے بعد ہوم منسٹر نے ایجنٹ صاحب سے اپنی بے بسی کا اظہار کر دیا اور پھر سردار امر سنگھ بھی ایجنٹ سے ملکر تمام حالات سُنا آئے۔ جس پر ایجنٹ نے کہا کہ وہ ہس کے لئے کچھ نہ کچھ کر رہے ہیں۔

سردار امر سنگھ کے ساتھ ہر روز نئے پھول اور نئی کلیوں کی سی باتیں ہو رہی تھیں۔ دو دن بھی نہ گذرتے تھے کہ کسی نہ کسی طرف سے طلب آ جاتی تھی۔ آج صاحب کو ملے۔ پانچ سات روز ہی گذرے تھے کہ ایک کانسٹیبل نے سردار امر سنگھ جی

دبلایا کہ مہاراجہ خود انہیں یاد کرتا ہے۔ بیچارہ اس وقت کانسٹیبل مذکور کے ہمراہ روانہ ہوا۔ پٹیالہ پہنچنے پر معلوم ہوا کہ مہاراجہ سردار گورنام سنگھ وزیر کی کوٹھی پر ہے۔ سردار امرسنگھ اس کوٹھی میں پہنچے وہاں جانے پر معلوم ہوا کہ مہاراجہ کافی دیر انتظار کرنے کے بعد واپس چلا گیا ہے۔ وزیر نے کانسٹیبل کو اس دیری کی وجہ پوچھی اسکے جواب میں کانسٹیبل نے کہا کہ آنے جانے میں ہی وقت گذر گیا ہے۔ سردار امرسنگھ نے عام لوگوں سے سُنا تھا کہ مہاراجہ ٹھیک وہاں پر آیا تھا۔

سردار گورنام سنگھ نے پھر وہی قصہ چھیڑ دیا جو باقی افسران کرتے رہے تھے۔ تمام رام کہانی کا مطلب یہ تھا کہ سردار امرسنگھ مہاراجہ سے تحریری معافی مانگے اور یہ تحریر کرے کہ جو کچھ بھی وہ عرض معروض کرتا رہا ہے وہ غلطی سے ایسا کرتا رہا ہے۔ چونکہ اب غلط فہمی رفع ہو گئی ہے لہذا وہ اپنی غلطی کو تسلیم کر کے معافی کا خواستگار ہے۔ اس کے بعد روپیہ کا لالچ بھی دیا گیا کہ اس طرح کرنے سے اسے مہاراجہ کی طرف سے ہزارہا روپے مل جائینگے اور چند دنوں تک امرکور بھی واپس مل جاویگی۔ گورنام سنگھ نے سری گورو گرنتھ صاحب کا حلف اٹھا کر کہا کہ وہ امرکور کو اپنی بچی سمجھتا ہے۔ اپنی بچیوں جیسا کہ موجودہ مہارانی اور امرکور میں کوئی فرق نہیں سمجھتا۔ علاوہ بریں یہ بھی کہا اس قدر

عرصہ میں امرکور صرف ایکدن ہی اس کے گھر آئی تھی۔ اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد پھر کہا مہاراجہ کی عادت سے ہر ایک واقف ہے۔ بادشاہوں کو کوئی بھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ جو بادشاہوں کی مرضی کے خلاف چلتے ہیں وُہ ہمیشہ خوار ہوا کرتے ہیں لہٰذا اس جھگڑے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ سردار امرسنگھ نے یہ سب چاپلوسی کی باتیں خاموش سُن لیں اور آخر میں دلیرانہ ٹکہ سا جواب دیا کہ "امرسنگھ کو یہ منظور نہیں"۔

سردار امرسنگھ پھر ایجنٹ کی کوٹھی پہنچا اور غصہ میں آکر عرض کیا کہ اسے ہر روز خوار کیا جاتا ہے۔ کسی روز کوئی بلا لیتا ہے۔ کسی دن کوئی منگوا بھیجتا ہے۔ ہر ایک چودھری بن رہا ہے۔ ساتھ ہی یہ مثال دی لوگ کہتے ہیں کہ سرکار انگریزی کے راج میں شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔ مگر میرے لئے تو سرکاری راج برعکس سا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہاں روز روشن میں ایک آدمی دوسرے آدمی کو نگل جانا چاہتا ہے اور ذرا نہیں جھجکتا۔ میرا اور تو کوئی زور نہیں صبر کر لیتا ہوں۔ اور سرکار انگریزی کی طرف سے بھی کوئی اُمید نہ رکھتا ہوا اپنا صبر سرکار کے سر منڈھتا ہوں۔

ایجنٹ یہ سنکر برداشت نہ کر سکا اور غصہ میں بھر کر بولا کہ اسے اب ہی چلا جانا چاہئے۔ زیادہ بکواس کی ضرورت نہیں۔

سرکار کیا کر سکتی ہے۔ خواہ مخواہ اپنا وقت بھی ضایع کر رہے ہو اور حیران کر رہے ہو۔ جو کچھ ہو سکتا ہے۔ سرکار کر رہی ہے لہذا تیزی سے کوئی فایئدہ نہ ہوگا۔

تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ پھر سردار نانک سنگھ جی سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی (حال پٹیالہ جیل) نے ایک سپاہی بھیجکر بلایا۔ پہلے دن تو سردار امر سنگھ نہ آیا۔ مگر دوسرے دن پھر ایک سپاہی کے آنے پر وہ بیچارہ سردار نانک سنگھ جی کے پاس پہنچا۔ وہاں پتہ لگا کہ اسے مہاراجہ نے شملہ بلایا ہے۔ پر سردار امر سنگھ نے جواب دیا کہ شملہ جانے میں اسکی زندگی خطرہ میں ہے۔ مگر سردار نانک سنگھ جی کے تسلی دینے پر وہ رضامند ہوگیا ایک مسلمان ہیڈ کانسٹیبل کے ہمراہ شملہ پہنچا۔ جہاں اسے سرکاری خرچ پر ایک پنجابی ہوٹل میں ٹھہرایا گیا۔ دوسرے دن سردار امر سنگھ کو ایک کوٹھی میں لے گئے جس کے باغیچہ میں مہاراجہ اور وزیر گورنام سنگھ کھڑے تھے۔ سردار امر سنگھ کے وہاں پہنچنے پر چوبداروں کو اور دیگر عملہ کو وہاں سے ہٹا دیا گیا۔ دونوں وہ اور تیسرا سردار امر سنگھ وہاں پر رہ گئے۔ سب سے پہلے مہاراجہ نے گورنام سنگھ کو یہ پوچھنے کے لئے کہا کہ اس نے (امر سنگھ نے) مہاراجہ کو کیوں تنگ کر رکھا ہے۔ یہ سنکر سردار امر سنگھ نے خود ہی مہاراجہ کو کہا کہ میں تو آپ کی رعایا میں سے ایک غریب آدمی ہوں۔ کیا مجال

ہے کہ مہاراجہ کو تنگ کر سکوں یا مہاراجہ کے خلاف آواز بلند کرنے کا حوصلہ کروں۔ پھر مہاراجہ نے کہا کہ ابھی تک کچھ نہیں ہو رہا؟ عرضی پر سرسا کی بوچھاڑ کر رکھی ہے۔ ایک طرف سے سرکار ہند کے پولیٹکل سیکرٹری کی چٹھیاں دم نہیں لینے دیتیں۔ دوسری جانب سرکار پنجاب اور لفٹننٹ گورنر خط و کتابت کے ذریعہ جواب طلب کر رہے ہیں تیسری جانب پولیٹکل ایجنٹ نے پوچھ پاچھ شروع کر رکھی ہے۔ اسے صاف کردو کہ اصل معاملہ کیا ہے اور کیا چاہتے ہو؟ تمام معاملہ بالتفصیل بیان کرو۔

یہ تمام باتیں سُنکر سردار امر سنگھ نے جواب دیا کہ آپ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ جبکہ تمام معاملہ ہی آپ سے رہا ہے۔ امرکور تمہارے قبضہ میں ہے۔ امرکور کو واپس دیا جائے تو پھر مجھے کوئی شکایت ہی نہیں۔

یہ جواب سنکر مہاراجہ نے کہا کہ امرکور میں کونسا وصف زائد ہے۔ تیری دو چار شادیاں اور کرائی جا سکتی ہیں اسلئے اور جو کچھ چاہو مانگ لو۔ میں ہر طرح سے تجھے خوش کر سکتا ہوں۔ یونہی کیوں تکلیف دیتا ہے اور خود بھی تکلیف اٹھاتا ہے۔ اسلئے مانگ جو کچھ ضرورت ہے۔

سردار امر سنگھ نے یہ سنکر جواب دیا کہ کرتار اور آپکی مہربانی کا صدقہ۔ سب کچھ میرے پاس ہے۔ انسان صبر سے مطمئن رہتا

ہے ورنہ کسی کے دلٹے سے اس کی تسلّی نہیں ہو سکتی۔ بس میرا مطالبہ یہی ہے کہ امر کور کو میرے سپرد کر دیا جائے۔ اس طرح میرے تمام مطالبات پورے ہو جاتے ہیں اور میں آپکا اس نوازش سے ممنون رہونگا۔ میری عزّت امر کور کے واپس ملنے پر ہی رہ سکتی ہے۔

مہاراجہ یہ سنکر آپے سے باہر ہو گیا کہ کیا تو نواب زادہ ہے اور تیری اسقدر عزّت ہے؟

سردار امر سنگھ نے جواب میں کہا۔ میں کوئی نواب زادہ نہیں ہوں تو محض ایک غریب سکھ آپکی رعایا ہوں۔ مگر ہر ایک غریب اور امیر کو اپنی اپنی عزّت کا خیال ہوتا ہے اور عزّت کے خیال سے مویشیوں اور انسانوں میں تفاوت ہے۔

اس پر مہاراجہ صاحب پھر غصّہ میں آکر بولے اور دھمکی دی کہ کیا رعایا تجھہ جیسی گستاخ ہوتی ہے؟ تیرے جیسے بد دماغ رعایا کہلانے کے کبھی بھی حق دار نہیں ہوتے۔

بڑے بڑے اہلکار اور رئیس جن کے پاؤں کے نیچے ریشم ہی ریشم بچھا ہوتا ہے وہ بھی اپنی کنواری لڑکیاں پیش کر کے اپنی خدمات منظور کرا کے اپنی خوش قسمتی اور عزّت کا موجب سمجھتے ہیں۔ کیا تجھے علم نہیں کہ اپنی خدمات پیش کر کے چھوٹے سے لیکر بڑے آدمی تک ہماری خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں؟ مگر معلوم نہیں تیرے دماغ میں کیا خیال

ہے۔ اور تجھے کون سرخاب کا پر لگا ہوا ہے کہ تیری عزت آسمان تک پہنچی ہوئی ہے۔

ان باتوں کے دوران میں سردار گورنام سنگھ نے سردار امر سنگھ کو کہا کہ جو لوگ یہاں توں میں بھنگیوں کا کام کرتے ہیں۔ تو تو مہاراجہ کے سامنے ان سے بھی کم درجہ اور حیثیت کا ہے۔ مہاراجہ کا حکم کیوں نہیں مانتا۔ تو غلطی کرتا ہے۔ پچھتائے گا!

اس کا جواب سردار امر سنگھ نے تہذیب سے دیا کہ میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ میں مہاراجہ کی رعایا کا ایک سچا اور اصلی فرد ہوں اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ بھنگی تو درکنار رہا جس جگہ مہاراجہ کھڑا ہے اس مٹی جیسا بھی نہیں۔ میں بالکل گستاخی نہیں کرتا۔ اور نہ ہی میرا ارادہ ہے کہ گستاخی کی جائے۔

پھر مہاراجہ غصہ میں آکر کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ تو میرے قتل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ رعیت کے کام نہیں ہوتے اور ساتھ ہی گستاخی چھوڑ دے۔ تو تو ہمارا جانی دشمن بنا ہوا ہے۔ جو کارروائی تو نے سرکار کے پاس عرضیاں دینے والی کی ہے۔ کیا وہ گستاخی سے کم ہے؟ اس سے بڑھ کر بھی کوئی گستاخی ہو سکتی ہے؟ رعیت ہو کر ایسی کارروائیاں کر رہا ہے۔ جو کچھ تجھ سے ہو سکتا ہے کر لے۔ سرکار ہمارا کیا بگاڑ سکتی ہے؟ میں اپنی ریاست کا خود مختار مالک ہوں۔ سرکاری افسروں پر ہمارا زور ہے۔ تجھ جیسے آدمیوں

کی سرکار کو کیا پرواہ ہے؟ اب تک تو نے اور سرکار نے ہمارا کیا
بگاڑ دیا ہے؟ ۔ اگر تیرے جیسے آدمیوں کی دال گل سکے تو اب تک
ہزاروں آدمی شور و غوغا مچانے کا حوصلہ کر لیتے ۔

سردار امر سنگھ جی نے مہاراجہ کے الفاظ پر خوب غور و خوض کر کے
بہت ادب اور آہستگی سے جواب دیا کہ آپ غریبوں پہ ناحق خفا ہوتے
ہیں ۔ پٹیالہ پولیس نے میرے خلاف جھوٹے گواہ پیش کئے اور جھوٹے
مقدمات بنا بنا کر مجھے تباہ کرنے کے لئے کمر باندھی ہوئی ہے جب
آپ نے امر کور کو چھینا تھا تو میں نے سب سے پہلے انصاف کے لئے
درخواستیں آپ کی سیوا میں گذاری تھیں اور پولیس افسروں کے
پاس بھی داد فریاد کرتا رہا تھا کہ وہ آپ کی سیوا میں حاضر ہو کر
انصاف کرا دیں ۔ مگر ہر طرف سے مایوس ہو کر آخر کار انگریزی
کے پاس پہنچا ۔ میں تو اس وقت بھی حضور کو ماں باپ کی بجائے
سمجھتا ہوں ۔ میری سنگھنی میرے حوالہ کی جاوے ۔ میں اپنی فرو گذاشتوں
کے لئے معافی مانگنے کو تیار ہوں ۔

یہ سنکر مہاراجہ نے کہا کہ اگر تو مجھے ماں باپ تصور کرتا تو کبھی
بھی ماں باپ کے متعلق شکایت نہ کرتا ۔ یہ اولاد کا کام نہیں ہوتا ۔ یہ
کام تو ان لوگوں کا ہوتا ہے جو اپنے ماں باپ کو ماں باپ تصور نہیں
کرتے ۔ یا وہ اپنے ماں باپ کی جائز اولاد نہیں ہوتے ۔

مہاراجہ کی اس بیہودہ اور غیر مہذب بات کو سنکر سردار امر سنگھ کو

بھی غصّہ آیا کہ میں تو اپنے ماں باپ کو ماں باپ ہی سمجھتا ہوں اور ان کی ہی اولاد ہوں۔ اسلئے تو مجھے اپنی عزّت اور انسانیّت کا پورا پورا خیال ہے اور اسی لئے اس جھگڑا میں رگڑا جا رہا ہوں اور اسی لئے آپ کی تخویف و ترہیب ترغیب و تحریص کی ذرّہ بھر پرواہ نہیں کرتا۔ آپ ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیئے۔ مجھے یعنی اپنے لڑکے کو اوّل تو جیلوں میں بھیجکر تباہ کر دیا۔ دوم میری سنگھنی جو کہ جناب والا شان کی بیٹی ہے۔ اس سے زنا بالجبر اور بدفعلی کا جری و بندہ آپنے اختیار کیا ہوا ہے۔ میں تو اپنے فرض پر اور اخلاق پر قائم ہوں۔ مگر حضور شاہی فرائض اور انسانی اخلاق کو تباہ کر چکے ہیں۔ اس لئے زنا بالجبر اور دیگر بدفعلیوں میں غلطان رہنے کی وجہ سے خدا کو فراموش کر بیٹھے ہو۔ ہم غریبوں کا کوئی چارہ نہیں۔ حضور نے مجھے کسی فیصلہ کے لئے نہیں بلایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ میری دین و دنیا کو تباہ کرنے کے لئے مجھے بلایا گیا ہے۔

اس کے بعد مہاراجہ نے سردار گورنام سنگھ وزیر کو کہا کہ دیکھو ایجنٹ صاحب خواہ مخواہ ہمیں مجبور کرتے رہتے ہیں۔ یہ شخص تو کچھ بھی نہیں مانتا۔ جیب میں سے کاغذ نکالا اور اس پر کچھ لکھا اور سردار گورنام سنگھ سردار امر سنگھ کو وہاں ٹھہرانے کے لئے کہکر خود اندر جا کر ایجنٹ کو جو کہ اسی کوٹھی میں ہی بیٹھا ہوا تھا باہر بلا لائے پھر چاروں باتیں کرنے لگے۔ طریقہ کے مطابق سردار

امر سنگھ نے ایجنٹ صاحب کو سلام کیا۔ جس کا ایجنٹ صاحب نے جواب دیا اور پوچھا کہ جھگڑا کچھ ختم ہؤا یا نہیں؟

مہاراجہ نے کہا کہ امر سنگھ آپ کے روبرو ہے۔ یہ کچھ بھی نہیں مانتا۔ آپ خود اس سے دریافت کریں تاکہ پھر مجھ پر کوئی اعتراض نہ آئے۔

ایجنٹ صاحب نے سردار امر سنگھ جی سے پوچھا۔ جواب میں سردار امر سنگھ نے کہا کہ میں تو کسی قسم کا عذر نہیں کرتا۔ امر کور واپس کر دی جائے۔ یہ سُنکر مہاراجہ صاحب فوراً بول اُٹھے کہ اس کی سنگھنی اپنی والدہ کے پاس ہے۔ جو اس وقت شہر پٹیالہ میں موجود ہے۔ یہ وہاں سے لے سکتا ہے۔ اگر اسکی ساس نہ بھیجے تو اسے باقاعدہ دعویٰ کرنا چاہیئے۔ میں ہرجانہ دینے کو تیار ہوں اور جس قدر روپیہ اسکی شادی پر خرچ ہو دینے کو تیار ہوں۔

یہ فریب والی بات سُنکر ایجنٹ صاحب نے سردار امر سنگھ کو کہا کہ اسے اپنی سنگھنی اپنے سُسرال سے خود جاکر لے لینی چاہیئے۔ یا بذریعہ عدالت اور جو ہرجانہ مہاراجہ صاحب دیتے ہیں وُہ بھی لے لینا چاہیئے۔

اس کا جواب سردار امر سنگھ نے بڑی دانائی سے دیا کہ مقدمہ میں پہلے ڈگری ملتی ہے یا خرچہ؟

یہ دانشمندانہ جواب سُن کر ایجنٹ صاحب نے کہا یہ تو درست ہے کہ اوّل اصل ڈگری کی وصُولی ضروری ہُوا کرتی ہے اور اگر اصل ڈگری کی وصُولی ہی نہ ہو خرچہ کی ادائیگی ہو ہی نہیں سکتی۔ اس پر مہاراجہ نے کہا کہ اس کی اصل چیز اس کی سنگھنی ہے اور اُسے یہ اپنے سسُرال سے لے سکتا ہے۔

سردار امر سنگھ نے ایجنٹ سے بزور کہا کہ مہاراجہ جھوٹ بول رہا ہے۔ امر کور اپنی والدہ کے پاس نہیں ہے دراصل وہ مہاراجہ کے قبضہ میں ہے اور ساتھ ہی کچھ عرصہ سے مہاراجہ نے امر کور کی والدہ سے اپنے رُعب و داب کی بدولت کچھ ساز باز کر لیا ہے۔ وہ اس وقت کوئی بھی بات ماننے کو تیار نہیں۔ اس کے مکان پر سرکاری سپاہیوں کا پہرہ لگا ہُوا ہے۔ ہاں اب میرا کوئی دخل نہیں اور اگر میں کہیں اُدھر جا نکلوں تو بس میری خیر نہیں۔

ہو سکتا ہے کہ سرکاری افسروں کی تسلی کے لئے دو چار گھنٹہ کے لئے مہاراجہ امر کور کو وہاں بھیجدے۔ مگر اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اس وقت امر کور کو اپنے میکہ میں نہیں۔ میرے سسُرال کا گھر بھی شاہی محلوں کے قریب ہی ہے اور فرضی کارروائی فوراً ہو سکتی ہے۔ یہ بادشاہ ہوئے کسی کی کیا مجال ہے کہ ان کے خلاف آواز اٹھانے کا حوصلہ کرے۔ میں اب تک بھی سرکاری افسروں کے پاس داد فریاد کرنے کے باوجود فیصلہ نہیں کرا سکا

اس لئے پٹیالوی افسروں سے یہ توقع کیسے کی جا سکتی ہے کہ وہاں انصاف ہوگا۔ ایجنٹ نے سردار امر سنگھ کی باتیں سُنکر مہاراجہ کو کہا کہ مہاراجہ صاحب کیوں معاملہ کو طول دے رہے ہو۔ فیصلہ کرلو۔ جو خیال آپ کا ہے وہ امر سنگھ نہیں مانتا اور نہ ہی یہ اس طرح فیصلہ ہو سکتا ہے۔ سرکار فیصلہ کرنا چاہتی ہے۔ مگر آپ (مہاراجہ) فیصلہ کرانا نہیں چاہتے۔

جب اس طرح کوئی دال نہ گلی تو مہاراجہ اپنے ہمراہیوں سمیت کوٹھی کے اندر چلا گیا اور سردار امر سنگھ واپس پنجاب ہوٹل کو چلے گئے۔ سردار امر سنگھ کے روانہ ہونے سے قبل ایک بار پھر گورنام سنگھ نے اسے کہا کہ روپیہ لے لو تا کہ معاملہ ختم ہو جائے۔ یہاں تجھے کامیابی نہیں ہو سکتی۔ زبردست اور زوردار جو چاہے کر سکتا ہے ابھی وقت ہے ورنہ پشیمانی کے سوا اور کچھ ہاتھ نہیں آئیگا۔

سردار امر سنگھ نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ اگر میں نے روپیہ قبول کرنا ہوتا تو کسی کی ترغیب و تحریص کے بغیر مدت کا لے لیتا اور اس قدر خوار نہ ہوتا۔

دوسرے روز سردار امر سنگھ کو خیال آیا کہ کہیں میرے نہ جانے سے ایجنٹ ناراض نہ ہو گیا ہو اسلئے بہتر ہو کہ ایک دفعہ پھر اس کے پاس سے ہو آؤں۔ سردار امر سنگھ چائل پہاڑ

ایجنٹ صاحب کی کوٹھی پر چلا گیا اور عرض کی کہ کہیں حضور مجھ سے ناراض تو نہیں ہو گئے۔ کیونکہ میں نے فیصلہ نہیں مانا تھا۔ اگر حضور کی مرضی ہو تو میں خاموش ہو جاؤں اور گھر بیٹھ رہوں۔ میں بے دعوی دینے کے بغیر ہر بات ماننے کو تیار ہوں۔ مگر حضور کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آپ کی نوازش کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ میں اب تک زندہ ہوں۔ ورنہ میری ہڈیاں بھی اب تک گل چکی ہوتیں۔ مہاراجہ بھوپندر سنگھ نے مجھے قتل کروا دیا ہوتا اس وقت آپ میرے ماں و باپ ہو۔ مہاراجہ بھوپندر سنگھ کے خوف سے میرا کوئی مددگار نہیں رہا۔ میں بہت دُکھی اور مظلوم ہوں۔ میں واضح طور پر آپ کو یقین دلانے کے لئے عرض پرداز ہوں کہ آپ خفیہ طور پر تحقیقات کریں۔ تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ میری سنگھنی اپنے میکے میں نہیں بلکہ شاہی محلوں میں ہے اور اگر میری شکایت جھوٹی ہو تو آپ جو چاہیں مجھے سزا دے سکتے ہیں اور میں برداشت کرنے کو تیار ہوں اور اگر آپ میری حوصلہ افزائی نہ کریں گے تو میں ریاست پٹیالہ کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر کہیں انگریزی علاقہ میں اپنی موت کے دن پورے کرونگا۔ اور اپنی سنگھنی کو چھوڑ کر چلا جاتا ہوں۔

ایجنٹ نے جواب دیا کہ میں نے کیا ناراض ہونا ہے۔ اس معاملہ سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ یہ تیری مرضی ہے کہ تو اپنی سنگھنی

کو چھوڑے پیانہ چھوڑے۔ ہم نے تو اپنے فرض کو ٹھیک طور پر پورا کرتا ہے۔ تیرا انتظام بہت اچھا کیا گیا ہے۔ مہاراجہ پٹیالہ تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ بےفکر ہو کر اپنے گھر مزے سے رہو۔ یہ بات ہمیں خوب معلوم ہے کہ تو سچا ہے۔ سب کام آہستہ آہستہ درست ہو جائیگا۔ مہاراجہ غلطی کرتا ہے۔

اس ملاقات کے بعد سردار امر سنگھ واپس گاؤں کو چلے گئے۔

اس معاملہ کے متعلق جو کچھ ہوا وہ پہلے درج کیا جا چکا ہے۔ اس کے بعد پولیٹکل ایجنٹ تبدیل ہو گیا۔ اور اس کی جگہ ایک اور انگریز ایجنٹ ہو کر آیا۔ اس ایجنٹ کی رہائش خاص پٹیالہ میں ہی رہی اور پولیٹکل ہیڈ کوارٹر پٹیالہ ہی میں رہا۔ خدا کی نیرنگیاں عجیب ہیں۔ نئے ایجنٹ کے ساتھ ہی پنڈت دیا کشن کول وزیر ہو کر آئے۔ دیا کشن نے ایجنٹ صاحب سے اچھا رسوخ پیدا کر لیا۔

سردار امر سنگھ نے نئے ایجنٹ کے آنے پر پھر اپنا راگ الاپنا شروع کر دیا اور کئی درخواستیں مسلسل دیں۔ ایجنٹ نے اسے بلا کر اس کی تمام رام کہانی سنی اور پھر لالہ تاراچند انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ کو اپنی کوٹھی پر بلا کر اس سے بھی تمام قصہ سنا مگر تاراچند نے اس کے سامنے یہ کہا کہ اس کی سنگھنی اپنے

میکہ میں ہے۔ مہاراجہ کے پاس نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس معاملہ سے مہاراجہ کا کوئی واسطہ اور تعلّق ہے۔ یہ اپنے سسرال سے اسے لے جا سکتا ہے۔ یہ شخص بہت بدمعاش ہے اور بدمعاشیوں کے سلسلہ میں کئی بار سزایاب ہو چکا ہے۔ بارٹن صاحب کے وقت یہ ڈاکوؤں کا مشہور سردار تھا اور تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ اسے زیر دفعہ ۱۰۹ تعزیرات ہند سزا دی جا چکی ہے۔ اس کے خلاف کوئی جھوٹا مقدمہ نہیں کیا گیا۔ اسے جھوٹ شکایات کرنے کی عادت ہو گئی ہے۔ یہ مہاراجہ کے خلاف شکایات کرنے کی فضول شرارت کرتا ہے۔

سردار امر سنگھ نے یہ جھوٹ باتیں سنکر ایجنٹ صاحب کو کہا کہ یہ اس قدر اعلےٰ حاکم ہونے کے باوجود بھی از سرتا پا جھوٹ بول رہا ہے اور اس طرح یہ نمک حلال بننا چاہتا ہے۔ میری سنگھنی اپنے میکہ میں نہیں بلکہ شاہی محلوں میں ہے۔ بیشک پڑتال کرائی جائے۔ علاوہ ازیں جو کچھ میری بدمعاشی کے متعلق کہا ہے اُسے تو الگ رہنے دو۔ اب تک ہمارے خاندان میں سے پانچ چھ پشتوں تک کوئی آدمی اخلاقی طور پر ایسے جرائم کا مرتکب نہیں ہوا اور نہ ماخوذ ہوا۔ جب میں نے اپنی سنگھنی کی واپسی کے لئے شور و غل مچایا تو مجھے زیر دفعہ ۱۰۹ تعزیرات ہند بگڑ کر جھوٹے مقدمہ میں پھنسا کر سزا دی۔

اگر تاراچند میرے خلاف کوئی تحریری ثبوت پیش کر سکتا ہے تو بڑی خوشی سے کرے۔

اس پر ایجنٹ نے تاراچند کو کہا کہ سردار امر سنگھ کے متعلق کوئی مسل پیش کرو۔ تاراچند مسل پیش کرنے کا اقرار کرکے آیا اور دوسرے روز پھر خالی ہاتھ وہاں گیا اور کہا کہ پرانا ریکارڈ تو ضلع میں بھیج دیا گیا ہے مگر ایک رجسٹر میں امر سنگھ کی سزا درج ہے۔

بہت خوب! ذرا خیال کیجیئے۔ پٹیالہ پولیس کے سب سے بڑے افسر کار کے ایک بڑے افسر کے پاس جھوٹ بولنے سے نہیں جھجکتے۔

سردار امر سنگھ نے درخواستوں کا سلسلہ باقاعدہ جاری رکھا آخر ایک روز ایجنٹ نے جواب دیا کہ تجھے مہاراجہ سے بیس ہزار روپیہ دلا دیتا ہوں۔ تم اپنے ہرجانہ اور سنگھنی کے مقدمات واپس لے لو۔

اس پر سردار امر سنگھ نے کہا کہ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ میری سنگھنی اپنے میکے میں ہے اور مہاراجہ کا کوئی تعلق نہیں ہے اور دوسری طرف مہاراجہ آپکی معرفت بیس ہزار روپیہ دینے کو تیار ہے۔ یہ کیا غضب آ گیا ہے۔ حکومت بھی کیوں مہاراجہ کی حمایت اور مدد کرتی ہے۔ مجھے اپنی عزت کے مقابلہ پر روپیہ کی ضرورت نہیں ہے اگر میں نے روپیہ لینا ہوتا تو آج سے ۹ سال قبل لے سکتا تھا اور روپیہ کے علاوہ اور بھی کئی قسم کے فوائد حاصل کر سکتا تھا۔

یہ سُن کر ایجنٹ نے کچھ حیران ہو کر کہا کہ تیری عورت تیرے ساتھ جانے پر رضامند نہیں۔ ہم اور تو کچھ نہیں کر سکتے۔ اگر روپیہ لینا چاہو تو مہاراجہ سے دلوا سکتے ہیں۔ ورنہ اسکے بعد تیری کوئی شنوائی نہ ہوگی اور نہ ہی اس پر کوئی کارروائی کرنے کی اجازت دی جائے گی۔

اس جواب کے بعد سردار امر سنگھ نے اس مطلب کی سفارشیں گذارنی شروع کیں کہ مجھے میری سنگھنی کے قتل کئے جانے کا خطرہ ہے اسلئے مجھے ایک بار میری سنگھنی دکھائی جائے۔ اس پر ایجنٹ نے تاراچند انسپکٹر جنرل پولیس کو بلایا اور کہا کہ ایک بار اسکو سنگھنی دکھا دو تاکہ اسکو تسلی ہو جاوے اور جھگڑا ختم ہو جائے۔ جب اسکی عورت اس کے سامنے آ کر انکار کر دیگی تو پھر ہم خود ہی جواب دے دینگے اور یہ آئندہ کسی طرف بھی قدم نہ اُٹھا سکے گا۔ یہ سُنکر تاراچند نے جواب دیا کہ میں کل آ کر اسکے متعلق آپکو بتاؤنگا۔ دوسرے روز تاراچند نے آ کر کہا کہ اسکی سنگھنی اپنے میکے میں ہے۔ وہاں سے بلا کر دوسرے روز پیش کرونگا۔

دوسرے روز تاراچند امر کور کو ایجنٹ کی کوٹھی پر لے آیا۔ ایجنٹ نے سردار امر سنگھ کو کہا کہ دیکھکر بتاؤ کہ کیا یہی تیری سنگھنی ہے؟ سردار امر سنگھ نے کہا کہ اس نے تو منہ پر پردہ کیا ہوا ہے اور چونکہ مجھے دیکھے ہوئے کافی عرصہ گذر چکا ہے اسلئے جب تک منہ ننگا

نہ کرے۔ میں کیسے پہچان سکتا ہوں کہ یہ میری عورت ہے یا کوئی اور۔ سردار امر سنگھ کے اس جواب پر ایجنٹ نے کہا کہ میں اور تار چند دوسری طرف اپنا منہ کر لیتے ہیں تو اس کا منہ دیکھ لے۔ امر کور اور اُس کے بھائی نے منہ ننگا کرنے سے انکار کر دیا اور پھر ایجنٹ نے کہا کہ اگر واقعی اسکی شادی امر سنگھ سے ہوئی ہوئی ہے تو یہ اپنا منہ ننگا کرنے سے کیوں اعتراض کرتی ہے۔ اگر امر سنگھ کوئی اور ہے تو ہم مجبور نہیں کرتے +

ایجنٹ کی باتیں سنکر امر کور نے منہ ننگا کیا اور امر سنگھ نے اچھی طرح دیکھا۔ گو امر سنگھ کو اپنی سنگھنی کو دیکھے ہوئے بہُت کافی عرصہ گذر چکا تھا اور عمر بھی زیادہ ہو چکی تھی اور شاہی بودوباش کے باعث رنگت میں بھی فرق پڑا ہوا تھا مگر پھر بھی چونکہ امر کور کو تین چار بار سردار امر سنگھ کے پاس رہ چکی تھی اسلئے سردار امر سنگھ نے اچھی طرح پہچان لیا۔

اس وقت سردار امر سنگھ کے دل پر کیا گذری ہو گی۔ اس کا اندازہ قارئین کرام خود لگالیں۔ پانچ چار منٹ سردار امر سنگھ نے ایجنٹ کو کہا کہ ہاں ٹھیک یہی میری عورت ہے۔ ایجنٹ نے پھر سردار امر سنگھ کو کہا کہ اس سے دریافت کر کہ کیا وہ تیرے ساتھ جانے پر رضامند ہے؟

اس وقت امر کور یہ خوب جانتی تھی کہ اگر وہ مہاراجہ کے

خلاف ہو جائے تو اسکی خیر نہیں۔ سردار امر سنگھ اس وقت بہت غمزدہ تھے۔ وہ چار منٹ سوچکر اس نے کہا کہ یہ کافی عرصہ سے میرے پاس سے گئی ہوئی ہے اور اس وقت یہ پر مہاراجہ کا اثر ہے۔ انسپکٹر جنرل پولیس پاس بیٹھا ہے۔ میں اس قدر بیوقوف نہیں کہ اس وقت اس سے دریافت کرکے اپنا آپ گنوا بیٹھوں۔ میری سنگھنی ایک ماہ میرے حوالے کر دیجائے پھر اس سے اس کی رضامندی دریافت کی جاسکتی ہے۔ اسپر ایجنٹ نے کہا کہ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک بار تجھے دکھانا تھا سو اسے دکھا دیا ہے۔ اس پر تمام کو اپنے اپنے گھر بھیجدیا گیا۔

سردار امر سنگھ کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ امر کور کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ مگر اس وقت وہ لڑکی اُس کے پاس نہیں تھی۔

چند روز ہی پھر گذرے تھے کہ سردار امریک سنگھ نے پھر بلایا۔ مگر چونکہ اُس امریک سنگھ کے مکان پر ایک واقعہ ہو چکا تھا اسلئے سردار امر سنگھ کچھ آدمی لے کر آیا۔ انکار بھی نہیں کر سکتا تھا۔ جب وہ امریک سنگھ کے مکان پر پہنچے تو امریک سنگھ نے باقی ساتھیوں کو روک کر کہا کہ تم یہاں ہی ٹھہرو اور امر سنگھ کو دیا کشن کول نے بلایا۔ شروع میں تو سردار امر سنگھ نے اکیلے جانے سے انکار کر دیا۔ مگر ساتھیوں کے

سمجھانے سے غریب دیا کشن کول کی کوٹھی ہیں چلا ہی گیا۔

وہاں پہنچنے کے بعد دیا کشن کول نے بہت سمجھایا کہ امر کور کے متعلق فیصلہ کر لو۔ سردار امر سنگھ نے دو ٹوک جواب دیا کہ میرا تو مہاراجہ سے کوئی جھگڑا ہی نہیں میری سنگھنی واپس کی جائے۔ بس فیصلہ ہی فیصلہ ہے۔ اس پر دیا کشن کول نے کہا کہ تیری عورت تجھے نہیں مل سکتی۔ جب عورتوں کا تعلق بادشاہوں سے ہو جائے تو پھر غریبوں کے گھر وہ نہیں رہ سکتیں۔

دیا کشن کول نے سردار امر سنگھ کو کہا کہ تجھے اپنی سنگھنی کی خاطر گوناں گوں مصائب و آلام کا شکار رہنا پڑا ہے۔ خیال کرو۔ اول تو مہاراجہ ناراض ہو گیا ہے۔ معلوم نہیں وہ تیرے ساتھ کیا سلوک کریں۔ بادشاہ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ بادشاہ کے مقابلہ تیری دال کیسے گل سکتی ہے۔ تجھے اچھی طرح معلوم ہو ہی چکا ہوگا۔ کیونکہ جو کچھ تیرے ساتھ گذر رہی ہے اسے تو جانتا ہے۔ دوم۔ اگر کسی حد تک تسلیم بھی کر لیا جاوے اور تیری سنگھنی تیرے گھر چلی جائے تو وہ تجھے زہر دے کر ہلاک کر دیگی۔ کیونکہ وہ تیرے ساتھ جانا نہیں چاہتی۔ تیسرے تیرے سسرال کو بھی تیرا دشمن بنایا جا چکا ہے۔ انہوں نے کبھی بھی امر کور کو تیرے گھر رہنے نہیں دینا۔ کیونکہ تیری عورت پر ان کا کافی اثر پڑ چکا ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ سارا زمانہ تیرے خلاف ہو جائیگا۔ کیونکہ لوگ بادشاہوں کی منشا اور مرضی کے

مطابق کام کرتے ہیں۔ اسلئے دوسری صورت میں تجھے ہر طرح
فائدہ ہی فائدہ ہے جیسا کہ پہلے ایجنٹ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ مہاراجہ
تجھے بیس ہزار روپیہ دے دے اور اسکے بعد تیری کوئی شنوائی نہ ہوگی۔
یہ آخری فیصلہ ہے۔ پھر بھی اگر تو میری نصیحت پر عمل کرے تو میں
تجھے بیس ہزار کی جگہ ساٹھ ہزار روپیہ دلا سکتا ہوں اور تو اسی
ساٹھ ہزار روپے سے خوبصورت سے خوبصورت عورت سے شادی
کرا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں کافی جائداد کا مالک بن سکتا ہے جس
سے کہ تمام عمر عیش و آرام سے گذرے گی۔ اس پر ہی بس نہیں بلکہ
آئندہ اولاد کے لئے بھی کافی جائداد بنا کر اور روپیہ پیدا کر کے اور
فائدہ اٹھا کر نیک نامی حاصل کریگا۔ دوم۔ اس مالی انعام کے
علاوہ ذیلداری یا تھانیداری دلوا دیگی جس سے تیری عزت میں
خود ہی اضافہ ہو جائیگا۔ تیسری بات یہ کہ ہمیشہ کے لئے ریاست
کے دربار کے تیرے تعلقات پیدا ہو جائینگے اور ریاست میں تیرا
کافی رسوخ پیدا ہو جائیگا۔ عورت کا معاملہ ایک معمولی بات ہے۔ بڑے بڑے
خاندانوں کی عورتیں کمینہ اور ذلیل مردوں سے زنا کاری کرتی
ہیں اور خاکروبوں، چماروں اور مزارعوں سے بھی کر گذرتی ہیں
علاوہ ازیں ذات کی پرواہ نہ کرتی ہوئی دوسروں کے ساتھ چلی جاتی
ہیں۔ آخر وہ لوگ بھی تو صبر کرتے ہیں۔ عورتوں کی خاطر مرد کبھی بھی
بدنام نہیں ہو سکتے۔ پھر اس پر مستزاد یہ کہ تیری عورت بڑے بادشاہ

کے گھر مہارانی کی حیثیت میں رہتی ہے جو کہ ہر حالت میں تجھ سے اعلےٰ ہے۔ تیرے اس طریق سے مہاراجہ سے برادرانہ تعلقات پیدا ہو جاوینگے اور تیری عزّت ہمیشہ کے لئے بڑھتی رہے گی۔ کم نہ ہوگی۔ اسلئے تو میری نصیحت کو مان کر مہاراجہ کی خدمت میں حسب ذیل مضموں کی درخواست پیش کر کہ میں نے سرکار کے خلاف درخواستیں گذارنے کی سخت غلطی کی ہے۔ حضور مائی باپ ہیں۔ اسلئے مجھے معاف کر دیا جاوے اور ساتھ ہی ایک درخواست اسی مضموں کی پولیٹیکل ایجنٹ کو بھیجدو۔

چونکہ مہاراجہ ضدی طبیعت کے ہوتے ہیں وہ معافی دینے کو تیار نہیں ہونگے مگر میں راجوں مہاراجوں کی طبیعت سے خوب واقف ہوں۔ قبل ازیں میں کئی بار ریاست کشمیر میں کئی آدمیوں کو معافی دلا چکا ہوں اور وہ اس کا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ میں اپنی ذمہ واری پر تجھے معاف کرادونگا اور ساتھ ہی ساٹھ ہزار روپیہ دلا دیتا ہوں۔

یہ تمام قصّہ سننے کے بعد سردار امر سنگھ نے جواب دیا کہ اس قسم کی نیک نصیحتیں قبل ازیں مجھے کئی بار دی جا چکی ہیں اور میں نفع و نقصان کے ہر پہلو پر غور کر چکا ہوں جو کہ میرے پاس کئے گئے۔

میں آپکی نصیحت پر عمل کرنے کو تیار نہیں ہوں جسے درد ہوتا ہے اُسے ہی احساس ہوتا ہے اور مصیبت زدہ سے مصیبت زدہ کی تکالیف دریافت کرو۔ مگر اس بات کی قدر وہی کرتے ہیں جو انسان ہوتے ہیں۔ بےشرم اور بےغیرت لوگ اسکی پرواہ

نہیں کرتے اسلئے مجھے اپنی عزّت اور غیرت دُنیا کے تمام عیش و آرام سے زیادہ عزیز ہے۔ اس لیئے میں آپ کی نصیحت پر عمل کرنے سے مجبور ہوں وغیرہ۔

یہ صاف کورا اور دو ٹوک جواب سُنکر دیاکشن کول غصّہ میں آیا اور اپنا رُخ دوسری طرف پھیر کر امر سنگھ سے کہنے لگا کہ مجھے بڑا افسوس ہے کہ ریاست میں کوئی بھی اہلکار نہیں ورنہ اس کا سُراغ تک نہ ملتا۔ ایک معمولی تھانیدار سے بگاڑ پیدا کر کے رعایا کا کوئی فرد سکھ کا سانس نہیں لے سکتا اور ایک معمولی پولیس افسر بنہ سے زبان کھینچ لیتا ہے۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ یہ ایک اور نئے آدمی اتنے بڑے بادشاہ سے بگاڑ پیدا کر کے ابتک زندہ پھرتا ہے۔ اگر کوئی اہلکار ریاست میں ہوتا تو یہ شخص کبھی بھی اس قدر دلیری اور جرأت نہ کر سکتا۔

یہ سُنکر سردار امر سنگھ نے کہا کہ میں اپنے آپ کو زندہ خیال نہیں کرتا۔ میں تو چاہتا ہوں کہ میری موت اس سے پہلے ہی ہو جاتی کیونکہ میں بے عزّتی سے موت کو بہتر خیال کرتا ہوں۔ مگر یہ بھی کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ شاید واہگورو کو میری موت منظور ہی نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اسی طرح ظلم بڑھتا رہے اور اس ظلم کے باعث یہ بادشاہی طاقت و زور کم ہوتا رہے کیونکہ ہرنا کش بھی ایک معصوم اور ننھے بچے کے خلاف کامیاب نہ ہوا تھا۔ چونکہ مجھے

اپنی سچائی اور راستی پر فخر ہے اسلئے مجھے موت کی ذرا پرواہ نہیں۔

سردار امر سنگھ جی کے ان دلیرانہ اور پُر درد مصائب نے دیا کشن کول کا غیظ و غضب زیادہ کر دیا اور امر سنگھ کو کہنے لگا کہ مجھے افسوس صد افسوس ہے کہ اس وقت پٹیالہ کے تمام اہلکاروں کو ڈوب مرنا چاہیئے۔ جنہوں نے رعیت کے معمولی آدمیوں کو اس طرح لاف و گزاف کا موقعہ دیا ہے۔ اب دیکھ تیری سچائی اور دلیری کا نتیجہ بہت جلد پھل لائیگا۔

سردار امر سنگھ نے بڑی سنجیدگی اور ادب سے جواب دیا کہ حضور کی آمد پر لوگوں میں یہ پرچار ہو رہا تھا اور لوگوں کو بھروسہ تھا کہ اب اہلکار پٹیالہ میں ظلم نہیں کر سکیں گے کیونکہ ایک منصف اور لائق آدمی عہدہ وزارت پر فائیز ہے مگر آپ اس وقت تو پرانے اہلکاروں سے بھی بازی لے گئے ہیں۔ کیا رعایا پٹیالہ ازلی طور پر بدقسمت نہیں ہے

یہ مناسب اور موزوں جواب سنکر دیا کشن کول نے پھر نرمی سے بات چیت کی اور کہا کہ بھائی تو کیوں گھبراتا ہے۔ میں تو تیری بھلائی اور دوستانہ طریق سے سمجھا رہا تھا مجھے تیرا نقصان نظر آتا ہے۔ اسلئے اس نقصان کو دیکھکر مجھے غصہ آرہا ہے۔ یہ لو میں تجھے ایجنٹ صاحب کا انگریزی تحریری فیصلہ دیتا ہوں۔ تیرے لئے قطعی فیصلہ ہو چکا ہے کہ مبلغ بیس ہزار روپیہ امر سنگھ کو بطور ہرجانہ دلایا جائے۔ اگر بیس ہزار روپیہ نہ لے گا تو کہیں

بھی شنوائی نہ ہوگی۔ جہاں تیری مرضی ہو وہاں ہی حکم پڑھوالے اگر آئندہ تو شکایت کریگا تو ایجنٹ صاحب ناراض ہو جائینگے اور مہاراجہ کے حامی بن کر تیرے جانی دشمن بن جائیں گے۔ میں تجھے پیار سے کہتا ہوں کہ تیری زندگی کے لئے چنگا نہیں۔ بادشاہوں سے بگاڑ پیدا کرکے تو کبھی بھی آرام نہیں کر سکتا۔ میں تیرے ہر طرح سے تیری بھلائی چاہتا ہوں۔

سردار امر سنگھ وزیر سے ایجنٹ صاحب کی چٹھی لیکر واپس لوٹ آیا۔ مگر وزیر کو کہا کہ میں اس سلسلہ میں ان کے رشتہ داروں سے بات چیت کر لوں۔ یہ چٹھی ہو بہو سردار امر سنگھ جی کے پاس موجود ہے۔

سردار امر سنگھ نے واپس آکر پھر پولیٹیکل ایجنٹ گورنر پنجاب اور دیگر سرکاری افسروں سے درخواستیں کرنی شروع کیں۔ مگر ہر طرف سے یہی جواب ملتا تھا کہ مہاراجہ کے پاس داد فریاد کرو۔ اس میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اس جواب نے مہاراجہ کو اور دلیر بنا دیا اور سردار امر سنگھ کے لئے مزید مصائب کا باعث ہوا۔ زاں بعد کئی بار پنڈت دیا کشن کول نے بلایا اور زور دیا اور کہتا رہا کہ مہاراجہ سے معافی مانگو اور ۱۰ ہزار روپیہ لے لو۔ مگر سردار امر سنگھ جی نے انکار کیا۔ اسکے بعد پھر دیا کشن کول اور سردار امریک سنگھ دوسرے ہتھیاروں

پر اُتر آئے۔

اس کے بعد متعدد بار دیا کشن کول نے سردار امر سنگھ کو سردار امریک سنگھ کی معرفت بلوا کر سمجھایا۔ اور اسباب پر زور دیا کہ ساڑھے ہزار روپیہ لیکر فیصلہ کر لے مگر سردار امر سنگھ نے اس پیش کش کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور پہلے کی طرح صاف جواب دیا۔ جب انہیں بخوبی تسلی ہو گئی کہ انکی دال نہیں گل سکتی تو وہ اوچھے ہتھیاروں پر اُتر آئے اور سردار امر سنگھ کو مقدمات و آلام میں مبتلا کرنے کے لئے منصوبے باندھنے شروع کئے جو اس طرح تھے۔

تھانہ گلوہڑی سے تین بدمعاشوں کا گروہ سنتو کھ چند کی معرفت تیار کرایا گیا۔ انہیں ہدایات دے کر سمجھایا اور انہیں سردار امر سنگھ کے تعاقب میں چھوڑ دیا۔ انہی دنوں میں سردار امر سنگھ کے کئی ایک مقدمات دیوانی عدالت میں دائر تھے اس لئے ان مقدمات کی تاریخیں ساتھ ہی ساتھ رکھی جاتی رہیں۔ اسکے لئے سردار امر سنگھ کو ہر روز تاریخوں پر پیشی کے لئے آنا جانا پڑتا تھا۔ مقدمات راجپورہ میں دائر تھے۔ اس دوران میں بدمعاشوں کا مذکورہ بالا گروہ ہمیشہ سردار امر سنگھ کا تعاقب کیا کرتا تھا۔ جہاں کہیں بھی وہ تندور یا دوکان پر پرشادا چھکنے بیٹھتے وہ گروہ اُن کے ساتھ

ہی رہتا۔ اور ہمیشہ اس کی نگرانی کرتا رہتا۔

اُن کی ان کرتوتوں سے سردار امر سنگھ کو معلوم ہو چکا تھا اُسے بھی موت ہمیشہ سر پر کھڑی نظر آتی تھی۔ لہذا وہ بھی ہوشیار رہنے لگا اور جب کبھی باہر تاریخ پیشی پر جاتا تو اپنے رشتہ داروں کو ہمراہ لے جاتا تھا اور کبھی اکیلا نہ جاتا تھا۔

جب اس بدمعاش گروہ کو تعاقب سے کامیابی نہ ہوئی تو انہوں نے اسکے ساتھ میل ملاقات رکھنے کا وطیرہ اختیار کر لیا سردار امر سنگھ ان کی اِن چالوں کو اچھی طرح سمجھتے تھے تو بھی اُن کے ساتھ بات چیت کر لیا کرتے تھے تاکہ خاص خاص راز معلوم کر سکے۔ جہاں بھی اُسے موقعہ ملتا اور وہ دیکھتا کہ خطرہ نہیں تو ان سے بات چیت کر لیتا تھا اور بعض مواقعہ پر تو انہیں شراب بھی پلا دیا کرتا تھا۔ جب اس گروہ نے دیکھا کہ امر سنگھ کہیں بھی اکیلا نہیں ملتا تو انہوں نے ایک اور چال اختیار کی کہ اُسے کسی بہانہ سے ورغلا کر کہیں لیجایا جاوے۔

آخر ایک روز انہوں نے سردار امر سنگھ کو کہا ہم کئی ایک ایسی کھیلیں جانتے ہیں جس سے کافی روپیہ جمع کیا جا سکتا ہے اور دراصل ان کھیلوں میں جادو اور منتر ہیں۔ ایسی چاپلوسیاں کر کے کہنے لگے اگر تم ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ تو ہم کسی ساہوکار کو ساتھ بلوا لاینگے اسے کہیں گے ہمارے ساتھ ایک امیر کبیر آدمی ہے تم اُن سے کھیلو

وہ امیر کا نام سُنکر ہمارے ساتھ باہر آجائیگا! ورہم تمام ملکر اُس سے دو چار ہزار روپیہ اڑا لیں گے اور خوب مزے اڑائیں گے۔ اس طریقہ پر ہم ہر ہفتہ ایک آدھ آسامی پھنسا لیا کریں گے اور مزے میں زندگی بسر کرینگے۔

یہ سُنکر سردار امر سنگھ نے انہیں کہا کہ پہلے مجھے وُہ کھیل سکھلادو۔ انہوں نے جواب دیا موقعہ پر ہم خود ہی تمہیں بتا دینگے۔ ان باتوں سے سردار امر سنگھ کو مزید شبہ پیدا ہوا۔ سردار امر سنگھ نے کہا چلو آبادی میں ہی کسی مکان کے اندر چل کر کھیلتے ہیں۔ مگر اُن کے دل میں تو بے ایمانی تھی۔ وہ نہ مانے اور اسے جنگل میں لیجانے کی سعی کرنے لگے۔ مگر اُس نے ان کا اعتبار نہ کیا۔

سردار امر سنگھ کو اُنکے دُوسرے ساتھیوں سے پتہ چل گیا کہ یہ گروہ مجھے قتل کرنے کے لئے پٹیالہ دربار کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے۔ مگر "جسے راکھے تس کو کئے نہ مارے" والی بات ہوئی۔ انہیں اس بھیانک چال سے بھی کامیابی نصیب نہ ہُوئی۔

سردار امر سنگھ کو کئی دفعہ کہا گیا کہ تم ہمارے ساتھ چلو۔ ہم فلاں جگہ سے تمہیں امر کور واپس دلا دینگے۔ مگر سردار امر سنگھ اس جال میں نہ پھنسا اور انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

ابھی سردار امر سنگھ کو قتل کرنے کی تیاریاں ہو رہی تھیں دوسری جانب سردار لعل سنگھ جی بسویدار مہاراجہ پٹیالہ کو

سنر کا بھائی تھا) کا بھاری قتل ہو گیا اور تمام پولیس افسر
اسی طرف مصروف ہو گئے اور اس معاملہ کو بھول گئے۔ حادثہ
قتل کے چند دن بعد لوگوں کو معلوم ہوا کہ مہاراجہ نے جن آدمیوں
سے یہ قتل کرایا ہے انہیں جیل کے اندر بند کر دیا گیا ہے تاکہ اس کا
راز فاش نہ ہو جائے۔ اس واقعہ سے کئی دانا لوگ بخوبی سمجھ گئے کہ
بادشاہ کی مرضی کے مطابق چلنے سے پہلے قدم سنبھال کر رکھنا چاہئے
مگر لالچ بڑی بلا ہے۔ بہت سے گندے آدمی جن کا ذریعہ معاش ہی یہی
ہے ایسے مکروہ کام میں مہاراجہ کی خوشامد میں مصروف رہے۔

سردار امر سنگھ بھی باقاعدہ طور پر مہاراجہ اور پولیٹیکل
ایجنٹ کو درخواستیں بھیجتا رہا۔ مگر ریاست کی طرف سے اس عرصہ
میں کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی گئی کیونکہ ایک طرف تو پٹیالہ دربار
سردار لعل سنگھ کے قتل میں مصروف تھا اور دوسری جانب نابھہ
اور پٹیالہ کا جھگڑا شروع ہو گیا تھا اور بہت زور پکڑ گیا تھا۔
سردار امر سنگھ کو کئی آدمیوں کے ذریعہ یہ پتہ ملتا رہا کہ اگر سردار
لعل سنگھ کا قتل نہ ہو جاتا تو اب تک ضرور ہی وہ قتل کروا ڈالا
گیا ہوتا۔ مہاراجہ پٹیالہ کو یہ خیال تھا کہ سردار امر سنگھ مہاراجہ
نابھہ کی کٹھ پتلی بنکر کوئی نئی کارروائی نہ کر دے۔ آخر نابھہ پٹیالہ
تصفیہ بھی ختم ہوا۔ روپیہ کے اور سرکار میں اپنے رسوخ کے بل بوتے
پر پٹیالہ کو کامیابی ہوئی۔ اس جھگڑے کے نتیجہ نے سردار امر سنگھ

کو زیادہ خوفزدہ کر دیا کہ مہاراجہ نے اپنے جیسے مہاراجہ کو دبا لیا ہے تو میرے جیسا آدمی اس کے مقابلہ پر کیا حیثیت رکھتا ہے۔ یہ معاملہ بھی روز بروز پرانا ہوتا گیا اور سرکار ہند بھی اس طرف سے خیال ہٹا چکی تھی اسلئے سردار امر سنگھ کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے کیونکہ سردار لعل سنگھ کا قتل بھی مہاراجہ نے ہضم کر لیا تھا۔

سردار امر سنگھ کو سردار لعل سنگھ کے قتل اور نابھہ پٹیالہ جھگڑے میں پٹیالہ کی کامیابی نے بہت زیادہ حیران و پریشان کر دیا اور اس نے پھر حکومت کا دروازہ کھٹکھٹایا اور ماہ جولائی ۱۹۲۳ء میں حسب ذیل مطلب کی ایک درخواست وائسرائے کی خدمت میں بھیجی کہ میری عورت کو مہاراجہ پٹیالہ زبردستی اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ ابھی میری سنگھنی نابالغ ہی تھی۔ میں آج تک ہزارہا درخواستیں حکومت ہند۔ پولیٹیکل ایجنٹ اور گورنر جنرل کی خدمت میں بھیج چکا ہوں۔ مگر تاحال میری سنگھنی مہاراجہ پٹیالہ سے واپس نہیں دلائی گئی۔ سن ۱۹۱۷ء کو پولیٹیکل ایجنٹ نے مجھے بیس ہزار روپیہ مہاراجہ پٹیالہ سے دلوانے کی تجویز کر کے ایک چٹھی مجھے دیا کشن کول وزیر پٹیالہ کی معرفت بھیجی جو کہ اب تک میرے پاس موجود ہے۔ مجھے معاوضہ لینے کی ضرورت نہیں۔ مجھے میری عورت واپس دلائی جائے۔ مجھے میرے ہرجانہ کے معاوضہ میں پٹیالہ نے ابھی بیس

اوزاروں سے سردار امر سنگھ پر حملہ کیا جس سے۔

ٹوٹ گئی۔ اُس کے نشان اب تک موجود ہیں۔ غلط بتا کر زیر دفعہ کارروائی

نہیں اُنہوں نے سخت باری کی۔ جب سردار دیوانی اور فوجداری اُن کے

ہو کر گر پڑے تو وہ مردہ سمجھ کر چلتے بنے۔ خلاف اس طرح مقدمات دائر

سردار امر سنگھ کو بزعم خود ہلاک کر کے مہاراجہ صاحب بہت خوش

گروہ نے تھانہ میں جا کر رپورٹ کی کہ امر سنگھ نے ہم کو لا نہ سمایا۔ رشوت خوری

اس پر تھانیدار نے ان کو عدالت کا راستہ دکھو گیا۔ اتنے میں ایک بھائی

تارا چند انسپکٹر پولیس کے پاس پہنچے۔ اور کہا کہ لڑکے کو بھی ہلاک کر دیا

حکم کے مطابق کام کیا ہے مگر آپ کی ماتحتی سے معطل کیا گیا۔ مگر

درج نہیں کرتی۔ اس پر تارا چند نے ایک معمولی عث اس واردات قتل کا

شدید زخم تصدیق کر اکر تھانیدار کو لکھا کہ ا

سردار امر سنگھ کو حراست میں لے لو۔ اس پر تھانیدار سے استعمال کی گئی کہ تو امر سنگھ

تمام رپورٹ سنکر تارا چند کے پاس پہنچا کہ پہلی کیا جائے مگر اُسے ادھ موا

نے لاٹھی کی ضرب بتائی تھی۔ مگر اس وقت نشان مہاراجہ سے معافی مانگ کر اپنی

کی جائے۔ مگر اب ڈاکٹری معائنہ میں تیز اوزار کی بدقسمتی تھی کہ اس کی عزت

اسلئے دونوں رپورٹوں میں فرق ہے اس کا کیا ماہ سے آ پڑا تھا۔

معاملہ کی رپورٹ مہاراجہ کے پاس پہنچی تو مہاراجہ کو زیر دفعہ ۲۲۶ قید کر دیا

تارا چند کے حکم سے اُس تھانیدار کو فوراً تبدیل سردار امر سنگھ نے حکومت

جگہ پھوڑا سنگھ جو کہ پہلے مہاراجہ کی اردل میں تھا کے وارثوں نے شش جج کے

…لوم ہونے پر سردار امر سنگھ تھانہ میں حاضر ہونیے
…سپرنٹنڈنٹ پولیس کی عدالت میں درخواستیں
…نتا تھا کہ ان درخواستوں کا کچھ اثر نہیں ہوگا۔ مگر پھر
…ہ وہاں ریکارڈ تو رہیگا درخواستیں دیتا رہا اور ابھی
…کہیں مفرور ظاہر کر کے ضبطی جائیداد کا حکم صادر
…یا تپ ڈانگ لگانیسے باز نہ رہا۔ آخر جب ایک روز
…درخواست دینے کے لئے آیا تو اسے پکڑ کر جیل بھیج
…رفتاری کے قبل مہارانی صاحبہ چاہلاں والی نے
…نگھ کے رشتہ داروں میں سے تھی ایک چٹھی مہاں کور
…مہاراجہ صاحب کی منشا ہے کہ تو عدالت کو بے دعویٰ
…م تجھے ایک گاؤں مل جائیگا ورنہ تیرے خلاف زیر
…مقدمہ چلا کر دس سال کے لئے جیل میں بند کر دیا
…س مہارانی اور سردار امر سنگھ کے ننھیال ایک
…بادشاہ پور میں تھے۔ اسلئے مہاراجہ نے یہ چٹھی مہارانی
…ئی تھی اور اس رشتہ کا مہاراجہ کو علم تھا۔ مہاں کور
…ں وہ سردار امر سنگھ کی حامی تھی۔ مہاں کور نے
…ا کہ جب مہاراجہ نے بے دعویٰ اور قید کا ذکر کیا
…ن گورنام کور اور دیگر کئی عورتیں جو کہ آپ کے
…وہاں موجود تھیں۔ یہ تمام عورتیں تجھے سمجھانے

کے دلوں پر چھایا ہے۔…
کھیڑی - بجھرو - کوہل - گھ…
کشن پور - گھڑام - جلال…
حسن پور - کپوری وغیرہ۔…
مختصر یہ کہ سردار امر…
تمام دیہاتوں میں اور…
کے کچھ دیہاتوں میں بھی…
لے کر حوالات میں رکھا۔…
سردار گمبھیر سنگھ بھٹر…
ماتحت دس سال یا عمر قید…
میں پیش ہونے کے بعد…
گیا۔ اور سر رشتہ دار کی…
سردار امر سنگھ کے…
سردار تیرتھ سنگھ سشن…
کی۔ سردار تیرتھ سنگھ…
دیکھکر حیران ہؤا اور اُ…
غریب ابھی ضمانت پر رہا ہو…
اسی شہزادہ سنگھ کی معرفت…
دیا اور اس سختی سے جھگ…

کے لئے بلائی گئی تھیں۔ تاکہ تم بے دعو۔

مہاراجہ صاحب کی دادی ہر روز م غلط بتا کر نہ ... کارروائی

تھی کہ یا لو امرکور کو باقاعدہ رانی بنالے۔ دیوانی اور فوجداری اُن کے

اس وقت امرکور کو بھی بلایا گیا۔ امرکور سلماف اس طرح مقدمات دائر

میں بلند جگہ پر بیٹھ گئی اور باقی عورتیں۔ مہاراجہ صاحب بہت خوش

بھی پاس ہی کرسی پر تھے اور مہاراجہ صاحب لارنس سمایا۔ رشوت خوری

بیٹھی ہوئی تھی۔ ہو گیا۔ اتنے میں ایک بھائی

مہاراجہ نے ہنسی میں امرکور کو کہا کہ لڑکے کو بھی ہلاک کر دیا

لا دعوی لے دے۔ پہلے تو تو ہمیشہ پرچھوڑی سے معطل کیا گیا۔ مگر

پر بیٹھ جا۔ شاید اس طرح مائی صاحب کو عث اس واردات قتل کا

امرکور فرش پر بیٹھ گئی۔

سردار امر سنگھ نے مذکورہ بالا ... استعمال کی گئی کہ نواب سنگھ

کہ میں لا دعوی دینے سے مجبور ہوں۔ الیا جائے مگر اُسے ادھ موا

صاحب کو گرفتار کر لیا گیا اور نے مہاراجہ سے معافی مانگ کر اپنی

ہتھکڑی لگوا کر سردار صاحب کو رسوں بدقسمتی تھی کہ اس کی عزت

مہاراجہ صاحب کا رعب و داب ظاہراً سے آ پڑا تھا۔

میں پھرایا گیا۔ کو زیر دفعہ ۲۲۶ قید کر دیا

گرفتاری کے بعد سردار امر سنگھ سردار امر سنگھ نے حکومت

ہتھکڑی لگا کر پھرایا گیا تاکہ پٹیالہ کے وارثوں نے سشن جج کے

کے دلوں پر چھایا ہے ۔ تلنور۔ کھوڑا۔ کنہو۔ گگرونی۔ سرستی گڑھ
کھیڑی۔ بھرو۔ کوہل۔ گھ[illegible]نت۔ ٹڑا۔ گوہڑہ۔ برکت پور۔ باگڑہ۔
کرشن پور۔ گھڑام۔ جلال آباد۔ پہول۔ مالی۔ پناہ۔ بھنگوان۔
حسن پور۔ کپوری وغیرہ۔

مختصر یہ کہ سردار امر سنگھ کے اپنے گاؤں اور تھانہ بھرو کے
تمام دیہاتوں میں اور انگریزی علاقہ کے تھانہ گوہرا ضلع کرنال
کے کچھ دیہاتوں میں بھی چھپوایا گیا اور بلا وجہ ۱۸ دن کا ریمانڈ
لے کر حوالات میں رکھا۔ آخر دفعہ ۱۲۴ کے ماتحت چالان کر کے
سردار گمبھیر سنگھ مجسٹریٹ [illegible] کے پیش کر دیا (اس دفعہ مذکور کے
ماتحت دس سال یا عمر قید کی سزا ہو سکتی ہے) اس عدالت
میں پیش ہونے کے بعد اٹھارہ روز جوڈیشل حوالات میں رکھا
گیا۔ اور سررشتہ دار کی معرفت اُسے سمجھایا گیا۔

سردار امر سنگھ کے وارثوں نے اس بے ضابطگی کے خلاف
سردار تیرتھ سنگھ سیشن جج کی عدالت میں نگرانی کے لئے درخواست
کی۔ سردار تیرتھ سنگھ کو [illegible] اس قید کے متعلق علم نہ تھا وہ مسل
دیکھ کر حیران ہوا اور اُس نے سردار امر سنگھ کو ضمانت پر رہا کر دیا
غریب ابھی ضمانت پر رہا ہو کر گھر پہنچا ہی تھا کہ تیسرے روز پولیس نے
اسی شہزادہ سنگھ کی معرفت ایک مقدمہ اسکے خلاف دائر کروا
دیا اور اس سختی سے جھگڑا [illegible] تاکہ اس کا کوئی وارث پیروی نہ کر سکے

تاکہ گھر کا تمام کاروبار تباہ ہو جائے۔

رپورٹ کروا کر اور پہلی رپورٹ غلط بتا کر زیر دفعہ ۱۱۰ کارروائی کی گئی۔ القصہ بیس۔ پچیس مقدمات دیوانی اور فوجداری اُن کے خلاف دائر کئے گئے۔ سردار امر سنگھ کے خلاف اس طرح مقدمات دائر کرنے کی پالیسی پر پھولا سنگھ سب انسپکٹر اور مہاراجہ صاحب بہت خوش ہوئے۔ اور پھولا سنگھ تو جامہ میں پھولا نہ سمایا۔ رشوت خوری اور بدمعاشی اور تشدد کا دور دورہ ہو گیا۔ اتنے میں ایک بھائی گنڈا سنگھ زمیندار موضع نظام پور کے لڑکے کو بھی ہلاک کر دیا گیا۔ اسکی پاداش میں گو وہ سب انسپکٹری سے معطل کیا گیا۔ مگر مہاراجہ صاحب کی خاص عنایات کے باعث اس وارداتِ قتل کا کوئی مقدمہ اُن کے خلاف نہ چلایا گیا۔

مقدمات دائر کرنے کی پالیسی اسلئے استعمال کی گئی کہ نہ تو امر سنگھ کو زندہ چھوڑا جائے اور نہ اُسے ہلاک کیا جائے مگر اُسے ادھ موا کر کے تنگ کیا جائے تاکہ تنگ آ کر وہ مہاراجہ سے معافی مانگ کر اپنی عورت کا لا دعویٰ لکھدے۔ بیچارے کی بدقسمتی تھی کہ اس کی عزت کا واسطہ ایک ظالم اور طاقتور بادشاہ سے آ پڑا تھا۔

رگھبیر سنگھ مجسٹریٹ نے دوبارہ امر سنگھ کو زیر دفعہ ۲۲۶ قید کر دیا۔ ان تمام واقعات کی مفصل اطلاع سردار امر سنگھ نے حکومت ہند کو پہنچا دی۔ اس پر سردار امر سنگھ کے وارثوں نے سشن جج کے

پاس اپیل کیا جس پر اُسے ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ مگر سردار اوجاگر سنگھ
سرکاری پیروکار نے پیشی کے روز عدالت میں ہی سردار تیرتھ سنگھ
کو کہا کہ یہ وہ امر سنگھ ہے جس نے سرکار ہند تک نوبت پہنچا دی ہے۔
اس پر تیرتھ سنگھ نے کہا کہ کیا اس پر نگرانی کرنا واجبی نہیں ہے۔
اوجاگر سنگھ سرکاری ایڈووکیٹ نے کہا کہ جھوٹ چکا ہے درست ہے۔
اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلی سزا ہی بحال رہی۔ جب وقت سیشن جج نے
ضمانت پر رہا کیا تھا۔ اُن ایام کا ایک اور واقعہ بھی قابل ذکر ہے۔
مہاراجہ کے اے۔ ڈی سی۔ سردار ناہر سنگھ سابق دیوان نے
سردار امر سنگھ کو اپنے نوکر کی معرفت موضع کپوری میں منشی
جٹ کے مکان پر بلایا۔ یہ مکان غیر آباد اور اُجڑا ہوا تھا۔
جب سردار امر سنگھ موضع کپوری میں پہنچا تو ناہر سنگھ نے اسے
ایک کوٹھڑی کے اندر آنے کو کہا۔ مگر سردار امر سنگھ باہر بیٹھ گئے
ناہر سنگھ نے اُسے اندر بلانے کے لئے بہت زور دیا مگر اُس نے نہ مانا۔
کیونکہ اُسے خاص خطرہ تھا۔

جس جگہ سردار امر سنگھ بیٹھے تھے وہاں ہی اُس کے پچھلی طرف
سردار ناہر سنگھ کا ملازم بیٹھ گیا۔ پہلے کچھ عرصہ ناہر سنگھ سردار
امر سنگھ سے بات چیت کرتا رہا۔ پھر کہا کہ مجھے بہت افسوس ہے کہ
تیرے خلاف ناحق جھوٹے مقدمات دائر کر کے تجھے مصیبت میں پھنسایا
جا رہا ہے۔ مجھے اس سے پوری ہمدردی ہے۔ اس لئے میں تیرے

متعلق مہاراجہ سے بات چیت کرکے اُن کا غصہ معاف کرا دونگا وغیرہ۔

پھر سردار ناہر سنگھ نے کہا کہ چلو باہر چلیں۔ شکار کھیلنا ہے۔ مگر سردار امر سنگھ نے اپنے کسی رشتہ دار کی بیماری کی خبر بتا کر جانے سے انکار کر دیا۔ ابھی بات چیت ہو ہی رہی تھی کہ ناہر سنگھ نے اپنے نوکر کو اشارہ کیا۔ اشارہ کی دیر ہی تھی کہ اُس نوکر نے سردار امر سنگھ کو اپنے بازوؤں کے حلقہ میں لے لیا اور مضبوطی سے پکڑ لیا اور ایک اور آدمی (اس کا نام بھی ناہر سنگھ تھا) نے اس کے گلے میں کپڑا ڈال دیا اور دونوں ناہر سنگھ نے کیسوں سے پکڑ کر کوٹھی کے اندر لیجانے کے لئے گھسیٹا۔

سردار امر سنگھ بیچارہ جب اس مصیبت میں پھنس گیا۔ تو اس نے چیخیں ماریں۔ شور سنکر ایک چمار نے جو باہر قریب ہی کھڑا تھا یا وہاں آ گیا تھا بھی شور مچایا کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔ لڑائی ہوتی ہے۔ یہ شور و غوغا سُنکر بہت سے آدمی آ گئے اور انہوں نے اس غریب کو ان ظالموں کے پنجہ سے نجات دلائی۔ ان آدمیوں میں سے ایک شخص مسمی سرون سنگھ کی ٹانگ پر ضرب بھی لگی تھی۔

سردار امر سنگھ نے تھانہ بھدوڑ میں پہنچکر رپورٹ کی مگر پولیس نے اپنی حسب منشا رپورٹ لکھی اور اصل بات نہ لکھی اور اُلٹا اُسے ڈانٹا۔ کہ تم کیوں ایسی باتیں کرتے ہو۔ کسی انگریزی علاقہ میں دن گذار اور تو کسی نہ کسی دن تماشہ کرا ہی لے گا۔ تیری داد فریاد کون سنے گا۔

سردار امر سنگھ نے اس تمام معاملہ اور کارگذاری کی مفصل

ایک درخواست تارا چند انسپکٹر جنرل پولیس کو بھیجدی جو اُنہوں نے واپس کردی اور لکھ بھیجا کہ ہم اس میں دخل دینا نہیں چاہتے۔ یہ درخواست بمعہ تارا چند کے رہ بیمار کس کے اب تک موجود ہے۔ اس کے بعد سردار امر سنگھ نے اسی مطلب کی ایک درخواست ہوم منسٹر کو بھیجی کیونکہ محکمہ پولیس ہوم منسٹر کے ماتحت تھا۔

جو مزارعان ان کی اراضیات کی کاشت کرتے تھے ان تمام کو نرائن گڑھ تھانہ گوہلا انگریزی علاقہ میں لایا گیا۔ وہاں انسپکٹر سردار امر سنگھ اور ان کے ساتھیوں کو کہنے لگے کہ ملزم تمہارا نام لیتے ہیں۔ تمہارے پاس کارتوس اور جو کچھ اسلحہ ہے وہ حوالہ کر دو۔ اس کے بعد سپاہیوں کو کہا گیا کہ ان بدمعاشوں کی گت بنا دو۔ حکم کی دیر تھی کہ سپاہی ان بے گناہوں پر ٹوٹ پڑے۔ اس پر ملزمین نے کہا کہ جس نے ہمارے خلاف یہ رپورٹ کی ہے اُسے ہمارے سامنے حاضر کیا جائے۔ اس پر پٹیالہ پولیس والوں نے کہا کہ تمہارا نام خواجہ نظام پورے والے نے لیا ہے۔ جب خواجہ سے دریافت کیا گیا تو اس نے صاف کہدیا کہ مجھے تو کچھ علم ہی نہیں۔ آپ افسر بھی ہو اور مالک بھی جو کچھ آپ حکم دیں گے میں کروں گا۔ کیونکہ میں آپکی رعیّت ہوں۔ پھر نرائن گڑھ سرکاری علاقہ میں اور سرکاری پولیس کے روبرو پٹیالہ پولیس نے ان کو بے تحاشا زدو کوب کیا۔ کسی نے اس ظلم کو نہ روکا۔ یہ عجیب بات ہے کہ سرکاری پولیس کے روبرو کس طرح دلیری کر سکتے ہیں۔ انگریزی علاقہ میں

پٹیالہ کا بدمعاش شہادت کے لئے پیش کیا جاتا ہے جس سے ان کے خاندان کے نام قصور مڑھا جاتا ہے۔ اسکے بعد ان کی خانہ تلاشیاں ہوئیں۔ قدرتی طور پر اس روز سردار امر سنگھ کی تاریخ راجپورہ میں تھی ورنہ خدا جانتا کہ کیا وقوع میں آتا۔

کوئی معاملہ یا کوئی سازش سردار امر سنگھ اور ان کے ہمراہیوں کے خلاف نہ ثابت ہو سکی اور جب تک اس مار پیٹ کے نشان رہے تب تک ان کو پٹیالہ پولیس کیطرف سے پٹیالہ کا رخاص میں بند رکھا گیا۔ اور بارہ تیرہ دن کے بعد رہا کر دیا گیا۔

ان تمام نے رہا ہو کر ڈاکٹر تھانہ گوہلا سے اپنے زخموں کا معائنہ کرا کے سرٹیفکیٹ حاصل کئے۔ اور یہ سرٹیفکیٹ شامل کر کے مجسٹریٹ گوہلہ تھانہ انگریزی علاقہ میں پٹیالہ پولیس کے خلاف استغاثے دائر کر دئے اور اپنا پیروکار ایک وکیل مقرر کیا۔ مجسٹریٹ نے تحقیقات کے لئے تحصیلدار کو لکھا۔ تحصیلدار نے رپورٹ کر دی کہ اس مقدمہ کی سماعت مجسٹریٹ صاحب خود ہی کر سکتے ہیں۔ مجسٹریٹ نے دوبارہ تمام کے بیانات نوٹ کئے اور فوراً حکم دیا کہ چونکہ فریقین ریاست پٹیالہ کے ہیں اسلئے انگریزی علاقہ کی عدالت میں سماعت کے لئے پیش نہیں ہو سکتا۔ یہ پٹیالہ کی عدالت میں دائر ہونا چاہئے۔ مجسٹریٹ کے اس حکم پر نگرانی کے لئے ڈپٹی کمشنر کرنال کی عدالت میں درخواست دی۔ جب ڈپٹی کمشنر نے دیکھا اس نے

حیرانی و استعجاب کا اظہار کیا۔ اور اظہار افسوس کرنے کے بعد کہا
کہ ہم اپنی پولیس سے ملاحظہ کے لئے کاغذات منگواتے ہیں اب
تک نگرانی کے لئے درخواست دائر ہے*

—— ⁂ ——

S. Ridha Singh of Ghaga.

Ruthlessly beaten and disgraced by the Patiala Police.

پٹیالہ کے مظالم

کی

ایک اور درد انگیز داستان

بیان سردار ردھا سنگھ ولد سردار پرتاپ سنگھ لمبردار
موضع گھگا۔ تحصیل بھوانی گڈھ۔ ریاست پٹیالہ۔ عمر ۳۲ سال۔

میں اپنے واہگورو کو حاضر ناظر سمجھ کر حلفاً صحیح صحیح اور درست
حالات بیان کرتا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا کہ سنگت نے گوردوارہ
ڈڑبہ میں سری گورو گرنتھ صاحب کا اکھنڈ پاٹھ جاری کیا ہوا ہے
اور بابا کھڑک سنگھ جی کے دورہ کے دوران میں ڈڑبہ گاؤں بھی
ٹھہرنے کی جگہ ہے اور بابا کھڑک سنگھ جی پنتھ کے جتھیدار کے خیر
مقدم و استقبال کے لئے یہ اکھنڈ پاٹھ سنگت گوردوارہ ڈڑبہ نے
پہلے ہی شروع کیا ہوا تھا اور یہ حلف لیا تھا کہ پانچ اکھنڈ پاٹھ
اس خاطر کئے جاویں کہ پنتھ اور مہاراجہ صاحب پٹیالہ کے درمیان
جو طول طویل جھگڑا اور فرق پیدا ہو چکا ہے وہ بابا کھڑک سنگھ
جی کی آمد پر دور ہو جائے۔

میں مورخہ ۲۰ ماگھ سمت ۱۹۸۵ بکرمی کو بوقت شام گوردوارہ

دڑبہ میں پہنچا تھا۔ کیونکہ میں گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر بعداز
دوپہر گھر سے روانہ ہوا تھا۔ جس وقت میں گوردوارہ میں پہنچا۔
تو معلوم ہوا کہ ایک اکھنڈ پاٹھ کا بھوگ ڈالا جاچکا ہے اور دوسرا
اکھنڈ پاٹھ جاری ہے۔ گوردوارہ کے اردگرد پولیس کا پہرہ تھا
پولیس کا پہرہ دیکھکر حیران تو ضرور ہوا مگر یہ معلوم کرکے کہ پاٹھ ہورہا
ہے گوردوارہ صاحب کے اندر جانے کے ارادہ سے ابھی دروازہ کے اندر قدم
ہی رکھا تھا کہ پولیس نے مجھے گرفتار کر لیا۔ میرے پیچھے دو سنگھ اور بھی تھے
وہ بھی اسی وقت گرفتار کر لئے گئے تھے۔ مجھے پولیس کے تین سپاہیوں نے
جبری طور پر گرفتار کیا اور اسی وقت تھانہ دڑبہ میں لے گئے۔ رونق رام
محرر پولیس اور ایک سارجنٹ نے (جسکا نام مجھے معلوم نہیں) سپاہیوں
کو حکم دیا کہ اندر کوٹھڑی میں بند کرکے خوب زد و کوب کرو۔ اسپر سپاہیوں
نے پکڑ کر الٹا لٹایا اور جوتی بیزار کیا۔ دوسرے دو سکھوں کو بھی زد و کوب کیا
گیا۔ اس وقت میری کرپان چھین کر اتار لی گئی۔ مجھ سے قبل کئی اور سکھ گرفتار
کئے ہوئے وہاں بیٹھے تھے جو کہ اکالی جتھے کے تھے اور دن کے وقت گرفتار کر
لئے گئے تھے۔ ان دنوں رات کے وقت سخت سردی تھی۔ تمام گرفتار
شدگان کو بلا رضائی کمبل وغیرہ رات بھر ایک بارک میں بند رکھا۔
رات کو ہم آٹھ آدمی گرفتار ہوئے تھے۔ ۱۲ ماگھ کو صبح ہی ایک
تھانیدار نے مجھے بلایا اور کہا کہ تو کیوں یہاں آیا تھا
میں نے جواب دیا کہ اکھنڈ پاٹھ کے موقع پر پاٹھ سننے کے لئے

آیا تھا۔ اس قدر کہنے پر تھانیدار نے میری داڑھی پکڑ کر دو تین بار کھینچی اور سخت سست کہا۔ پھر سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہاں ہی لے چلو۔

اس کے بعد صبح کے آٹھ نو بجے کے قریب مذکورہ بالا تھانیدار اور ایک دوسرے تھانیدار نے کافی پولیس کے ہمراہ مجھے بلایا۔ اور کہا کہ تو کیوں آیا۔ میں نے پہلا ہی جواب دوہرا دیا۔ تب تک ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی آ گیا۔ کرسی پر بیٹھکر سپرنٹنڈنٹ نے مجھ سے دریافت کیا کہ تجھے تیرے بھائی سردار سنت سنگھ سفید پوش اور سردار سندر سنگھ تحصیلدار نے یہ نہ سمجھایا تھا کہ ڈربہ وغیرہ مقامات پر نہ جانا۔ میں نے جواب دیا انہوں نے مجھے ضرور کہدیا تھا مگر میں سے اپنے دھرم کا معاملہ سمجھکر آ گیا ہوں۔ اگر میں اپنے خیال میں اسے بُرا کام سمجھتا تو کبھی نہ آتا۔ مگر سوائے اکھنڈ پاٹھ اور دھارمک معاملات کے میری اسجگہ آنے سے کوئی دوسری مراد نہیں ہے۔ اسپر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے دونوں تھانیداروں کو حکم دیا کہ جس طرح تمہیں سمجھایا گیا ہے موضع میں پھر کر اور وہی علاج کرکے رعیّت اور موضع کو خوب تماشہ دکھاؤ۔ چنانچہ دونوں سب انسپکٹر کافی تعداد میں پولیس کے سپاہی ہمراہ لیکر مجھے موضع کے قریب لیگئے۔ تھوڑے ہی قدم آگے گئے تھے کہ میرا پاجامہ اور پگڑی کھولدیا گیا اور سپاہی نے مجھے پکڑ کر اوندھے منہ گرا دیا اور میرے ... ننگے کرکے مضبوط جوتیوں سے دو سپاہی زدوکوب کرنے میں مصروف ہو گئے۔ دوسرے مواضعات، ڈربہ کے بہت سے لوگ جمع ہوئے تھے کیونکہ پولیس نے نمبرداروں اور ذیلداروں کو

اپنے احکامات کی تکمیل کیلئے بلا رکھا تھا۔ میں درست شمار نہیں بتا سکتا
کہ کتنے جوتے لگائے جاتے تھے جب وہ اپنے خیال میں سمجھتے تھے کہ کافی جوتے
لگ چکے ہیں اور لوگوں کو معلوم ہو چکا ہے تو مجھے وہاں سے اٹھا کر آگے
لے چلتے تھے۔ جب دس بیس قدم آگے جاتے اور لوگوں کو جمع دیکھتے تو اسی
جگہ مجھے اوندھا لٹا کر اسی طرح ننگے ..... پر لگاتار جوتوں کی بارش
شروع کر دیتے ہیں۔ جب میں نے پکڑا اور پاجامہ کا ازار بند باندھنا
چاہا تو سپاہیوں اور تھانیداروں نے مجھے اپ کرنے سے روک دیا اور ازار بند
کے سرے اپنے ہاتھوں میں تھام لئے۔

مواضعات کے لوگوں اور عورتوں کے لئے یہ خوفناک اور
افسوسناک تماشہ بنا ہوا تھا۔ میرے دونوں طرف کے دو سپاہیوں نے
دونوں بازو پکڑ رکھے تھے اور ایک سپاہی نے دونوں ازار بند تھام
رکھے تھے۔ مجھے عورتوں اور مردوں کے سامنے بیحیائی شکل میں ننگا
لیجایا جا رہا تھا۔ یہاں تک مجھے یاد ہے مجھے سات آٹھ مقامات پر
اوندھے منہ لٹا کر راستہ میں اس طریقہ سے زدوکوب کیا گیا کہ میرے
..... سے خون جاری ہو گیا اور وہ پھیلے پڑ گئے۔ ایک کوچے سے
ہو گئے جہاں کہ رسالہ کے گھوڑوں کے لئے چارہ وغیرہ کا بندوبست تھا
وہاں بہت ہجوم جمع تھا۔ وہاں ایک کھیت میں ٹٹی پر لیگئے اور مجھے
اوندھا لٹا کر بہت زیادہ زدوکوب کیا گیا۔ اس جگہ میرے ..... سے
لہو جاری ہو گیا۔ اس پر بھی تھانیداروں اور پولیس کے سپاہیوں

نے کوئی پرواہ نہ کر کے آخر لوگوں کو آوازیں دیکر بلانا شروع کیا کہ آوٴ تم سب ایک ایک کر کے اسکے... پیں تھوکو۔ اس پر وہ لوگ ڈر گئے اور نہ آئے۔ اسپر تھانیداروں نے دوبارہ غصّہ میں آکر لوگوں کو حکم دیا مگر پھر بھی کسی کو حوصلہ نہ پڑا۔ اسکے بعد دونوں تھانیداروں نے سپاہیوں کی طرف دیکھ کر کہا کہ ان بدمعاشوں کو لاوٴ جو کوئی حکم نہ مانیگا اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جاویگا۔ یہ سنکر ان لوگوں میں سے ایک ایک دو دو آدمی کر کے ہمت سے آگئے اور مجبوراً پولیس کے خوف سے میرے..... پر تھوکنے لگے۔ پھر تھانیداروں نے کہا اب اس کے .... تھوک سے خوب تر ہو گئے ہیں اسپر خوب جوتے لگاوٴ۔ چنانچہ پھر سپاہیوں نے زدوکوب کا عمل شروع کر دیا۔ اس موقعہ پر تین بار دم لے کر مجھے اسی طریقہ سے زدوکوب کیا گیا۔

جب وہاں سے مجھے واپس لاکر موضع کی گلی میں (اُس طرف سے جس طرف سے لائے تھے) لے کر داخل ہونے لگے تو سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی موٹر پر سوار ہو کر وہاں آگیا۔

اور تھانیداروں سے دریافت کیا کہ کچھ بن گیا ہے۔ اسے ہوش دلادی ہے۔ اسپر تھانیدار نے کہا تمام لوگوں کو تماشہ تو خوب دکھایا ہے۔ لوگوں نے ساری عمر میں ایسا تماشہ دیکھا اور سنا نہ ہوگا۔ دیگر یہ ویسا ہی ہے۔

اس پر سپرنٹنڈنٹ نے کہا اچھا میرے سامنے تماشہ کر کے

دکھاؤ۔ بس دیکھوں گا کہ تماشہ کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ یہ کہکر موٹر پر سے نیچے اُتر آیا۔ مجھے مثل سابق اوندھا لٹا دیا گیا۔ بس پھر کیا تھا۔ سپاہیوں نے اپنے افسر اعلےٰ کے حکم کی تعمیل میں جس قدر ان میں زور تھا سب میرے چوتڑوں پر جوتیاں لگانے میں صرف کر ڈالا۔ اس مقام اور اس روز سے پیشتر کے مقام پر دونوں بقایا لوگوں کو پہلے لیکچر دیتے تھے۔ یہ آدمی موضع گھگا کا خاندانی سردار بسویدار ہے جس کی پہلے اس تمام علاقہ میں سرداری عزت تھی لوگ اسے بھوئیں خاں سمجھتے تھے مگر یہ مہاراجہ صاحب کے حکم کی پرواہ نہ کرتا ہؤا گوردوارہ صاحب ڈڑبہ میں اکھنڈ پاٹھ کے موقع پر آنا تسلیم کرتا ہے۔ اسلئے جو بھی رعیت کا آدمی اس کی مانند حکم عدولی کا مرتکب ہوگا۔ اس کے ساتھ یہی سلوک ہوگا۔ اس وقت تمہارے سامنے جو اسکی درگت ہو رہی ہے وہ تم دیکھ سکتے ہو۔ اس کی تمام جائیداد ضبط ہوگی۔ یہ تمام عمر جیل خانہ میں رہ کر آخری موت مریگا۔

بس اسی طرح کا لیکچر دے کر دم لے کر زدوکوب شروع ہو جاتا تھا۔ مگر میں جس قدر مجھ میں سکت رہ گئی تھی اسی قدر واہگرو واہگرو کرکے پکار رکھے جا رہا تھا۔ پھر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے کہا اچھا پانی منگواؤ اور اسکے چوتڑ پر پانی ڈالکر اس پر ریت ڈالو اور خوب زدوکوب کرو۔ اس پر موضع ڈڑبہ کا ایک بوڑھا آدمی ایک

میں پانی لے کر آ گیا۔ وہ کوزہ میرے چوتڑوں کے پاس رکھا گیا
سپاہیوں نے میرے چوتڑوں پر پانی چھڑکا اور اس قدر ریت
چوتڑوں پر ڈالی پیروں سے روند کر ریت اچھی طرح بکھیر دی گئی
پھر جوتیوں سے مارنا شروع کیا۔ میں نے پہلے کی مانند آہستہ آواز
سے واہگورو واہگورو کہنا شروع کر دیا۔ سپرنٹنڈنٹ نے کہا اچھی
طرح پانی چھڑک کر ریت پھیلا کر چھ سپاہی باری باری مارنا
شروع کرو۔ جوتی لگنے پر یہ واہگورو کہتا ہے تم بھی جوتیاں
مارنے وقت واہگرو کہو۔ مطلب یہ کہ چار مرتبہ سپرنٹنڈنٹ نے
اپنے سامنے ایسی سختی کرائی۔ میرے چوتڑوں سے لہو نکلنا شروع
ہو گیا اور نیچے کی زمین لہو سے سرخ ہو گئی۔ ایکدفعہ میں نے
پیچھے منہ پھیر کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے چوتڑوں کا رنگ کالا ہو گیا
ہے اور لہو جاری ہے۔ اسپر ایک تھانیدار نے کہا ادھر کیا دیکھتے ہو
ابھی اور دیکھو گے کہ کیا ہوتا ہے۔ اسپر میں نے جواب دیا میں اور تو
کچھ نہیں دیکھتا۔ میں یہ دیکھ رہا ہوں۔ اگر اس سلوک سے میرا ایک
بار ہی گلا گھونٹ دیا جاوے تو داخل رحم ہو گا۔ اس پر مجھے جواب
ملا تجھے گلا کاٹ کر ہلاک نہ کیا جاویگا بلکہ تڑپا تڑپا کر بتدریج
تمہاری جان ختم کریں گے۔ میں نے پھر واہگورو واہگورو اچارن کہا
جب سپرنٹنڈنٹ نے دیکھا کہ حد ہو چکی ہے۔ تشدد کی کوئی کسر باقی
نہیں رہ گئی۔ تمام لوگوں پر دہشت طاری ہو گئی ہے۔ اب اس کے

بیہوش ہو کر مرنے کا کام ہی باقی رہ گیا ہے تو تھانیداروں کو حکم دیا کہ تھانہ میں لے چلو اور تماشہ دکھاتے چلو۔ اسی طرح دو تین جگہ پر واپسی کے موقعہ پر بھی یہی سلوک میرے ساتھ کیا گیا۔ اخیر تھانہ میں آ کر کہا کہ ایک دفعہ اس جگہ پر اوندھا لیٹ جا۔ مجھے گرایا گیا۔ اور ایک جوتی مار کر کہا کہ یہ بابا آلہ سنگھ جی کی گدی پر شگن کے طور پر ایک جوتی مارنی ہی کافی ہے۔

غرضیکہ اس کوٹھڑی کے اندر ایک مسلمان سپاہی اور ایک چوکیدار پہرہ پر موجود تھا۔ سپاہی چارپائی پر اور چوکیدار زمین پر بیٹھا تھا۔ میرے ہاتھوں میں ہتھکڑی لگا رکھی تھی۔ ہم ہر سہ کوٹھڑی کے اندر بند تھے اور باہر سے دوسرے آدمیوں نے کوٹھڑی کا بیرونی تالا لگا رکھا تھا۔ تالا لگا کر باہر کی جانب دو دیگر پہریدار باتیں کرتے سنائی دیتے تھے۔ کوٹھڑی کے بیرونی حصہ میں تھانیدار کی بھینس بندھی تھی۔ میں ۲۰ ماگھ سے ۲۳ ماگھ تک حوالات تھانہ دڑبہ میں رہا۔ پانچ روز تک مجھے بالکل پاخانہ کی حاجت نہ ہوئی۔ میں دس روز تک نہ سیدھا نہ اوندھا لیٹ سکتا تھا۔ تمام جسم اکڑ گیا تھا۔ جسم میں سخت درد تھا۔ تمام رات کھڑے کھڑے گذارنا چاہتا تھا مگر کوٹھڑی میں بند ہونے کے باعث چلنے پھرنے کی گنجائش نہ تھی ہتھکڑی لگا کر پہریدار ہتھکڑی کو اپنی چارپائی سے باندھ دیتا تھا۔ لیکن تمام رات کھڑا رہنا بھی کٹھن تھا۔ کھڑے کھڑے

اس قدر تھک گیا کہ غش کھاکر گر پڑنے کو تھا۔ دل گھبراجاتا تو
مجبوراً بیٹھنا چاہتا تھا۔ مگر چوتڑوں پر تو بیٹھ ہی نہ سکتا تھا۔
کیونکہ یہ بہت زخمی ہو چکے تھے۔ اور پیروں کے بل بیٹھنے سے قدم ان
سے لگ کر درد پیدا کر دیتے تھے۔ جب سیدھا بیٹھنا چاہتا تو چوتڑوں
کے زخم لیٹنے نہ دیتے۔ جب اوندھا لیٹتا تو کمر و چوتڑوں میں کشش کے
باعث زخموں میں تکلیف پیدا ہو جاتی۔ بالآخر دو چار منٹ کے لئے
بغل کی جانب کبھی نیچے اینٹ رکھکر اور ہاتھوں کے سہارے تھکاوٹ
دور کر لیتا تھا۔ کبھی گھٹنوں کے بل الٹا اور اوندھا لیٹ کر دم لیتا
تھا۔ غرضیکہ میرا جی چاہتا تھا کہ اگر اس زندگی سے موت آجائے
تو پرماتما کا ہزار ہزار شکر کروں۔ مگر اس وقت میرے ہاتھ میں میری
موت بھی نہ تھی۔ خیر جو مصیبت آئی برداشت کرنی پڑی۔ ۲۳ ماگھ
کی شام کو مجھے حوالات تھانہ سنام میں بھیج دیا گیا۔ اسی طرح جس سے
بڑا جس قدر ہو سکا مجھے تنگ کر کے مجبور کیا گیا۔ مگر سنام پہنچنے پر
تشدد روا نہ رکھا گیا۔ گندی گالیوں کی بوچھاڑ ہوتی رہی۔ کھانے
پینے کا انتظام بہت برا اور تکلیف دہ تھا۔ یہ بات پوری طرح
ظاہر کرنیوالی نہیں ہے بلکہ بے حیائی اور بدنامی کا باعث ہے
کہ جس وقت دوسرے دن ۲۱ ماگھ کو تشدد ہو رہا تھا پولیس کا
عملہ اسی طرح بدکلامی اور گندے الفاظ کو استعمال کر رہا تھا اور نے
سے اونٰے بدمعاش سے بدمعاش آدمی کو بھی شرم آتی ہے۔ وہ بہ

بکواس کرتے تھے۔ اس بدمعاش کے گورے گورے چوتڑوں پر بال بھی نہیں۔ اس کا گورا جسم لڑکیوں جیسا ہے۔ اندر لے چلو۔ دو تین آدمی اسکے ساتھ بدفعلی کرو تاکہ اسے رکھی کا پتہ لگ جائے۔ جب میں تھانہ دڑبہ میں زیر حراست تھا تو ایک چوکیدار کی زبان سے یہ معلوم ہؤا تھا کہ ۲۱ ماگھ شام کے وقت ناظم ضلع سنام اور تحصیلدار اور پولیس کے عملہ نے میری حویلی کی دربندی کر دی ہے۔ تمام جائداد۔ مال واسباب۔ مال مویشی قرق کر لئے گئے ہیں۔ میری عورت اور میرا لڑکا بلدیو سنگھ عمر ۱۲ سال اور ایک لڑکی عمر ۱۰ سال اور دوسری لڑکی کی عمر دو سال نیز میری ہمشیرہ کی رہائش و پرورش کی کوئی پرواہ نہ کرکے اناج وغیرہ تک قرق کر لیا گیا ہے اور مکان کو تالا لگا کر سرکاری پہرہ تعینات کرنے کے بعد میری بیوی اور بچوں کو بلبلاتے اور روتے ہوئے باہر نکال دیا گیا۔

بالآخر مجھے تھانہ سنام میں جمیل حسین ناظم اور بھرپور سنگھ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے خود آکر اور یہ کہکر کہ تجھے پنتھ کی درخواست پر مہاراجہ صاحب نے رہائی کا حکم دیا ہے۔ اس لئے ہم تمہیں رہا کرتے ہیں۔ میں رہائی کے فوراً ہی بعد سیدھا امرتسر چلا آیا۔ ابتک گھر نہیں گیا۔ اب شری امرت سر اشنان کرکے پھر گھر کو جاؤں گا اور گھر والوں کی خبر لونگا۔ بیان ہذا درست اور صحیح ہے۔ (دستخط) ردھا سنگھ

اکالی ایجنسی امرتسر

ہم دیر سے بیرونجات کے سجنوں کی تکلیف کو محسوس کر رہے تھے جو کہ اُن کو امرتسر سے مال منگوانے میں ہو رہی تھی اس تکلیف کو دُور کرنے کیلئے اکالی ایجنسی قائم کی گئی ہے تاکہ ہمارے سجن گھر بیٹھے ہر چیز اپنی منشا اور حسب پسند منگا سکیں

ہم اپنے پیارے سجنوں سے عرض کرتے ہیں

کہ جب کبھی آپکو یا آپ کے کسی رشتہ دار کو کسی کتاب - دھارمک گرنتھ - گوربانی کے گٹکے - ناول - اردو - گورمکھی - ہندی - انگریزی وغیرہ کی ضرورت ہو تو آپ فوراً اکالی ایجنسی کے نام آرڈر بھیجکر منگوالیں ۔

امرتسر کی سوغاتیں

[illegible] کپڑے - کرپان - کنگھا - ازار بند ریشمی و سوتی - تشتری - ہارمونیم باجے - لوئیاں دُھسے ریشمی چادریں - بڑیاں - پاپڑ اور تمام قسم کی چیزیں جو امرتسر میں تیار ہوتی ہیں وہ اکالی ایجنسی کی معرفت منگوائیں ۔

مال صاف ستھرا اور اچھی طرح دیکھ بھال کر ارسال کیا جاتا ہے ہم نے اس کام پر ایک خاص آدمی کی ڈیوٹی لگادی ہے جو آپ کو ہر ایک سہولت پہنچانے میں پوری کوشش کریگا - اگر آپ ایکبار بھی ہم سے مال منگوائینگے تو ہمارے معاملے سے خوش ہوں گے - مال کی روانگی پر کم سے کم اور واجبی خرچہ ڈالا جاتا ہے ۔

اب زیادہ دیر تک سوچنے کی ضرورت نہیں

آپکو جس چیز کی ضرورت ہو - بلا تکلف تحریر فرما دیجئے آپکے آرڈر کی فوراً تعمیل کی جائے گی - آرڈر لکھتے وقت اپنا نام پتہ - مقام سٹیشن وغیرہ صاف و خوشخط تحریر فرمائیں ۔

منیجر اکالی ایجنسی پرانا ٹانگہ اڈہ امرتسر